مارچ 98
ہر عمر کے بچوں کیلئے
ماہنامہ پھول لاہور
40 سے زائد ممالک میں سب سے زیادہ
پڑھا جانیوالا اردو میگزین
میں اس وطن سے میری محبت وطن سے ہے
نوائے وقت
پھول سے محبت کرنیوالوں کو ڈھیروں مبارک
انٹرنیٹ پر پھول کیلئے بیسٹ آف پاکستان ایوارڈ
قرارداد مقاصد
میری زندگی پاکستان کیلئے ہے
سنوکر چیمپئن محمد یوسف
قیمت 15 روپے

آٹھویں برس کا ساتواں شمارہ

ہر عمر کے بچوں کیلئے
ماہنامہ پھول
لاہور

پھول کا ہر کام جدا مگر دلوں کو جیتنے کا انداز وہی پرانا

چیف ایڈیٹر...... مجید نظامی

ایڈیٹر...... اختر عباس

سب ایڈیٹر..... منظور وحید

انچارج پھول کلب .... محمد اعظم یاد

انچارج کہانی گھر.... مزنہ لطیف

میرا نام _____________ ہے

اور یہ میرا پیارا پھول ہے

☆ اسے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے

☆ نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو

☆ ابو امی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

☆ آج کا ہوم ورک مکمل ہو گیا ہو

ڈیزائنر.... عامر شکیل

الیسٹریٹر.... عمیر صفدر

لے آوٹ.... شعیب قادر

پھول رنگ

زر سالانہ اندرون ملک 300 روپے (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک)

بیرون ملک 25 ڈالر (بذریعہ ائر میل)

مجید نظامی پرنٹر پبلشر نے ندائے ملت پریس سے چھپوا کر دفتر روزنامہ نوائے وقت لاہور سے شائع کیا

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

ہنامہ پھول 4 شاہراہ فاطمہ جناح لاہور

ن 54-6367551 (چار لائنیں) فیکس 6367616

کرنیں

کہاں ضروری ہے بڑا آدمی تمام عمر بڑا ہی رہے

ہمارے راستے چڑھائی ہی چڑھائی تھی راہ کٹھن تھی پھر بھی کٹ ہی گئی، ہم لوگ بالآخر تھکے ماندے مینار پاکستان کی بالائی منزل پر جا پہنچے شہ نشین میں داخل ہوئے منظر خوشنما ہوا خنک سب سے پہلے حق تعالیٰ کا شکر اسی کے الفاظ میں یوں ادا کیا "اور وہ لوگ غایت فرح و سرور سے) کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی (یہاں تک) رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے" (سورۃ7 آیت 34 جزوی)
مجھے وہ لوگ یاد آنے لگے جو مینار کے نیچے یا سرزمین مینار سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں یہ دور رہ جانے والے نہ جانے کس حال میں ہوں گے اور مینار کی سرفرازی کی قیمت نہ جانے ان کی کتنی نسلوں کو ادا کرنی پڑے۔ جو قیمت وہ ادا کرتے ہیں وہ ہمارے حساب میں قرضے کے طور پر لکھی جاتی ہے اور یہ قرضہ ہے کہ روز بروز بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ تو ہمارے ساتھ چلے تھے کہ یہاں ان کو بھی شہ نشین پر جگہ ملے گی مگر وہ ابھی تک خاک بسر ہیں میں نے دل میں سوچا یہ بھی عجیب بات ہے کہ آزادی اور علیحدہ وطن کے لئے تو ہماری دعائیں صرف سات سال کی قلیل مدت میں قبول ہوگئیں مگر کچھ اور دعائیں جو ہم نے مانگی تھیں ان پر تو دہائیاں بیت گئیں ہیں اور در قبولیت ابھی تک وا نہیں ہوا ان دعاؤں میں سرفہرست دعائے کشمیر ہے جس کے لئے اٹھے ہوئے دو ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ جنگ بندی لائن کے اس طرف ہے اور دوسرا اس طرف نہ جانے کیوں اب ہماری دعاؤں میں وہ پہلا سا اثر نہیں رہا دور مزار اقبال سے 'ندا آئی'۔

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی،

میں نے مینار سے نیچے کی طرف نگاہ ڈالی ہر شے اس بلندی سے پست نظر آئی۔ بڑے بڑے لوگ یہاں سے بہت چھوٹے نظر آئے۔
ایک رہنما کی یاد آئی۔ جوان، شعلہ رو اور شعلہ بیان، ہم نے انہیں سر آنکھوں پر رکھا، جلسے کرائے جلوس نکالے تقریریں سنیں، تعریفیں کیں، مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب ان کے ساتھ گروپ فوٹو کا اہتمام ہوا، اس تصویر کی ایک کاپی پر ہم نے اپنے جذبات کو اسما صفات میں ڈھالا اور سٹیشن پر جاکر وہ کاپی ان کی نذر کی تحسین اور تلقین سے نوازے گئے پھر انہوں نے ایک جملہ میری آٹوگراف بک پر لکھ دیا کل یہ تحریک تاریخ بن جائے گی پھر یہ دستخط نایاب ہوں گے۔ یہ نشہ اس روز سے آج تک باقی ہے اور اسے تو وہ ترشی بھی نہ اتار سکی جو کچھ عرصہ پہلے ایک واقعہ سے پیدا ہوئی۔ چند ماہ ہوئے یہی صاحب مجھے ملنے آئے مدعا بیان کیا کچھ دنیاداری اور کچھ دکانداری خرد نے جنوں کو چڑایا۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کی یادوں کے نقوش آپ دل کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔ جنوں نے کہا، یہ وہ شخص نہیں ہے یہ تو اس کا سایہ ہے۔ یہ بھلا کہاں ضروری ہے کہ بڑا آدمی تمام عمر بڑا ہی رہے۔ بعض آدمیوں کی زندگی میں بڑائی کا صرف ایک دن آتا ہے اور اس دن کے ڈھلنے کے بعد ممکن ہے کہ ان کی باقی زندگی اس بڑائی کی نفی میں ہی بسر ہو جائے۔ بدی اور نیکی کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے ایک قدم پیچھے ہٹ جائیں تو ننگ کائنات اور ایک قدم آگے بڑھا لیں تو اشرف المخلوقات درمیان میں ٹھہر جائیں تو محض ہجوم آبادی۔ 14 اگست 1947ء کو بعض لوگوں نے یہ قدم پیچھے کی جانب اٹھایا تھا۔ تاریخ آگے بڑھ رہی تھی اور تاریخ ساز پیچھے ہٹ رہے تھے کہتے ہیں کہ مال غنیمت مفت ملا تھا مگر یہ شے بازار زندگی میں سب سے گراں نکلی۔ جن کے سامنے غنیم نہ ٹھہر سکا وہ خود مال غنیمت کے سامنے نہ ٹھہر سکے یہ مال غنیمت ہی تو تھا جس کی وجہ سے غزوہ بدر کے بعد خدا کی طرف سے تہدید نازل ہوئی تھی۔ خود ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مال غنیمت کے مقابلے میں کتنے ہی ستارے ڈوبے سورج گہنائے بت گرے اور مینار بیٹھ گئے۔
بسا اوقات مجھے وہ شخص یاد آتا ہے جو ایک نو آبادی کی آزادی کے لئے بہادری سے لڑا اور اس کی ایک ٹانگ ضائع ہوگئی۔ وہ قومی ہیرو بن گیا مگر جنگ طویل تھی اور جاری رہی۔ یہی ہیرو اس اثنا میں ایسا بدلا کہ دوسری طرف جا ملا اور ملک کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا جنگ نو آبادی نے جیت لی۔ اب قومی ہیرو کے صحیح مقام کے تعین کا سوال اٹھا طے پایا کہ اس کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے مگر وہ صرف ایک ٹانگ پر مشتمل ہو جو آزادی کی راہ میں کٹی تھی۔ ایک ٹانگ کا یہ مجسمہ عبرت کا بہت بڑا سبق ہے۔ اگر پاکستان میں مجسمہ سازی جائز ہوتی اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں مجسمے بنائے اور کہیں نصب کئے جاتے تو اس جگہ پر علم الاعضا کے عجائب گھر کا گمان گزرتا۔ ایک فرد واحد کے سوا کسی اور کا بت وقت کے ہاتھوں سلامت نہ رہتا۔ اس فرد واحد کو یاد کرتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ عقیدہ عمارت سے پائیدار ہوتا ہے اور انسان مینار سے کہیں زیادہ قد آور ہوتا ہے۔

(مختار مسعود کی کتاب آواز دوست سے) انتخاب: ثاقب محمود بٹ۔ لالہ موسیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اپنے سٹڈی روم کی فرشی نشست پر بیٹھ بیٹھ کر تھکنے لگا ہوں۔ اسی لئے ایک روز قریبی مارکیٹ میں فرنیچر سازی کی مشہور دکان پر جا پہنچا۔ سنا تھا ان کے باپ دادا کا بڑا نام تھا۔ وعدے کے پکے اور قول کے سچے' کام ایسا کرتے کہ لوگ دنیا سے گزر جاتے۔ ان کا بنا ہوا فرنیچر موجود رہتا۔ یہی نیک نامی ان کا سرمایہ اور وجہ افتخار تھی۔ اسی فخر کے ساتھ وہ زندہ رہے۔ سچ ہے پرانے لوگوں میں بہت خوبیاں تھیں۔ اتنی زیادہ کہ لوگ نہیں خوبیاں ہی پہچانی جاتی تھیں۔ جیسے پرندے اڑنے سے پہچانے جاتے ہیں۔

ایک ہفتے کے وعدے پہ صوفہ بنانے کیلئے ایڈوانس پیسے دے کر واپس آنے لگا تو احساس ہوا کہ آس پاس پڑے فرنیچر پہ مٹی پڑی ہوئی ہے۔ میں برا سا منہ بنا کر باہر نکل آیا کیونکہ پرانا تجربہ ہے دوسروں کو Dusting کا مشورہ دیں تو وہ ایسی مٹی اڑاتے ہیں کہ اکثر اپنے ہی منہ پہ آن پڑتی ہے اور اپنے منہ پہ پڑی مٹی کس کو اچھی لگتی ہے۔

اچھے ماضی کا ایک اور کھنڈر۔ بالکل یہی جملہ میرے ہونٹوں سے بے ساختہ ادا ہوا۔ چہروں اور چیزوں پہ مٹی دقت اور ماحول نہیں ڈالتا۔ یہ تو اپنی نادانی اور بے احتیاطی سے ڈالی جاتی ہے۔ کمزوری لفظوں میں نہیں عمل میں ہوتی ہے اور صاف دیکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ میں بے شک اسے پڑھنے اور دیکھنے میں تاخیر کا مرتکب ہو چکا تھا اور پچھلے دو ماہ سے اس کی سزا پا رہا ہوں۔ روز نیا وعدہ' روز نئے بہانے اور اپنے شاندار ماضی کے افسانے۔

شاندار ماضی کی شاندار کہانیاں خود ہم نے بھی بہت سنی' پڑھی اور گڑھی ہیں مگر خدا لگتی یہ ہے کہ اب ایسا لگتا ہے کہ ایک فرد ہو یا ایک قوم۔ اسے شاندار ماضی کے نام پہ جو جو بھی خوراک اور غذا دی جاتی ہے اس سے وقتی سا جھوٹا احساس فخر تو پیدا ہو سکتا ہے۔ اپنے غلط اور کمزور عمل کیلئے جواز نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔ شاندار ماضی سے یہ ثابت کرنا بے شک آسان ہے کہ ہم دنیا سے کتنا آگے تھے۔ مگر یہ عنوان مشکل ہے کہ ہم اب بھی دنیا سے آگے ہیں۔

اورنگزیب عالمگیر کو برصغیر میں مسلمانوں کے آخری بڑے اور مضبوط حکمران کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی سادگی' اخلاص اور تقویٰ میں ایک مثال سمجھا جاتا تھا۔ وہ ایک عجیب زمانہ تھا۔ ایک طرف تو ملک کو ایک نیک نام حکمران میسر تھا جس کو حکومت کیلئے نہایت طویل عرصہ ملا اور اس نے ملک بھر میں شرعی قانون کے نفاذ کو یقینی بنایا مگر ساتھ ہی وہ بے چارگی اور افسوس سے ہاتھ ملتا بھی نظر آتا ہے۔ اس کی اپنی فوج کی وفاداری کا یہ حال تھا کہ سردار دشمن مرہٹوں سے جا ملتے تھے۔ خود محل کے شہزادے وفا کے نام سے واقف نہ تھے اور غداری کرتے تھے۔ اورنگزیب خود لکھتا ہے کہ "بنگال کی حکمرانی کیلئے ایک ایسا شخص چاہتا ہوں جو سچا اور معاملہ فہم ہو۔ مگر افسوس کام کا آدمی نہیں ملتا۔"

اداریہ

اس بات کو 300 سال گزر گئے۔ سینکڑوں حکمران آئے اور چلے گئے۔ ہم نے نیا ملک بھی بنا لیا۔ خیال تھا کہ نئے ملک میں بلند کرداری معاملہ فہمی اور راست بازی کے نئے معیار ہوں گے' عمدہ شاہکار ہوں گے' تاریخ پہ پڑی مٹی صاف ہوگی' نئی اور صاف روایت ہوگی' ہر طرف نکھری بات ہوگی۔ شاید یہ ضرورت اپنا ملک بننے اور بنانے سے پہلے کی تھی۔ جب بن گیا تو پھر خیال آیا کہ اتنی طویل اور متاثر کرنے والی تاریخ ہے۔ خود سے کچھ کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔

آج کی دنیا میں فرضی احساس برتری اور شاندار ماضی کسی ترقی کا نہ باعث بن سکتا ہے نہ بنیاد۔ زوال اور تباہی دوسروں کی سازشوں سے نہیں آتی اپنے ہی کردار کی کمزوری سے عمارتیں اور تہذیبیں اس کا شکار ہوتی ہیں۔

تاریخ سبق سیکھنے کیلئے ہوتی ہے تاکہ لطف لینے اور اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کیلئے۔ قوموں کی زندگی کیلئے اس سے مہلک اور کوئی چیز کم ہی دیکھی گئی ہے۔

عربی کا ایک قول ہے جو شخص موتی چاہتا ہے وہ سمندر میں غوطہ لگاتا ہے جو بلندی چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے اور جو محنت کے بغیر زندگی چاہتا ہے وہ ناممکن کی طلب میں عمر گنواتا ہے۔ میرا بڑا جی چاہتا تھا کہ آپ کو متاثر کرنے کیلئے یہ شعر لکھوں۔

کوئی تو آئے خزاں میں پتے اگانے والا
گلوں کی خوشبو کو قید کرنا کوئی تو سیکھے
کوئی تو آئے نئی رتوں کا پیام لے کر
اندھیری راتوں میں چاند بننا کوئی تو سیکھے

مگر...... چھوڑیں یہ سب باتیں۔ اتنی اچھی تاریخ اور اتنے اچھے ارادوں سے بنائے گئے اس پیارے ملک پہ پڑی مٹی کو چھیڑنے اور جھاڑنے کا ارادہ رہنے دیتے ہیں۔ کہ کہیں اپنے ہی منہ پہ نہ آ پڑے۔

کل ہم خود تاریخ کا حصہ ہوں گے۔ تاریخ داں ہمارے بارے میں کیا لکھے گا۔ اسے اس پورے عہد اور ملک میں کوئی وعدے کا پکا' قول کا سچا' راست باز اور صاحب کردار ملے گا بھی یا نہیں۔ اس سوچ میں ہم اپنی نیند کیوں گنوائیں۔ آیئے ٹی وی کے نئے چینل پہ اڑتے کارٹون دیکھتے ہیں۔ ہم اڑنے اور بلند پروازی کی باتیں کیوں کریں ...... ٹوٹے پر ایسی باتیں کیا جانیں۔

اختر عباس

آپ کے ایڈیٹر بھیا

یکم مارچ 98ء

میرے پیارے اللہ میاں جی

ڈھاکہ سے پھول کے پرانے قاری اور لکھاری
مجیب الرحمٰن خاں کے اللہ میاں کے نام خطوط

(1)

پیارے اللہ میاں!
السلام علیکم:

دسمبر میں یہاں کا موسم بہت اچھا ہوتا ہے اسی لئے دسمبر میں امتحانات بھی ہوتے ہیں۔ گھر سے میرا سکول دور ہے لیکن میرے بھائی جان اپنے ہسپتال جاتے ہوئے مجھے اپنی کار میں سکول چھوڑ جاتے ہیں لیکن واپسی میں مجھے بس میں آنا پڑتا ہے۔ اس طرح صبح جاتے ہوئے مجھے جو آرام ملتا ہے وہ واپسی میں تکلیف میں بدل جاتا ہے لیکن میں یہ سوچ کر چپ رہ جاتا ہوں کہ صبح کا آرام بھی آپ ہی کے فضل و کرم کی وجہ سے ملا تھا اور دوپہر کو بس کا سفر شاید اسلئے کرنا پڑتا ہے کہ اس طرح میں اپنی اوقات نہ بھولوں اور مجھے ان سینکڑوں ساتھیوں کا بھی احساس رہے جو آتے ہوئے بھی بس میں دھکے کھاتے ہوئے آتے ہیں اور واپسی میں بھی انہیں یہ عذاب برداشت کرنا پڑتا ہے۔ میرے بڑے بھائی جان کہتے ہیں کہ انہوں نے میٹرک تک یہ عذاب برداشت کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے اسے کبھی عذاب نہیں سمجھا بلکہ زندگی کا ایک حصہ سمجھا ہے اور اس کی وجہ سے ان میں کبھی غرور نہیں ہوا کیونکہ مغرور، متکبر اور طاقتور ہونے کا دعویٰ صرف آپ ہی کیلئے ہے۔ ہم سب آپ کے عاجز بندے ہیں یہ اور بات ہے کہ آپ نے میرے جیسا بندہ بھی بنایا ہے جو آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔ آپ سے ہرگز خوفزدہ نہیں ہوتا کیونکہ جس سے محبت کی جائے اس سے خوفزدہ نہیں ہوا جاتا۔ میرا ایک ہم جماعت ہے۔ نام تو اس کا کچھ اور ہے لیکن سارے ساتھی اسے "بوکا" کہتے ہیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ بنگلہ میں "بوکا" بے وقوف یا بدھو کو کہتے ہیں۔ اس نے ایک دن مجھے کہا کہ "یار مجیب! یہ اللہ میاں جو ہیں ناں! ہیں بڑے مزیدار، انہوں نے اور بہت سی چیزیں بنائی ہیں لیکن یہ گدھا کیوں بنایا ہے؟" میں نے جواب دیا کہ گدھا بڑے کام کی چیز ہے، یہ کتنا بوجھ اٹھاتا ہے جہاں مشینیں اور گاڑیاں نہیں پہنچ سکتیں وہاں یہ پہنچ جاتا ہے اور کتنا کمزور دکھائی دیتا ہے لیکن جب مسلسل رینکتا ہے تو اچھے بھلوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ امریکہ والے "بوکا" تو نہیں ہیں انہوں نے گدھے کو حکومت کی نشانی بنایا ہے اور آج کل جو امریکہ کے صدر ہیں یعنی کلنٹن تو انہوں نے بھی گدھے کو اپنا انتخابی نشان بنایا اور ان کے مقابلے میں ہاتھی کے نشان والے تھے لیکن گدھے نے ہاتھی کو ایسی دولتی ماری کہ بے چارا ہاتھی اب بھی شاید کسی ہسپتال میں اپنے زخموں کا علاج کروا رہا ہے۔ "بوکا" یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ وہ اس قسم کی الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا ہے اسلئے اسے سب "بوکا" کہتے ہیں۔

آپ کا پیارا بندہ
مجیب الرحمٰن خان
دھان منڈی-ڈھاکا

(2)

پیارے اللہ میاں جی!
السلام علیکم:

میرے امتحانات ہوگئے ہیں اور میں نے آپ سے دعا بھی کی ہے کہ مجھے پاس کر دیں۔ پرچے تو سارے اچھے ہوئے ہیں لیکن حساب کے پرچے ذرا کمزور ہیں۔ میرے ابو نے کہا تھا کہ حساب میں کمزوری مسلمان کی نشانی ہے لیکن حساب میں پاس ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر حساب میں فیل ہو گیا تو اس کا مطلب ہے بالکل ہی فیل۔ بھائی جان میری یہ بات سن کر کہتے ہیں کہ "مجیب میاں! یہ تیرا نام جس کے نام پر رکھا گیا ہے وہ بھی حساب میں کمزور تھا اور ہمارے ابو بھی حساب کتاب میں اتنے کمزور ہیں کہ خدا کرے تو اتنا کمزور نہ ہو" میں نے پوچھا بھی کہ ابو حساب کتاب میں کیسے کمزور ہیں تو انہوں نے جواب دیا تو یہ چھٹی جماعت پاس کر لے پھر میں تجھے انعام بھی دوں گا اور اسی سوال کا جواب بھی دوں گا؟ اب مجھے اس سوال کے جواب کیلئے کئی ماہ انتظار کرنا ہو گا۔ پتہ نہیں یہ بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائی سے ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں۔ بھائی جان کے اس جواب سے مجھے آپ بہت یاد آئے کیونکہ آپ نے تو ہر بات صاف صاف بیان کر دی ہے۔ بہرحال میں نے امتحان دے دیا ہے اور آپ نے چاہا تو میں پاس بھی ہو جاؤں گا۔ میں ایک سال سے ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن اس کا مجھے موقع ہی نہیں ملا۔ ایک سال قبل ابو نے مجھے شیخ سعدی کی ایک کہانی سنائی تھی جو انہوں نے اپنی کتاب "بوستاں" میں لکھی ہے۔ اس کہانی کو سننے کے بعد مجھے فارسی زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ اب فارسی کی شکل وصورت ہی بدل گئی ہے۔ گلستاں، بوستاں کی فارسی اور آج کی فارسی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ذکر شیخ سعدی کی کہانی کا ہو رہا تھا۔ وہ کہانی کچھ اس طرح ہے کہ کسی شخص نے شیطان کو خواب میں دیکھا، خواب دیکھنے والا شیطان کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ شیطان نے اسے حیرت زدہ دیکھ کر پوچھا۔ اے شخص! تو حیران کیوں ہے؟ اس شخص نے کہا۔ میں نے تو یہ سنا تھا کہ تو کبڑا ہے، تیری آنکھ پیشانی پر ہے، تیرے دانت نوکیلے ہیں اور تیرے وجود سے سڑی ہوئی بدبو آ رہی ہے لیکن تو اس کے برعکس ہے، تیرے حسن وجمال کا یہ عالم ہے کہ میں نے دیکھا نہ سنا، خوبصورتی تجھ سے شروع ہوتی ہے اور تجھ پر ہی ختم اور تیرا انداز گفتگو اتنا دلنشیں ہے کہ جی چاہتا ہے تجھے ہی سنتا رہوں۔ شیطان نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور کہا "اے شخص! میرے دشمن (انسان) کے ہاتھ میں قلم ہے، جو چاہے لکھ دے میں بے چارہ کیا کر سکتا ہوں۔"

میرے پیارے اللہ میاں! کیا شیطان کی یہ بات درست ہے؟ میں نے یہی سوال اپنے استاد ابوالمنصور نصیرالدین سے کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کہانی ہے اور شیخ سعدی نے اس کے ذریعے یہ پیغام دیا ہے کہ حقیقت کو جانے بغیر اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہئے۔ دراصل شیطان کی بدصورتی اور خباثت سے مراد اس کی ذہنی بدصورتی اور خباثت ہے۔ اس کا حسن وجمال بھی فتنہ ہے اور انسانوں کو خاص طور پر آفات میں مبتلا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک مثال بھی دی کہ سانپ کتنا خوبصورت ہے لیکن اس کا زہر انسان کو سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دیتا۔ آگ کی دلکشی بھی کتنی پرکشش ہے لیکن وہ اپنے قریب آنے والی ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اسی طرح شیطان کی خوبصورتی بھی فتنہ انگیز اور نقصان دہ ہے۔

اللہ میاں جی! اگر سانپ، آگ اور شیطان کی خاصیت ایک ہی ہے تو پھر آپ نے انہیں ایسا ہی کیوں نہیں بنایا کہ لوگ انہیں دیکھ کر خبردار ہو جائیں اور ان کے نقصانات سے محفوظ رہیں؟

آپ کا ناچیز بندہ
مجیب الرحمٰن خان
دھان منڈی-ڈھاکا-بنگلہ دیش

(3)

میرے پیارے اللہ میاں!
السلام علیکم:

کل میں اپنے بھائی جان کے ساتھ صدر گھاٹ گیا تھا۔ باریسال سے میری چھوٹی خالہ جان آنے والی تھیں، خالہ جان مجھے بہت پسند ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ مزے مزے کے کھانے پکاتی ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ روزانہ نئی نئی کہانیاں سناتی ہیں اور ہر سوال کے بڑے دلچسپ جواب دیتی ہیں۔ میری امی تو بڑی مصروف رہتی ہیں، انہیں کہانیاں سنانے کا وقت ہی نہیں ملتا لیکن وہ دوسرے طریقوں سے یہ کسر نکال دیتی ہیں۔ ہمارے لئے طرح طرح کے کپڑے لاتی ہیں، کتابیں پڑھنے کیلئے دیتی ہیں اور خالہ جان کو کھانے پکانے کی ترکیبیں بھی بتاتی ہیں۔ کھانے پکانے کی ترکیبوں سے یاد آیا ہمارے ٹیلیویژن پر بھی کھانے پکانے کی ترکیبیں بتائی جاتی ہیں جنہیں سن کر ہنستے ہنستے برا حال ہو جاتا ہے۔ مجھ سے میرے ایک استاد نے پوچھا تھا کہ ٹی وی پر اپنا پسندیدہ مزاحیہ پروگرام بتاؤ تو میں نے فوراً جواب دیا۔ "کھانا پکانے کی ترکیبوں والا پروگرام" میرے استاد یہ سن کر ہنس پڑے اور انہوں نے مجھے بیس ٹکا انعام دیا۔ میری امی اور خالہ بھی جب اداس ہوتی ہیں تو اس پروگرام کے کیسٹس وی سی آر پر دیکھتی ہیں اور خوب ہنستی ہیں، واقعی یہ دلچسپ تفریحی پروگرام ہے۔

میں صدر گھاٹ کی بات کر رہا تھا۔ صدر گھاٹ پر 24 گھنٹے ہزاروں افراد موجود رہتے ہیں، ہر دس منٹ کے بعد کوئی نہ کوئی اسٹیمر مسافروں کو لے کر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور سینکڑوں مسافر ہر گھنٹے آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان مسافروں کو رخصت کرنے اور ان کا استقبال کرنے کیلئے ہزاروں افراد موجود رہتے ہیں، ان کے علاوہ بھیک مانگنے والوں، جیب کتروں، اٹھائی گیروں اور محض سیر کیلئے آنے والوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ان کے شور وغل سے کسی قریب کھڑے ہوئے شخص کی بات بھی نہیں سنائی دیتی۔ بھائی جان نے نہ جانے کتنی باتیں کیں لیکن مجھے کچھ سنائی نہیں دیا۔ ابھی باریسال سے اسٹیمر آنے میں پندرہ منٹ باقی تھے اور یہ پندرہ منٹ گزارنا مشکل ہوتا جا رہا تھا، دراصل دو دن قبل باریسال سے ہی آنے والے اسٹیمر کو حادثہ پیش آ گیا تھا۔ جس میں کوئی بھی مسافر زندہ نہیں بچا تھا۔ امی نے خالہ سے فون پر کہا تھا کہ وہ اسٹیمر کی بجائے ہوائی جہاز سے آئیں تو اس کے جواب میں خالہ نے کہا تھا کہ کیا جہاز کو حادثہ پیش نہیں آ سکتا۔" چنانچہ خالہ جان اور خالو اور ان کے بچے سب ہی اسٹیمر سے آئے تھے، دراصل اسٹیمر کا سفر ہی اتنا دلکش اور دلچسپ ہے کہ ہزار حادثے ہوں لیکن لوگ زیادہ تر اسٹیمر ہی سے سفر کرتے ہیں۔ دریا کے دونوں طرف بڑے خوبصورت نظارے ہیں، ہرے بھرے درخت، لہلہاتی ہوئی دھان کی فصل، ناریل اور آم کے باغات اور سندربن کے جنگل کے دونوں جانب طرح طرح کے جنگلی جانور جو چڑیا گھر میں موجود نہیں ہیں اور نہ انہیں چڑیا گھر جیسی مختصر جگہ میں اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنی جس مخلوق کو ہزاروں ایکڑ رقبہ میں پھیلے ہوئے جنگلات میں پھیلا دیا ہے۔ وہ چند ایکڑ جگہ میں سمٹ جائیں۔ لال باغ کے چڑیا گھر میں کئی بار میں نے شیر، ہاتھی اور اژدہے دیکھے ہیں، میں نے ان کی آنکھوں میں انسانوں کیلئے نفرت اور دشمنی کے جذبات محسوس کئے ہیں اور یہ بھی محسوس کیا ہے کہ ان سب کے دلوں میں یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی جگہ انسانوں کو بند کر دیں اور خود جنگلے سے باہر کھڑے ہو کر اسی طرح قہقہے لگائیں جس طرح ہم انہیں دیکھ کر قہقہے لگاتے ہیں لیکن پھر وہ بے بس ہو کر اپنی اس خواہش کو دبا لیتے ہیں۔ پیارے اللہ میاں جی! آخر ہم آپ کی ان مخلوقات کو قید کیوں کرتے ہیں، ہمیں یہ حق کس نے دیا ہے؟ کیا طاقت نے؟ اگر طاقت ہی دلیل ہے تو پھر جب کوئی طاقتور ملک یا قوم اپنے سے کمزور ملکوں اور قوموں کو غلام بناتی تو پھر ہم لوگ شور کیوں مچاتے ہیں؟

دور سے اسٹیمر کے سائرن کی آواز آ رہی ہے اور لاؤڈ سپیکر سے اناؤنسر اعلان کر رہا ہے کہ باریسال سے آنے والا اسٹیمر ایک منٹ میں ڈیک کے ساتھ لگ جائے گا۔

اللہ جی! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میری دعا قبول کی اور میری خالہ کا اسٹیمر خیریت سے یہاں تک پہنچ گیا۔

صرف آپ کا بندہ
مجیب الرحمٰن خان
دھان منڈی-ڈھاکا-بنگلہ دیش

☆☆☆☆

ایک صاحب اپنے مکان کے باہر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے کہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ ان صاحب نے کہا "پھر کسی وقت آنا۔ اس وقت گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے۔"

فقیر عاجزی سے بولا۔

"جناب: تھوڑی دیر کے لئے آپ ہی آدمی بن جائیں۔"

اسنوکر کا کھیل 1875ء میں جبل پور (ہندوستان) میں کرنل سرنیویلی فٹرزلینڈ چیمبر لین نے ایجاد کیا۔ یہ کھیل بلیک پول بلیرڈ اور پیرامڈز کے ملاپ سے وجود میں آیا نام رائل ملٹری اکیڈمی وول وچ کے سال اول کے کیڈٹس کے (NICK Name) اسنوکر کے نام پر رکھا گیا۔ انگلینڈ میں یہ کھیل بلیرڈ چیمپئن جان رابٹس نے 1885ء میں متعارف کروایا پاکستان میں یہ کھیل خال خال ہی کھیلا جاتا تھا لیکن 1994ء میں ایک پاکستانی محمد یوسف نے اسنوکر کا ورلڈ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا جس کے بعد اسنوکر بہت تیزی سے مقبول ہوا محمد یوسف نے یہ کھیل کیوں کھیلا ورلڈ چیمپئن بننے کے لئے کیا کیا ان کی کہانی انہی کی زبانی۔

میری زندگی پاکستان کیلئے ہے

اخبار فروش سے اسنوکر ورلڈ چیمپئن بننے والے محمد یوسف کی باتیں

رپورٹ منظر وحید حافظ ذکریا بٹ

س: آپ نے اسنوکر کھیلنا کیسے شروع کیا

ج: 1967ء میں کراچی میں ایک اخبار فروش کا ملازم تھا ہماری دکان کے مالک اکثر شام کو کہیں چلے جاتے تھے اور ان کے گھر والے ان کے دیر سے آنے کی شکایت کرتے تھے ایک رات میں نے ان کا پیچھا کیا تو وہ ایک اسنوکر کلب میں کھیلنے جایا کرتے تھے وہیں سے میں نے اسنوکر کھیلنا شروع کیا اب مجھے اسنوکر کھیلتے ہوئے 30 سال گزر گئے ہیں 1985ء میں میں نے پہلی مرتبہ نیشنل چیمپئن شپ میں حصہ لیا۔

س: ورلڈ چیمپئن شپ جیتنے کے بعد آپ کے کھیل میں کیا تبدیلی آئی

ج: ورلڈ چیمپئن بننے کے بعد میرے اوپر دباؤ بڑھا ہے جس وقت میں نے ٹورنامنٹ جیتا اس وقت میں ملکی سطح پر رینکنگ میں نمبرون نہیں تھا اس کھیل میں کارکردگی برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے ایسا ہی میرے ساتھ بھی ہے لیکن بہت جلد میں اپنی کارکردگی بحال کروں گا۔

س: آپ اسنوکر کے کھیل کے لئے کیا کر رہے ہیں

ج: پاکستان میں اب تک اسنوکر کوچنگ سکول نہیں ہے۔ میری خدمات سب کے لئے ہیں جو بھی سکول کھولے گا میں اس کے ساتھ ہوں میں نے غیر ملکی آفرز ٹھکرا دی ہیں یہاں کمرشل کلب ہیں لیکن کوچنگ کلب کوئی نہیں بناتا۔ ہمارے کھلاڑی بھی یہاں تربیت نہیں کرنا چاہتے ہم انگریزوں یا دیگر ملکوں کے بڑے ناموں سے متاثر ہوتے ہیں اپنے ملک کے بڑے نام کو اہمیت نہیں دیتے۔

س: حکومت نے اس سلسلے میں کیا قدم اٹھایا ہے

ج: سب سے پہلے تو میں کہوں گا کہ جب میں نے عالمی کپ جیتا تو مجھے پلاٹ دینے کا اعلان کیا گیا 1995ء میں' لیکن اب تک مجھے پلاٹ نہیں ملا میں اب بھی وزیراعظم سے ملنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ میرا مسئلہ حل ہو سکے جب میرا حق ہی نہیں ملا تو اسنوکر کے لئے حکومت کیا کرے گی اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

س: اگر اسنوکر کو دوسرے کھیلوں کی طرح سپانسرز ملیں تو ترقی ممکن ہے۔

ج: جی ہاں بالکل لیکن ہمارے ملک میں اسنوکر کو کوئی سپانسر نہیں ملا کوئی ادارہ اسنوکر کے کھلاڑیوں کو ملازمت نہیں دے رہا میں گزشتہ چھ برس سے ملازمت کی تلاش میں ہوں کئی لوگوں سے ملا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

س: آپ اپنے بچوں کو اس شعبے میں لائیں گے

ج: اس کے سوا میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے مجھے اسنوکر کھیلنا آتا ہے یہی میرے بچے بھی کریں گے میرے پاس اور کوئی ہنر نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اپنے بیٹے کو اسنوکر کا کھلاڑی بناؤں گا لیکن ابھی وہ بہت چھوٹا ہے۔

س: نئے کھلاڑیوں سے آپ کو کیا امید ہے

ج: ہمارے نوجوان کھلاڑی بہت اچھا کھیل رہے ہیں اور میں نے جونیئر کھلاڑیوں کو بڑے ٹورنامنٹ کھلانے کی خاطر کئی مرتبہ قربانی بھی دی ہے صالح محمد اور فرحان مرزا کی کارکردگی بہت اچھی ہوگئی ہے۔

اپنے متعلق بتاتے ہوئے محمد یوسف نے کہا مجھے فلمیں دیکھنے کا بہت شوق ہے اور اگر موقع ملے تو ایکٹنگ بھی کر سکتا ہوں میں نے ایک قومی نغمہ ترتیب دیا ہے جو موجودہ تعصب کے خاتمے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتا ہے اس کی دھن اور شاعری میری اپنی ہے میری ابتدائی زندگی بہت مشکل دور ہے میں نے پندرہ سو روپے ماہوار پر بھی ملازمت کی ورلڈ چیمپئن بننے کے بعد مجھے کافی پیسے ملے جن سے میں نے اسنوکر ٹیبل خریدیں اور مکان بنایا اسنوکر ٹیبل کے کرائے سے میری گزر اوقات ہوتی ہے اللہ کا شکر ہے کہ اب میں بہت بہتر ہوں پروفیشنل اسنوکر میں جانے سے متعلق یوسف نے کہا کہ پروفیشنل سرکٹ میں جانے کے لئے بہت پیسہ درکار ہے اسی وجہ سے کوئی پاکستانی اب تک اس رینکنگ میں نہیں آ سکا ایک سپورٹس مین کی زندگی صرف اپنے وطن کے لئے ہوتی ہے کوئی بھی کھلاڑی اگر پاکستان کے لئے پرفارم کرے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کی حوصلہ افزائی کریں کھیل میں تعصب نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ کھلاڑی اپنے ملک کے لئے کیا کر رہا ہے میری زندگی پاکستان کی امانت ہے اور میں اسے اپنے ملک کے لئے وقف کر چکا ہوں۔

O.... بیٹے کو اسنوکر کا کھلاڑی بناؤں گا

O.... جونیئر کھلاڑیوں کیلئے کئی مرتبہ قربانی دی

O.... پاکستان میں اسنوکر کا کوئی کوچنگ سکول نہیں

O.... کھیل میں تعصب کی کوئی جگہ نہیں

O.... موقع ملے تو ایکٹر بن سکتا ہوں

O.... میری ابتدائی زندگی بہت مشکل میں گزری

O.... ورلڈ چیمپئن بننے کے بعد دباؤ بڑھ گیا

O.... نئے کھلاڑی یہاں تربیت نہیں کرنا چاہتے

O.... اعلان کے باوجود ابھی تک مجھے پلاٹ نہیں ملا

O.... چھ برس سے ملازمت کی تلاش میں ہوں
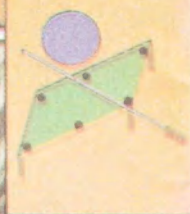
وہ عید جو دلوں پر اترتی ہے

فرحت یوسف انصاری گوجرانوالہ

رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تھی۔ آسمان نور میں نہایا ہوا تھا۔ فضائیں معطر تھیں۔ تمام مساجد میں محافل شبینہ برپا تھیں۔ تمام مسلمانوں کے گھروں میں اللہ کے گھر کا سماں تھا۔ کلام الٰہی کا نزول 27ویں شب کو ہوا۔ آج کے دن ہر دل پر اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ رحمتیں آسمان سے برس رہی تھیں اور زمین پر بٹ رہی تھیں۔ مانگنے والا مانگ رہا تھا۔ دینے والا بے حساب دے رہا تھا۔ اس کے بیکراں خزانے میں کوئی کمی نہ تھی۔ مغرب کی نماز سے طلوع سحر تک رب کریم کی طرف سے یہی آواز تھی۔ "ہے کوئی مانگنے والا جسے میں عطا کروں۔ ؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا جسے میں بخش دوں۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا جسے میں بے حساب رزق دوں۔ ؟

رفو جائے نماز پر بیٹھی سجدہ ریزہ ہوتی تو کبھی تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتی۔ وہ شب قدر کی رحمتیں لوٹ رہی تھی۔ یہاں تک کہ سحر کے دودھیا ڈورے آسمانی چادر کے کناروں سے نمودار ہونے لگے۔ اس چادر کی پشت پر سورج کی سنہری کرنیں ٹکی ہوئی تھیں۔ رفو نے دوبارہ وضو کیا اور نماز اشراق ادا کرنے لگی۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ اپنے کچے آنگن میں گئی نیم کے درخت کے نیچے پڑی چارپائی پر دراز ہو گئی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی مست ہوا کے جھونکے اسے تھپکیاں دینے لگے اور وہ نیند کی وادی میں چلی گئی۔

رفو!! اچانک کسی نے آکر اسے ایک دم جھنجھوڑ ڈالا۔ کیا نحوست پھیلا رہی ہو۔؟ دن کے بارہ بج رہے ہیں اور تم سو رہی ہو۔ آخر ہو گیا نا تم پر ہمارا اثر۔؟ بہت کہتی تھیں ہمیں کہ نو بجے اٹھتے ہیں نواب لوگ۔ ہم لوگ تو نمازوں کے وقت بیدار ہو جاتے ہیں ہونہہ!! آج پکڑ لیا نا۔!! رفو نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ یہ حمیرا تھی "حمیرا..... میں تو......" رفو نے خمار بھری آنکھیں مسلتے ہوئے کہا۔ دراصل تمام رات جاگنے کے بعد بس ابھی سوئی ہی تھی ورنہ روز....."

مگر کیوں جاگتی رہی تمام رات حمیرا پوچھ بیٹھی۔ اللہ کی عبادت کرتی رہی شب قدر تھی نا۔!! "شب قدر" حمیرا نے حیرت سے پوچھا "یہ کیا چیز ہوتی ہے؟"۔ تم کو معلوم نہیں کیا اب حیران ہونے کی باری رفو کی تھی۔

نو آئی ایم ڈسکو ڈانسر حمیرا نے دونوں ہاتھ مٹھی کی شکل میں بند کیے اور اپنی پمپی کی ہیل پر گھوم گئی۔ حمیرا تم کیسی مسلمان ہو کہ تمہیں شب قدر کا علم نہیں۔ رفو نے حیرت سے کہا کیا تم واقعی مسلمان ہو۔؟

ہاں ہاں کیوں نہیں مسلمان ہیں ممی بھی پاپا بھی اور ہمارے گرینڈ فادر بھی۔..... سب مسلمان حمیرا کے جواب پر رفو نے ٹھنڈی سانس بھری اور کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولی۔ اپنے محل سے آپ کا میری جھونپڑی میں آنا کیوں کر ہوا۔ بس یونہی کبھی کبھی وسیع و عریض کوٹھی میں دل گھبراتا ہے تو تم لوگوں کی طرف نکل آتی ہوں۔ دراصل میں شیشے کے گلے لینے آئی ہوں۔ تمہاری امی شیشے کے کام والے گلے بیچتی ہیں نا۔ دو تین روز بعد عید آرہی ہے۔ میں نے سوچا اس بار شیشے

لگے کپڑے پہنوں ویسے تو میرے پاس پاس ساٹھ سوٹ پڑے ہیں۔ بیس کے قریب تو ان ڈچ ہیں۔ مگر عید پر نئے کپڑے بنانے کا موڈ ہے۔ بس سادہ سے اس بار خود سیوں گی۔ ٹھیک ہے امی اندر گلے بنا رہی ہیں جاؤ پسند کر کے لے لو۔ رفو نے حمیرا کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود آنکھیں موندھ لیں۔ حمیرا تمہارا اور میرا کیا جوڑ تم آسمان کا ستارہ میں زمین کا ذرہ۔ تم خواہ مخواہ کیوں میرے پاس چلی آتی ہو۔ آج سے چار پانچ برس قبل میں مسجد سے سبق پڑھ کر لوٹ رہی تھیں۔ تب تم اپنے بنگلے کے گیٹ پر کھڑی تھیں۔ تم نے اچانک مجھے آواز دی اور گیٹ پر کھڑے کھڑے باتیں کیں۔ مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا رفو تم مجھے بہت اچھی لگی ہو۔ تمہاری یہ خوبصورت موٹی موٹی آنکھیں سحر لئے ہوئے ہیں۔ تم مجھ سے دوستی کر لو۔ اپنی آنکھوں کی وجہ سے۔ مجھے جو چیز اچھی لگتی ہے۔ میں اسے قریب رکھنا چاہتی ہوں۔ تمہارے بار بار کے اصرار پر میں نے تم سے دوستی کر لی تھی اور اب تم اکثر میرے پاس چلی آتی ہو۔

"اے رفو!!....." حمیرا نے جاتے ہوئے اسے آواز دی۔ عید پر ضرور آنا ورنہ کٹی۔ یوں بھی ان دنوں کالج سے چھٹیاں ہیں۔ آ جایا کرو نا۔ حمیرا نے خوشامد کی۔ مجھے فرصت نہیں رفو نے معذرت چاہی۔ اچھا حمیرا نے آنکھیں دکھائیں۔ اور مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی۔ ماں تم تھک جاؤ گی۔ جاؤ آرام کر لو یہ کام میں کر لیتی ہوں۔ رفو نے کمرے میں جا کر ماں کے ہاتھ سے وہ کپڑا لے لیا جس پر وہ کام بنا رہی تھی۔ میری بچی کو میرا کتنا خیال ہے۔ ماں نے اس کی پیشانی چوم لی۔ تو اداس کیوں ہے میری بچی۔؟ ماں نے اس کا اترا چہرہ دیکھ کر کہا۔ کچھ نہیں امی۔ مجھے پتہ ہے تو کیا سوچ رہی ہے۔ اس بار عید کے لئے تمہارے کپڑے نہیں بنے۔ جو آمدنی ہوئی اس میں تمہارے بابا کی دوا آ گئی اور جو پیسے اب بچ رہے ہیں ان کی دال روٹی پک جاتی ہے۔ میرے چاند۔ اگر میرے پاس چار پیسے بھی بچتے تو میں تیرے لئے نئے کپڑے ضرور بناتی۔ ویسے ایک بات بتاؤں عید پر نئے کپڑے پہننا سنت ضرور ہے لیکن اصل عید تو ان کی ہی ہے۔ جنہوں نے پورے روزے رکھے تراویح پڑھیں نوافل ادا کئے۔ تجھے پتہ ہے اس کا کتنا ثواب ہے۔ اگر لوگوں کو ان کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ دنیا کی ساری لذتیں بھول جائیں۔ ہاں مجھے معلوم ہے امی۔ میں خوش ہوں بہت خوش بس یونہی دل میں وسوسہ سا آ گیا تھا۔ رفو مسکرا دی اور اس کی مسکراہٹ کے ساتھ یوں لگا جیسا اس کے ہونٹوں پر نور بکھر گیا ہو۔

صبح عید تھی رفو کچی مٹی سے اپنے گھروندے کی زمین لیپ رہی تھی۔ ماں کچی سویاں بھون رہی تھی تا کہ صبح سویرے پکانے میں آسانی ہو جائے۔ قریب بیٹھا اس کا باپ کشمش میں سے مٹی صاف کر رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی انجانی خوشی ان کے گھر میں دھیرے دھیرے اتر رہی ہو۔ ؟ ہیلو رفو چاند مبارک! میری تیاری تو مکمل ہو گئی۔ اور تم بتاؤ کپڑے تیار ہو گئے۔ حمیرا اچانک آ دھمکی۔ حمیرا غریبوں کے گھروں میں نہیں دلوں میں عید اترتی ہے۔ کپڑے مہندی خوشبو چوڑیاں انواع و اقسام کے کھانے یہ سب بڑے لوگوں کے گھروں میں اترتے ہیں ان کے ہاں قیمتی چیزوں کی وجہ سے عید لگتی ہے۔ رفو نے جذباتی لہجے میں کہا۔

تم ...... تم خوش ہو۔ حمیرا نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ ہاں بہت خوش اتنی کہ بتا نہیں سکتی۔ مگر کس لئے۔ حمیرا کو حیرت ہوئی۔ اس لئے کہ میرے روزے پورے ہو گئے اور عید اس کی ہے جس کے روزے پورے ہو گئے خوش تو تم بھی ہونا۔ نہیں رفو اللہ کی قسم میں ہرگز خوش نہیں ہوں جو لذت تم محسوس کر رہی ہو وہ تو میرے قریب سے بھی ہو کر نہیں گزری۔ تم خوش نصیب ہو میں بد نصیب ہوں۔ ہمیں دنیا کی دولت نے اندھا کر دیا اور دنیاوی دولت کیلئے مصروفیت نے ہماری آخرت برباد کر دی ہے۔ ہم نے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ کیسا روزہ کیسی نماز ہم نہیں جانتے۔ بلکہ ہم تو جانوروں سے بھی بد تر ہیں کہ وہ صبح و شام کم از کم اللہ کی حمد و ثنا تو کر لیتے ہیں اور ہمیں وی سی آر پر فلمیں دیکھنے کے سوا کوئی اور کام نہیں۔ حمیرا پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ رفو نے اس کے آنسو صاف کئے۔ آئندہ تم بھی روزے رکھنا اور اللہ کی عبادت کرنا یہ لذت تمہیں بھی حاصل ہو جائے گی۔ حمیرا خاموشی سے باہر نکل گئی۔

کچھ دیر بعد حمیرا دوبارہ آئی۔ اب اس کے ہاتھوں میں ایک بہت بڑا بیگ تھا۔ جس میں بے شمار قیمتی چوڑیاں اور دیگر اشیا تھیں۔ رفو!..... تم ..... یہ لے لو اللہ کے لئے یہ سب لو لو۔ یہ حق تو تمہارا ہے۔ اللہ کی یہ نعمتیں تو تمہارے لئے ہیں۔ ..... لے لو..... یہ رفو لے لے۔ حمیرا رو رہی تھی۔ مگر کیوں رفو حیران کھڑی تھی۔

کل عید ہے نا۔ !!! تم ان کپڑوں میں سے جو چاہو پہن لینا۔ ..... ادھر آؤ میں تمہارے ہاتھوں پر مہندی لگا دوں۔ حمیرا نے کہا کل تمہاری دعوت ہے ہمارے گھر..... اپنی امی ابا کے ساتھ ضرور آنا۔

اگلے روز عید تھی۔ رفو تیار ہو کر حمیرا کے ہاں پہنچی تو وہ گیٹ پر استقبال کے لئے کھڑی تھی۔ اس نے لپک کر رفو کو گلے سے لگا لیا۔ عید مبارک حمیرا نے چہک کر کہا۔ آؤ رفعت آیئے خالہ جان اور آپ بھی انکل۔ حمیرا نے رفو کے والدین کو بھی آنے کا کہا۔ رفو آج مجھے یوں لگ رہا ہے کہ عید میرے گھر اتر آئی ہے ..... دل ..... دل تو ..... ویران پڑا ہے۔ بس تمہارے آنے سے کچھ ویرانی کم ہوئی ہے۔ آئندہ سال انشاءاللہ میں بھی روزے رکھوں گی۔ میں بھی تمہاری طرح عید مناؤں گی وہ عید جو دلوں پر اترتی ہے۔

ماہرین امور خانہ داری

سب کام کر کے باہر والوں کو آواز دی کہ بستر تیار ہیں کھانا تیار ہو تو اندر لے آئیں۔ جواب سن کر ہمارے ہوش اڑ گئے۔ وہ جو لکڑیاں چننے گیا تھا ابھی تک واپس نہیں آیا تھا مرتے کیا نہ کرتے۔ باہر نکلے خدا خدا کر کے کچھ لکڑیاں اور چوتھے ساتھی کو تلاش کیا۔ ہم ایک دوسرے سے جڑ کر بیٹھ گئے اور درمیان میں آگ جلانے کی کوشش کرنے لگے۔ آگ جل اٹھی تو کھانا پکانے کی سوجھی معلوم ہوا کہ امور خانہ داری میں ہم چاروں ایم اے ہوم اکنامکس ہیں ایک کہتا تھا "پہلے گھی کو بھونو' لال ہونے پر آئے تو اس میں مصالحے ڈال دو....." دوسرے نے ٹوکا "گھی سے تو تڑکا لگاتے ہیں۔ پہلے مرچیں بھونتے ہیں لال ہونے پر آئیں تو باقی چیزیں ڈالتے ہیں" تیسرے نے موشگافی کی "مرچیں تو پہلے ہی لال ہوتی ہیں ان کا کیا لال کرنا۔ تم سب کورے ہو۔ میری سنو لہسن اور پیاز کو باریک باریک کتر لو۔ تمام مصالحے یکساں مقدار میں لو ان مصالحوں اور پیاز کو گھی میں ڈال کر بھونو جب دونوں چیزیں یک جان و یک رنگ ہو جائیں تو باقی چیزیں ڈال دو دس منٹ بعد اتار لو ٹھنڈا ہونے پر پیش کریں۔ نہایت لذیذ ہو گا" ہم سب ان کے علم امور خانہ داری سے بہت متاثر ہوئے تاہم ہم نے بھی اپنی ناچیز رائے کا اظہار کیا' "پانی ذرا کم ڈالنا۔ شوربہ گلابی گلابی اچھا لگتا ہے اور ہاں نمک ڈالتے ہوئے احتیاط کرنا۔ زیادہ پڑ گیا تو سالن کی لذت جاتی رہے گی۔ سب نے اس پر صاد کیا۔ جب امور خانہ داری کی تمام ان ترکیبوں پر جو ممکن تھیں بحث مکمل ہو گئی تو ان تھیلیوں کو ٹٹولا گیا جن میں راشن موجود تھا تا کہ معلوم کریں کہ ان میں ہے کیا جنہیں مصالحہ بھون کر ہم پکانا چاہتے ہیں۔ ایک نے ایک تھیلی الٹی چاول زمین پر بکھر گئے۔ پہلے تو اس کیڈٹ کے حسب و نسب پر روشنی ڈالی گئی پھر سب نے مل کر بکھرے ہوئے چاول اٹھائے باقی تھیلوں میں سے مختلف دالیں برآمد ہوئیں۔ اندھیرا تو تھا ہی' بغیر دیکھے بھالے ہم نے پلاسٹک کی تمام تھیلیاں میس ٹن میں الٹ دیں اسے پانی سے بھرا اور چولہے پر چڑھا دیا۔ اب ساری کوششیں اسی بات پر مرکوز تھیں کہ آگ برابر جلتی رہے۔ چاروں کیڈٹ چولہے کو ہوا سے بچائے جڑے بیٹھے تھے ہم سب کبھی آگ کو دیکھتے کبھی پکوان کو۔ کہ اچانک ایک کیڈٹ نے گھبرائی گھبرائی آواز میں کہا "او......دیکھو... وہ ایک تھیلی ...... ایک تھیلی" سب تھیلیاں ڈال دی ہیں بھول جاؤ انہیں آگ کی فکر کرو پھونکیں مارتا کیڈٹ پھنکارا او دیکھو مجھے یاد آیا۔ ایک تھیلی میں آٹا بھی تھا "کیا آآآ؟" ہم سب میس ٹن پر جھک گئے پہلے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ میں دھوئیں کی کڑواہٹ اور کسیلا پن' آٹے کی کچنید کچھ کرکراہٹ سبھی کچھ شامل تھا لیکن کھانے میں کوئی چیز مانع نہ تھی۔

انتخاب۔ فوزیہ صدیق ملتان جنٹلمین بسم اللہ سے اقتباس

"We accept the chalange"

پھول کا انٹرنیٹ پر ایک سال

انٹرنیٹ پر پھول کے پہلے سال کی تکمیل پہ خصوصی فیچر

رپورٹ: انٹرنیٹ کوارڈی نیٹر مونا (معاون کوارڈی نیٹر)

پھول میں ٹمس آن نیٹ تو آپ نے پڑھا ہی ہوگا یہ وہ خطوط ہیں جو ہر روز ای میل کے ذریعے ہمیں موصول ہوتے اور بعد میں پھول کی زینت بنتے ہیں۔
انٹرنیٹ سے متعلق ایک معلوماتی فیچر تو آپ گزشتہ شماروں میں پڑھ ہی چکے ہیں۔ آیئے آج آپ کی ملاقات پھول کو انٹرنیٹ پر متعارف کروانے والی ٹیم سے کرواتے ہیں۔ یہ ان کی محنت اور لگن ہے کہ پھول کے TEXT کے ساتھ ساتھ اس کے گرافکس اور PAGES کو بھی پسند کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے اس ٹیم کے سربراہ اور سائبر ورکس کے ڈائریکٹر عبدالرشید سے ملتے ہیں جو پیشے کے اعتبار سے کیمیکل انجینئر ہیں۔ پھول کے لئے ویب ڈیزائننگ کرتے ہیں۔ نیٹ پر CONECT کرتے ہیں ان کا کم و بیش وہی کام ہے جو ایک رسالے کے ایڈیٹر کا ہوتا ہے۔ ان سے ہونے والی گفتگو آپ کے لئے حاضر ہے۔

پھول نے انٹرنیٹ پر اپنا ایک سال پورا کر لیا ہے آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

O... ظاہر ہے بہت خوشی کی بات ہے ایک سال پہلے شروع کرتے وقت اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنا پسند کیا جائے گا۔ اس وقت تو اردو کو نیٹ پر پہلی بار متعارف کروایا جا رہا تھا ایسے میں بچوں کے رسالے کا انٹرنیٹ پر آنا بہت کمال کی بات تھی۔

☆... اس ایک سال میں کیا مشاہدہ رہا؟

O... سب سے اہم مشاہدہ تو یہی تھا کہ انٹرنیٹ کو استعمال کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد اردو پڑھنے والوں کی ہے۔ اس وقت تقریباً 45 ممالک سے ہمیں ای میل کے ذریعے خطوط ملتے ہیں جن میں کینیڈا ناروے انگلینڈ کے خطوط سرفہرست ہیں۔ اس وقت انگلینڈ تیسرے نمبر پر ہے جبکہ یہاں اردو پڑھنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔

45 ممالک سے ای میل
خطوط ملتے ہیں اوورسیز
پاکستانیوں کیلئے یہ نعمت ہے
پھول نے انٹرنیٹ پر

☆... کبھی کوئی ایسا خط آیا ہو جسے پڑھ کر خوب مزہ آیا ہو؟

O... پھول کے لئے آنے والے اکثر خطوط تعریفی ہوتے ہیں شاید ہی کبھی تنقیدی خط آیا ہو۔ اوورسیز پاکستانیوں کے لئے تو یہ ایک نعمت ہے لوگ پسند کرتے ہیں پڑھنا اور پھر خط لکھنا شروع میں ایک صاحب کا خط آیا جو پہلے یہاں پھول کا مطالعہ کر چکے تھے ان کے کمنٹس تھے کہ "اللہ کرے ہو زور طبع اور زیادہ" وہ رومن اردو میں لکھا آیا ہم نے مزے مزے کے تلفظ بنا کر پڑھا۔

☆... کوئی ایسا لمحہ جب خوشی ہوئی ہو کہ ہم دوسروں سے مختلف کام کر رہے ہیں؟

O... اب سال گزرنے کے بعد تو ایسا کچھ احساس نہیں ہوتا کیونکہ انٹرنیٹ پر روز بہ روز ترقی ہو رہی ہے تبدیلی ہو رہی ہے ماڈرن ٹیکنیکس متعارف کروائی جا رہی ہیں ہر لمحہ ہمیں ریڈرز کے معیار پر پورا اترنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ TEXT سے لے کر PAGES تک ہر چیز کو ریڈرز کے لئے پرکشش بنانا ہوتا ہے البتہ خوشی کا لمحہ تو وہی ہوتا ہے جب دور دور سے خط آتے ہیں کام کو سراہتے ہیں۔

☆... نیٹ پر آپ کی پرسنل چوائس؟

O... میں صبح اٹھ کر سب سے پہلے CNN کی سائیٹ دیکھتا ہوں کیونکہ ان کے خبر دینے کا انداز بہت سلجھا ہوا اور معیار بہت بلند ہے۔

☆... پھول کے مستقبل کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

O... دیکھئے مستقبل تو اچھا ہے لیکن اگر اس معیار کو برقرار رکھنا ہے تو یقیناً اس کے صفحات میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ جتنا زیادہ میٹر ہوگا اتنا ہی HITS بڑھیں گے مواد میں اضافے کی صورت میں اس کی کوالٹی پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔ کیونکہ نیٹ پر تو ہر روز ترقی ہو رہی ہے جس کی وجہ سے کمپی ٹیشن بڑھ رہا ہے آپ پھول کلب کو انٹرنیٹ پر متعارف کروائیں ممبرز بنائیں اپنا پھول کا فورم نیٹ پر سجائیں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

☆... کن چیلنجز کا سامنا ہے؟ کیا کوئی اور رسالہ (بچوں کا) نیٹ پر موجود ہے؟

O... آج نہیں تو کل کوئی نہ کوئی رسالہ نیٹ پر ضرور آ جائے گا۔ 2000ء تک صرف پاکستان میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد 25 لاکھ کے قریب ہوگی اس صورت میں یقیناً بچوں کے رسالے بھی نیٹ پر ہونگے۔ ایسے میں کمپی ٹیشن بڑھ جائے گا۔ ابھی آپ اکیلے ہیں پھول کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں جیسا کہ پہلے کہا کہ صفحات بڑھانے چاہئیں دوسرے اشتہارات ہونے سے زیادہ لوگ آپ کی سائٹ پر VISIL کریں گے سو ابھی سے اس LEAD کا فائدہ اٹھائیں اس کو IMPROVE کرنے کی کوشش کریں۔

☆... پھول کی سائیٹ ایک دن میں HITS کا کچھ اندازہ؟

O... مہینے کے شروع میں تو ڈھائی سے تین ہزار تک روزانہ HITS ہوتی ہیں لیکن بعد میں یہ تعداد 1500 تک آجاتی ہے۔

☆... انکل سے شکریہ کہا اور مسز عالیہ رشید کے تاثرات نوٹ کرنے ان کے پاس پہنچے مسز عالیہ سے آپ اپریل کے شمارے میں مل چکے ہیں۔ پھول کی سالگرہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

O... پھول نے دنیا بھر میں اردو پڑھنے والوں کو ایک بار پھر غلام عباس سے اختر عباس تک کے پھول سے انٹرنیٹ کے ذریعے متعارف کروا دیا ہے پھول کا کردار ہمیشہ مثبت رہا ہے۔ انٹرنیٹ پر اس کی موجودگی سے ایک عالمی یکجہتی اور بھائی چارہ کی بنیاد پڑی ہے اردو جو بے توجہی کا شکار تھی اب یقیناً ایسا نہیں ہے میری طرف سے ادارہ نوائے وقت اور پھول کو انٹرنیٹ پر ایک کامیاب سال مبارک

حسان طارق

پھول کے ویب ڈیزائنر ہیں۔ شروع سے پھول کی انٹرنیٹ ٹیم کے ساتھ ہیں پھول کا انٹرنیٹ پر ایک سال مکمل ہونے پر کہتے ہیں

نیٹ پر کچھ کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے ٹیم ورک ہی ہے جو اسے ممکن اور کامیاب بناتا ہے لیکن آپ کے لئے CONTENT DESIGN کا پھول تاکہ آپ اپنی مطلوبہ جگہ پر آسانی سے پہنچ سکیں۔

پھول کو انٹرنیٹ پر ایک سال پورا ہو گیا ہے پھول اور پھول ساتھیوں کو بہت مبارک کہ ان کا پھول دور دیسوں میں بھی اتنا ہی پسند کیا جا رہا ہے جتنا پاکستان میں پسند کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ پھول کی سائٹ پر اشتہار ضرور ہونے چاہئیں۔ اس سے خرچ بھی نکل آتا ہے اور مقبولیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

آسیہ ملک

آٹھ ماہ سے پھول ٹیم کے ساتھ پھول کو انٹرنیٹ پر لے جا رہی ہیں شروع میں کہانیاں اور دیگر مواد ٹائپ کرتی تھیں اب ویب ڈیزائننگ بھی کرتی ہیں۔ ان کے خیال ہے کہ پھول کی سائٹ پر تصویریں اور انٹرویوز بھی ہونے چاہئیں اس سے سائٹ اور بھی پرکشش ہوگی آسیہ کو اداریہ اور اک سفر اچھا لگا بہت پسند ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس ایک سال میں پھول کے انٹرنیٹ ایڈیشن میں تقریباً 40 کہانیاں 180 سے زائد لطائف اور 7 کے قریب کوئی شعر نیا کوئی بات نئی کے کالم شامل کئے گئے جبکہ اداریہ تو ہر ماہ شامل ہوتا ہے۔

مزنہ لطیف اس وقت بطور کوارڈی نیٹر پھول انٹرنیٹ ٹیم کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ بتانے لگیں جب ہم نے یہ سارا سلسلہ شروع کیا تو اتنا اندازہ نہیں تھا کہ یہ اس قدر مقبول ہو گا کہ بیسٹ آف پاکستان ایوارڈ WIN کرے گا لیکن پھول کی اندرون ملک مقبولیت دیکھ کر کچھ اندازہ تو تھا کہ یقیناً نیٹ پر بھی پسند کیا جائے گا کیونکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہمارے تایا چچا پاکستان آتے تو ڈبے کے ڈبے بھر کر کتابیں لے جاتے کیونکہ وہاں اول تو اردو بکس ملتی بھی نہیں لیکن اگر مل بھی جائیں تو بہت قیمتی ہوتی ہیں۔ اردو نیٹ پر متعارف کروا کر بہت سے اردو پڑھنے والوں کا بھلا ہوا۔ شروع میں ایک خط آسٹریلیا سے آیا کہ میں نے جب پھول کی سائیٹ دیکھی تو فوراً اپنے آفس سے اٹھا اور اپنی والدہ کو اطلاع دینے دو گھنٹے کا فاصلہ طے کر کے ان کے گھر گیا۔ یہاں اتنی دور اپنی زبان دیکھ کر میری والدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مجھے جب کوارڈی نیٹر مقرر کیا گیا تب میری بھی یہی حالت ہے سو یہ بھی ایسا ہی ایک کام تھا' جنون تھا۔ میں اسے شروع ہوتے دیکھ رہی تھی مگر حصہ دار نہیں تھی۔ ایک عرصے تک تو کوئی کام نہیں کیا لیکن ہر قدم پر excited ضرور تھی۔ ساتھ ہی خواہش تھی کہ جس طرح پھول بطور میگزین مقبول ہوا بالکل اسی طرح بطور elgazine بھی مقبول ہو۔ یہ اصطلاح یا term رشید انکل کی اختراع ہے یعنی electronic magazine

مزہ بھی خوب آیا جب ناروے کی سخت سردی میں بیٹھے ایک user نے گرم جوشی سے ہمارے کام کو سراہا نہ صرف سراہا بلکہ اپنایا بھی۔ ایک دن جنوبی افریقہ سے پیغام آیا تو اگلے روز جنوبی کوریا سے ایک لیڈی پروفیسر کا کہ میں نے سوچا تھا

تھی..... پھول کے ساتھ تعلق کا احساس ہی کامیابی اور خوشی کا ہم معنی ہے...... اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسی رشتے کو سرسبز رکھے۔

نیٹس آن انٹرنیٹ تو آپ پڑھتے ہی رہے ہوں گے کیسے کیسے پیار بھرے خط آتے رہے۔ امریکہ سے آنے والا وہ خط جس میں امریکہ کو قید خانہ کہا گیا تھا اور یہ خواہش کی گئی تھی کہ کب وہ وقت آئے گا جب میں اپنی مٹی کو چوم سکوں گا" ایڈیٹر بھیا سچ کہتے ہیں کہ یہ کہانی تو تھی نہیں کہ جسے جیسے چاہتے بدل دیتے" واقعی یہ کہانی تو نہیں تھی لیکن یہی خط جب آپ سب کے ہاتھوں میں آیا ہو گا تو یقیناً آپ نے ان کے لئے دعا کی ہوگی۔

یہ شاید صرف ایک تجربہ تھا بلکہ آپس کی بات ہے آپ کو اندازہ تو ہو چکا ہو گا کہ پھول کو نت نئے کام کرنے کا کتنا جنون

اب 5 سال بعد گھر جا کر اردو پڑھ سکوں گی۔ یہ دور دیس میں مجھے گھر مل گیا۔ کینیڈا' امریکہ' لندن' افریقہ' کوریا' جاپان' دبئی' غرض دور و نزدیک سے جب جب پیغام آتے ایک نئی خوشی سے ہمکنار کرتے' اپنا رسالہ کمپیوٹر کی سکرین پر دیکھتے خوشی اور بڑھ جاتی یہ کم اعزاز تھا کہ خواب کی تعبیر ہمارے سامنے آ رہی تھی...... اب ایوارڈ ملا ہے تو اچھلنے کودنے کو دل چاہتا ہے۔ وہ تو شکر کریں اسی خوشی میں ہونے والی دعوت میں مجھے شرکت کا موقع بھی مل گیا جہاں ایڈیٹر بھیا منظر صاحب اور ان کی اہلیہ کے بنے ہوئے کھانے کی تعریف کرتے کہہ رہے تھے کیانی صاحب! اب تو وقت آ گیا ہے کہ ایوارڈ کی خوشی میں خود دعوتیں کرنے کی بجائے دوسرے خوش ہونے والوں سے کھائی جائیں۔

کہانی ایک مقدمے کی

وہ ایک جج تھا۔ اور تھا بھی انصاف پسند انصاف معاشرے کا زیور ہوتا ہے جس معاشرے میں جب تک انصاف ہوتا رہے گا وہ معاشرہ قائم رہے گا۔ عدل پر آنچ آئی اور معاشرہ زوال کا شکار ہوا۔ تاریخ اور تجربہ دونوں یہی بتاتے ہیں وہ صرف انصاف پسند ہی نہیں تھا ذی علم بھی تھا۔ اور معاملہ چونکہ ہندوستان کا تھا اس لئے یہاں بسنے والی مختلف قوموں کے عقائد اور مذاہب کے بارے میں وہ بخوبی جانتا تھا۔ اس نے زندگی میں کئی فیصلے کئے تھے اور بڑی عمدگی کے ساتھ لیکن اب ایک ایسا مقدمہ اس کی عدالت میں آیا ہوا تھا کہ وہ کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ وہ پریشان تھا اور کئی برسوں سے پریشان تھا۔ یہ پاکستان بننے سے بھی بہت پہلے کی بات ہے۔ ہندوستان پر انگریز کی حکومت تھی۔ انگریز کی عدالت تھی۔ اور مقدمے کے فریق ہندو اور مسلمان دونوں تھے معاملہ ایک مسجد کا تھا۔ یوپی کی ایک جامع مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ جھگڑا مسجد کے ساتھ ملی ہوئی کچھ زمین کے بارے میں تھا۔ مسلمان اسے مسجد کی ملکیت قرار دے کر مسجد کا حصہ بنانا چاہتے تھے مسجد کشادہ ہو جاتی مگر ہندو دھرم کے پجاری آڑے آ گئے۔ جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہ زمین کسی زمانے میں ان کے مندر کا حصہ تھی۔ دونوں عدالت تک پہنچے مگر حتمی ثبوت کسی کے پاس بھی نہ تھا۔ معاملہ مذہبی تھا۔ اور مذہب کے معاملے میں سب حساس اور پرجوش ہوتے ہیں جج کو سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ کیا کرے۔ آخر اس نے مقدمے کے دونوں فریقوں سے الگ الگ گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے پہلے مسلمانوں کو بلایا ان سے گفتگو کی۔ ان سے پوچھا کہ کیا وہ کسی ایسے ہندو کی گواہی لا سکتے ہیں جو یہ کہہ دے کہ یہ زمین مسجد کی ہے۔ مسلمانوں نے فوراً انکار میں سر ہلا دیا۔

انہوں نے کہا کہ ان کی نظر میں ایسا کوئی ہندو نہیں ہے۔ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے اور انہیں کسی ہندو سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ انصاف کے ساتھ سچی بات کہہ دے۔ اور گواہی دے دے کہ زمین مسجد کی اور مسلمانوں کی ہے۔ جج نے اگلی ملاقات ہندوؤں کے ساتھ کی اور یہی سوال ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ وہ کسی مسلمان کی گواہی لے آئیں جو یہ کہہ دے کہ زمین مندر کی ملکیت ہے تو وہ فیصلہ ان کے حق میں کر دے گا۔

مسلمان کا سب کردار ہوتا ہے ہندو فوراً انکار میں سر نہ ہلا سکے۔ وہ سوچ میں پڑ گئے پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا پھر جج سے کہنے لگے کہ اگرچہ یہ معاملہ اب قومی عزت کا سوال بن گیا ہے اس لئے شاید کوئی مسلمان ان کے حق میں گواہی نہ دے سکے۔ لیکن بستی میں ایک بزرگ ایسے ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ انہیں یقین ہے کہ وہ کسی مصلحت سے کام نہ لیتے ہوئے سچی گواہی دیں گے۔

خوبی وہ ہوتی ہے جس کا اقرار دشمن بھی کرے۔ یہ مسلمان جس کے سچ کی گواہی ہندو دے رہے تھے اور جس کی گواہی پر ان کے مقدمے کا انحصار تھا۔ مولانا محمود بخش تھے۔ مولانا محمود بخش ایک سیدھے سادھے مسلمان بظاہر ان میں کوئی خاص بات نظر نہ آتی تھی مگر اہم ترین بات یہ تھی کہ وہ سرتاپا مسلمان تھے۔ اول و آخر مسلمان اور باطن و ظاہر صرف خدا سے ڈرنے والے حق ان کے دل و دماغ میں بستا تھا۔ اور سچ ان کے لبوں پر رہتا تھا۔ جج نے فوراً اپنا آدمی ان کے پاس بھیجا کہ مقدمے میں ان کی گواہی کی ضرورت ہے وہ عدالت میں آ کر اپنا بیان دیں۔ جج منتظر تھا کہ اس کا ہرکارہ مولانا کو ساتھ ہی لے آئے گا۔ مگر ہرکارہ تنہا واپس آیا اور اس نے یہ خبر سنائی کہ مولانا نے عدالت میں آنے سے انکار کر دیا ہے لیکن انہوں نے کیا کہا۔

جج نے پوچھا تو چپڑاسی نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ زندگی میں فرنگی کی شکل نہ دیکھیں گے۔ جج سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے چپڑاسی کو دوبارہ بھیجا۔ مولانا کو کہلوایا کہ وہ تشریف لے آئیں۔ اس لئے ان کے بیان پر ایک اہم مقدمے کا فیصلہ ہونا ہے۔ جہاں تک انگریز کی شکل نہ دیکھنے کی قسم کا تعلق ہے تو اس کا انتظام کر دیا جائے گا۔ کہ کوئی انگریز ان کے سامنے نہ آئے۔ اس کے باوجود جج کو اندیشہ تھا کہ اتنا مضبوط آدمی آسانی سے آنے کو تیار نہ ہو گا۔ اس نے نفسیاتی وار کیا۔ چپڑاسی سے کہا ان سے یہ بھی کہنا کہ آپ کی مذہبی کتاب قرآن مجید میں بھی یہ حکم ہے کہ کسی معاملہ میں کسی کے پاس گواہی ہو تو وہ اس کو چھپائے نہیں بلکہ پیش کرے۔

جج کی یہ تدبیر کامیاب رہی مولانا عدالت میں تشریف لائے جج اندر دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ اور مولانا دروازے کے باہر کھڑے رہے۔ مولانا کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا مجمع بھی موجود تھا۔ اس مجمع میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی بے شمار۔ سب کی نظریں مولانا کی طرف تھیں ملے جلے جذبات لئے سب کے دل دھڑک رہے تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ مولانا کیا کہتے ہیں۔

جج نے بلند آواز سے پوچھا کہ مولانا محمود بخش صاحب یہ بتائیے کہ یہ متنازعہ جگہ مسلمانوں کی ہے یا ہندوؤں کی۔ مولانا نے برجستہ جواب دیا کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ جگہ ہندوؤں کی ہے اور مسلمانوں کا دعویٰ اس بارے میں غلط ہے۔ جج نے اگلے ہی لمحے میں فیصلہ دے دیا۔ زمین ہندوؤں کو مل گئی کمرہ عدالت نعروں سے اور شور سے گونج اٹھا۔ نعرے ہندوؤں کے تھے فاتحانہ اور پرجوش شور میں اکثر مسلمان شامل تھے۔ جو بہت دلبرداشتہ تھے ان کے دل و دماغ پر شکست کا احساس چھا گیا تھا۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں اور منہ سے اس طرح کے جملے نکل رہے ہیں کہ مولانا

صبر

ٹرین میں سفر کرتے ہوئے ایک آدمی کی انگلی کھڑکی میں شیشہ گرنے کی وجہ سے نیچے آگئی تو وہ چیخ اٹھا۔
ساتھ بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا صبر کرو تمہاری تو ایک انگلی شیشے میں آئی ہے اور تم چیخ رہے ہو جبکہ کل ایک آدمی کی گردن اس میں آگئی تھی اور وہ کچھ بھی نہیں بولا۔

محمد انس عثمانی قصبہ گجرات

صاحب نے بہت برا کیا۔

مولوی صاحب نے اپنی قوم کو غیروں کے سامنے رسوا کر دیا۔ مولوی صاحب قرآن پاک پر عمل پیرا تھے وہی قرآن پاک جس میں رہتی دنیا تک یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ عزت والا وہ ہے جس کا تقویٰ زیادہ ہے اور تقویٰ کا تقاضا تھا کہ کچھ ہو جائے سچ کہا جائے۔ مولوی صاحب ذات برادری اور قوم کی پروا کیوں کرتے مگر سچ کو وقتی پریشانی تو ہو سکتی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ انجام کے لحاظ سے بھی ناکام ہو۔ مسلمان اپنا مقدمہ ہار گئے لیکن ایک مسلمان نے سچ پر آنچ نہیں آنے دی پرجوش ہندوؤں نے فوراً ہی متنازعہ جگہ پر مندر کی تعمیر شروع کر دی جس کے پہلو میں بت خانہ [illegible] لیکن ابھی سچ کا نتیجہ باقی تھا جذبات کا طوفان تھم گیا تو ہندوؤں کے اندر سرگوشیاں ہونے لگیں۔ ان کے دلوں میں دین حق کی جگہ بننا شروع ہو گئی۔ جس نے اپنے ایک ماننے والے کو اتنی زبردست قوت ارادی دے دی تھی کہ وہ ایک نہایت نازک قومی معاملے میں اور جذبات کے سخت طوفان میں بھی حق انصاف کے راستے سے نہیں ہٹا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بتوں کے پجاریوں ہی میں سے کلمہ توحید کے شیدائی نکل آئے۔ سینکڑوں ہندوؤں نے مولانا محمود بخش کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر مولانا مصلحت سے کام لیتے قوم خاطر جذبات کا شکار ہو کر غلط گواہی دے دیتے جھوٹ بول دیتے تو یہ تو ہو جاتا کہ مسجد وسیع ہو جاتی مگر خدا کے دین کو جو وسعت ملی وہ حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ اسلام اس لئے ایک زندہ دین ہے کہ مال و دولت نعرے زمین طلب نہیں کرتا۔ وہ تو صرف اک چیز چاہتا ہے کردار باقی سب چیزیں اس کے تابع ہیں۔ یہ کردار نہ ہوتا تو کیا اسلام سرزمین مکہ سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل سکتا تھا۔ اور کیا دشمنوں کی ڈیڑھ ہزار سال کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود خدا کا یہ دین اپنی آفاقی تعلیمات کے ساتھ زندہ و پائندہ رہ سکتا تھا۔ یقیناً نہیں ہرگز نہیں یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اسلام سے کردار کو اور کردار سے اسلام کو نکال دیا جائے تو پھر کچھ باقی نہیں رہتا۔ نہ اسلام نہ کردار

کیا میں اسے سرپرائز وزٹ کہوں؟

منزہ فاطمہ۔ شاداب کالونی ملتان

ہے موت میں ضرور کچھ راز دلنشیں
سب کچھ کے بعد کچھ نہیں یہ تو کچھ نہیں

میرے پیارے ابو اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور پھر کافی دیر خاموش سوچوں میں گم بیٹھے رہتے اور پھر... 8، 9 دسمبر 97ء کی درمیانی شب وہ اس راز کو معلوم کرنے ہم سے بہت دور چلے گئے۔ ہمارے ہاں تعزیت کیلئے آنے والوں کا سلسلہ کافی جاری رہا۔ آہستہ وقت سے شک اب کم ہو گئی ہے مگر جدائی کا دکھ کب اتنی جلدی کم ہوتا ہے۔ ایک دن اچانک ایڈیٹر بھیا ہم سب گھر والوں کا دکھ بانٹنے بشیر ہاؤس پہنچ گئے۔ کوئی اور موقع ہوتا تو میری خوشی کی انتہا نہ ہوتی کیونکہ میں جب پھول کلب کی کسی تقریب میں اپنے فرائض انجام دیتی تھی تو میری دلی خواہش ہوتی تھی کہ ایڈیٹر بھیا بھی اس میں شامل ہوں اور اس تقریب کی روئیداد کو پیارے "پھول" کے صفحات میں جگہ دیں لیکن افسوس کہ میری ملاقات ایک سوگوار خاندان کی فرد کی حیثیت سے ہوئی 13 فروری بروز جمعہ ایڈیٹر بھیا پھول کلب ملتان کے ضلعی صدر خواجہ مظہر نواز صدیقی اور بھائی عدنان اکرام کے ہمراہ اچانک بشیر ہاؤس پہنچے۔ (میرے پیارے ابو ملک بشیر احمد اعوان ضلع ملتان میں گورنمنٹ ہائی سکول کے سینئر ہیڈ ماسٹر تھے) ہم چار بہن بھائی ہیں۔ ڈاکٹر رمتیہ بتول، جویریہ بتول، محمد مجتبیٰ حاشر اور منزہ فاطمہ حسن اتفاق سے سبھی باری باری آ گئے۔ ایڈیٹر بھیا نے ہم سب سے بہت سی باتیں کیں۔ تسلی دی اور ابو کیلئے دعا مغفرت کی۔ والدہ عدت کی وجہ سے ملنے نہ آ سکیں انہوں نے بھیا کیلئے ہمارے نانا ابو کی شاعری کی کتاب کا تحفہ بھجوایا۔ رمتیہ باجی نے ماموں یحییٰ امجد کے تحقیقی کام پر باتیں کیں اور جویریہ نے اپنی پڑھائی اور سٹوڈنٹس کا بتایا۔ بھیا نے بہت اچھی اچھی باتیں کیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمارے ہی گھر کے فرد ہیں۔ ہمارا دل چاہا کہ ان سے بہت دیر تک باتیں کریں مگر ان کے پاس وقت کی کمی کے باعث یہ ممکن نہ تھا۔ انہوں نے جویریہ کے خوبصورت ہینڈ رائٹنگ کی بے حد تعریف کی۔ بس مجھ سے بھی باتیں کم ہوئیں اس مختصر سی ملاقات میں ہم نے بے شمار باتیں کر لیں۔ ڈھیر سی باتیں جمع کر لیں۔ وہ سبھی باتیں کرتے رہے۔ میرا بھی ذکر ہوتا رہا۔ میں بس زیادہ دیکھتی اور کم بولتی رہی۔ حالانکہ مجھے پتہ تھا یہ سرپرائز وزٹ میری ہی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس بات کی خوشی کیسے کم ہو سکتی ہے کہ بھیا بہت کم وقت کیلئے ملتان آئے۔ ایک ہی دن میں دو بڑے پروگراموں میں شرکت کی اور ہم جیسے پھول ساتھیوں کے ذاتی دکھوں میں شرکت اور فاتحہ خوانی کیلئے گھر بھی آئے۔ اللہ پھول اور پھول والوں کو زندگی دے۔ یہ تو بالکل ہماری ذاتی زندگیوں کا حصہ بن گئے ہیں۔ ہم خوش ہوتے ہیں تو یہ سب مسکراتے ہیں۔ ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ ان کی آنکھوں میں دکھ کے سائے لہراتے ہیں۔ بھیا نے جاتے ہوئے کہا دنیا سے جانے والے ہمیشہ منتظر رہتے ہیں کہ ان کیلئے کب دعاؤں کا تحفہ آئے اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات اور بلند کریں۔ یقیناً اس روز ہمارے ابو بھی بے حد خوش ہوئے ہوں گے کہ ہم نے انہیں کتنا یاد کیا۔

بارود بارڈر اور بملا

ڈاکٹر اظہر اے انور

لالٹین کی زرد زرد روشنی میں مرے پورے ماضی کی فلم رقصاں تھی۔ آنسوؤں کی دھند میں منظر بنتے مٹتے چھپے جا رہے تھے۔ مرے سامنے بیٹھے انو لال کی آواز مجھے میں دور گہرے کنویں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ ساتھ کی چارپائی پر بیٹھی انو لال کی بیوی کے مجھے صرف لب ہلتے ہی کبھی کبھی نظر آ رہے تھے۔ ان کی باتوں کی ان کی گفتگو کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ مجھے اپنا حال اور مستقبل کسی بڑے پتھر کی طرح دنیا کے سمندر میں تیزی سے گہرائی میں ڈوبتا صاف نظر آ رہا تھا اپنی دھرتی سے تعلق ٹوٹنے کا احساس اپنے پیاروں سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ جانے کا احساس مرے دل کو جیسے شدت سے مسلے چلا جا رہا تھا۔ اس احساس کی چبھن نے مجھے بے چین کر کے رکھ دیا تھا۔

ہرچند مرے گذشتہ چند روز بڑی مشکلوں اور بے یقینی کا سامنا کرتے گزرے تھے لیکن شاید مجھے اپنے آنے والے دنوں سے متعلق سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ اب انو لال نے کچھ تلخ حقائق مرے سامنے رکھے تو زندگی کی تلخ حقیقتیں اپنی پوری شدت کے ساتھ اپنی پوری بے رحمی کے ساتھ مرے رستے کی دیوار بنتی چلی گئیں مرا اپنی ذات پر اعتماد لمحوں میں ریت کے ڈھیر کی صورت اختیار کر گیا۔ مجھے لگا کہ تیز آندھی میں ایک تنکا بے وقعت ہو کے رہ گیا ہے۔

کتنی ہی دیر میں خالی الدماغی کی سی حالت میں رہا۔ شاید میں سکتے کی سی حالت میں تھا۔ دفعتاً مجھے مہربان سے ہاتھوں کا لمس اپنے سر پر محسوس ہوا۔ مجھے لگا جیسے میری اپنی ماں مجھے سہارا دینے پہنچی ہو۔ میں اس آغوش کو پا کے بے طرح سے رو دیا۔ یہ مہربان ہاتھ مجھے تھپکتے رہے سہلاتے رہے اور پیار دیتے رہے۔ میں دھیرے دھیرے شانت ہوتا چلا گیا۔ مرے اندر کی گھٹن جب اس آنسوؤں کی صورت باہر نکلی تو گھٹن کا جوار بھاٹا بھی تھم سا گیا۔ انو لال اور اس کی مہربان بیوی اچھی طرح میری کیفیت سمجھ رہے تھے۔ وہ اس سارے عرصے میں ایک لفظ نہیں بولے مجھے کوئی تسلی نہیں دی۔ شاید انہیں بھی پتہ تھا کہ کبھی کبھی زندگی میں الفاظ ساتھ چھوڑ جایا کرتے ہیں اور ایسے لمحوں میں چپ سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں ہوا کرتی۔

رات خاصی بھیگ چلی تھی۔ خنکی بھی خاصی بڑھ گئی تھی۔ مرے گرد لپٹا لحاف 'ممتا کی سی گرمی اور راحت مجھے پہنچا رہا تھا۔ مرے اعصاب کسی کسے ہوئے تار کی طرح جھنجھنا رہے تھے۔ کبھی لگتا کہ مجھ سا بہادر انسان روئے زمین پر کہیں نہیں ہو گا اور کبھی لگتا مجھ جیسا بے آسرا اور کمزور انسان بھی کہیں نہیں ہو گا۔ جبھی کسی لمحے انو لال کی متفکر سی آواز مرے کانوں تک پہنچی "کہ ظفری" بتاؤ اب کس نتیجے پر پہنچے ہو۔ مری جذبات سے رندھی آواز مجھے بھی اجنبی لگی کہ جناب اب کسی نتیجے پر پہنچا ہی نہیں جا سکتا مرے سارے راستے امرتسر کی بند گلی میں آکر ختم ہو جاتے ہیں سوچوں کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے مجھے تو ٹھکانہ چاہئے کوئی محفوظ ٹھکانہ جہاں رہ کر میں آئندہ کیلئے سوچ و بچار کر سکوں۔ اب میں اپنا خود ہی دوست ہوں اور خود ہی دشمن ہوں اپنی انگلی تھام کے مجھے خود ہی چلنا ہے۔ اور نہ صرف اپنے پیروں کے تلے کی زمین کا خود ہی مالک بن کے دکھانا بھی ہے۔ بلکہ اپنے حصے کا آسماں اور

اپنے حصے کی ہوا کا حقدار بھی بننا ہے۔

میری ایسی بڑی بڑی باتیں سن کر انو لال اس کی بیوی دم بخود سے رہ گئے۔ کچھ توقف کے بعد انو نے کہا ظفری' اس گاؤں میں زیادہ دیر رہنا تمہارے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ علی الصبح کھیتوں کی طرف جاتے ہوئے تمہیں میں اپنے ساتھ لے چلوں گا اور امرتسر کی طرف جانے والی بس میں سوار کرادوں گا اس سے آگے تمہیں اپنے مقدر سے خود ہی لڑنا ہے۔

میں ذہنی طور پر اپنی منزل کیلئے تیار ہو چکا تھا ماضی کے پچھتاوے اور یادیں مجھے ڈگمگا تو گئی تھیں لیکن اکھاڑ پھینکنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھیں۔

رات کچھ جاگتے کچھ سوتے اور کچھ اونگھتے ہی گزری ذہن پہ ایک تناؤ کی سی کیفیت طاری رہی۔ صبح منہ اندھیرے انو لال نے مجھے خاموشی سے اٹھا دیا میں آنکھیں ملتا اٹھ بیٹھا۔ اس کے اندر سے ایک گیروا سا کپڑا لے کر پگڑی کی طرح مجھے کس کے باندھ دیا یقیناً وہ مجھے ایک سکھ کی شکل دینا چاہ رہا تھا۔ ایک گرم جرسی بھی اس نے مجھے پہنا دی پھر ایک گرم دھسا بھی مجھے اوڑھا دیا۔ پھر اس نے مٹھی بھر روپے خاموشی سے مری قمیض میں ڈال دیئے اب میں پوری طرح انو لال کے کپڑوں میں ملبوس ہو چکا تھا۔ اگرچہ اس کا قمیض تہمد مجھے بڑا تھا۔ لیکن اتنا بڑا بھی نہیں تھا کہ میں اس لباس میں اجنبی یا عجیب لگتا گھر سے نکلتے سے میں نے سوئے بچوں پر ایک الوداعی نظر دوڑائی۔ وہ مہربان خاتون بھی اٹھ بیٹھی تھی۔ رخصت ہوتے وقت اس نے دونوں ہاتھ جما کے مجھے پیار دیا۔ میں اس عظیم خاتون کے ساتھ نظریں نہیں ملا سکا تھا میری آنکھوں میں نمکین دھند اتر آئی تھی۔

ایک چھوٹا سا ڈنڈا انو لال نے مجھے تھما دیا اور ہم دونوں محتاط قدموں سے ادھر ادھر دیکھتے گاؤں کی بڑی بڑی گلیوں سے نکلتے چلے گئے اکا دکا کتے کہیں کہیں بھونک رہے تھے۔ لیکن اب مجھے ان سے کوئی خوف نہیں رہا تھا۔

ذرا سی دیر میں ہم گاؤں کی گلیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے کھیتوں کے بیچوں بیچ بنی ہوئی پتلی سی پگڈنڈی پہ ہو لئے تھے۔ خاصا اندھیرا تھا جلد ہی مری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں۔ اب میں انو لال کے قدم لیتا ہوا چل رہا ہے۔ کیونکہ تنگ سی پگڈنڈی پر دونوں کا ایک ساتھ چلنا اب ممکن نہ رہا تھا خاصی دیر تک ہم چلتے رہے مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ انو لال اپنی گاؤں کی حدود سے ذرا باہر ہی مجھے کہیں چھوڑنا چاہ رہا تھا مسلسل چلنے سے مجھے گرمی سی لگنا شروع ہو گئی تھی۔ سر پر باندھی پگڑی کے نیچے سوئیاں چبھنا شروع ہو گئیں تھیں کمر پر رینگتے پسینے کے ننھے ننھے قطرے الگ اپنی موجودگی کا احساس دلا رہے تھے۔

سانس بھی بہت تیزی سے چل رہا تھا آخر ہماری منزل آہی گئی۔ اب اندھیرا نسبتاً کم تھا۔ اپنے اردگرد کے مناظر کچھ کچھ واضح ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مسلسل چلتے چلتے رکے تو میں نے اپنے آپ کو ایک پتلی سی ٹوٹی پھوٹی سڑک کے اوپر کھڑا پایا وہاں ایک چھپر سا بنا ہوا تھا چھپر کے سامنے میں کھڑا ہو گیا کچھ ہی دیر بعد ایک بس کی گھوں گھوں کی سی آواز مجھے سنائی دینے لگی پھر جیسے ہی بس کی مریل سی زرد زرد روشنی نظر آئی انو لال زور سے مصافحہ کر کے پیچھے ہٹا اور لمحوں میں دھندلے کھیتوں کا حصہ بن گیا۔ اک لمحے کو مرا دل کانپا لیکن پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور ذہنی طور پر اپنے آپ کو اجنبی دیس میں اجنبی لوگوں کے درمیان سفر کرنے کو تیار کرنے لگا۔

بس مریل سی چال چلتی آرہی تھی۔ میں سڑک کے بالکل کنارے پر آکھڑا ہوا تھا دھسے کی بکل میں نے پھر سے مار لی تھی۔ ڈنڈا چھپر کے پاس ہی ڈال دیا تھا یقیناً میں چلنے سے ایک گنوار سا سکھ لڑکا لگ رہا ہوں گا۔

مجھ پر روشنی پڑتے ہی بس کی رفتار مزید مدہم ہو گئی مجھے ہاتھ لہرانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی مرے قریب سے ہوتے ہوئے کچھ آگے جا کر بس ٹھہر گئی میں تیزی سے لپکا بس کے نیم کھلے دروازے سے بس میں جا گھسا تقریباً ساری بس اونگھتے مسافروں سے چھلک رہی تھی۔ کنڈیکٹر نے مندی مندی آنکھوں سے ایک بیزار سی نظر مجھ پر ڈالی اور بس کی آخری سیٹ کی طرف اشارہ کر دیا۔ میں آخری سیٹ کے ایک طرف ایک پہلے سے مسافر کو ذرا سا ہلا کر سمٹ کر بیٹھ گیا بس پھر گھوں گھوں کرتے چل پڑی تھی۔

کنڈیکٹر کو کاہلی آمیز چال سے اپنی طرف آتے دیکھ کر میں اگلے مرحلے کی تیاری کرنے لگا وہ جیسے ہی مرے سامنے آکے رکا میں نے جیب سے کچھ پیسے نکالے اور اس کی طرف بڑھا دیئے۔ اس نے استفسار آمیز لہجے میں پوچھا "امرتسر ناں" میں نے زور سے سر ہلا دیا۔

بس میں بیٹھتے ہی مری وہ ساری خود اعتمادی جو خونی حادثے کے بعد مجھ میں پیدا ہوئی' پھر سے بحال ہو گئی' زندگی بھر چھوٹے چھوٹے فیصلوں کیلئے بھی اپنی پیاری ماں اور باپ کا محتاج رہا تھا لیکن ایک ہی واقعے نے مجھ ایسے بے ضرر نوجوان میں بھی طرح طرح کے رنگ بھر دیئے۔ مری ساری حیات بہت تیز ہو گئی تھیں۔ اپنی جان بچانے کی خواہش ہر خواہش کو دباتی چلی گئی تھی۔ اپنے وجود میں جوش کھاتی طاقت الگ سے اپنے ہونے کا خمار طاری کر رہی تھی' اپنے گردوپیش سے ہر دم چوکنا اور باخبر رہنا مرے لئے ایکدم کس قدر ضروری ہو گیا تھا' میں کچھ بتانا ہی مشکل ہے۔

مرا باقی کا سفر بڑے اعتماد سے گزرا' پوپھٹتے ہی بس میں رش ہوتا چلا گیا۔ یہ مضافات سے امرتسر آنے والی مخصوص سی بس رہی ہو گی۔ ساری مسافر ہی دیہاتی تھے' سادہ سے' پختہ اور سخت نقوش والے' بیشتر ہندو تھے' خال خال سکھ تھے۔

جلد ہی بس میں کھڑے ہونے کی گنجائش بھی ختم ہو گئی۔ چھوٹے چھوٹے قصبوں سے گزرتی جب ایک شہری آبادی کا آغاز ہوا تو امرتسر کا نعرہ کنڈکٹر نے لگانا شروع کر دیا۔ میں بھی چوکنا ہو کے' شیشے سے ناک لگا کے بیٹھ گیا۔ کچی پکی آبادیوں اور جھگیوں نے بھی شہر کا پہلا تاثر خراب کر دیا تھا۔ دن خوب نکل آیا تھا' سڑکوں پر چہل پہل شروع ہو گئی تھی۔ بیشتر کھانے پینے کی دکانیں کھل چکی تھیں۔

بس کی سواریاں دھیرے دھیرے کم ہوتی چلی گئیں' میں نے بھی سوچ لیا کہ جہاں آخری سواری اترے گی وہیں اتر جاؤں گا۔ ایک میلے اور غلیظ سے بس سٹینڈ پر پہنچ کر ڈرائیور نے زور زور سے ریس دے دے کر بس بند کر دی' وہاں اترنے والی آخری سواریوں میں میں بھی شامل تھا۔

سڑک پر نکلا تو تانگوں کی قطار سی کھڑی تھی' کوچوان مختلف جگہوں کا نام پکار رہے تھے' لیکن مری مطلوبہ جگہ دربار صاحب یا محلہ نواباں کا نام سماعت سے نہیں ٹکرا رہا تھا۔ کچھ دیر چلنے سے مسلسل بیٹھے رہنے کی تھکاوٹ تو کم ہو گئی' لیکن بھوک چمک اٹھی ایک چوک پر کئی سائیکل رکشا والے کھڑے نظر آئے' ایک سے میں نے اکھڑ لہجے میں پوچھا کیوں بھئی محلہ نواباں چلو گے' اس نے تھکاوٹ آمیز لہجے میں کہا' پندرہ روپے ہوں گے' میں نے فوراً ہاں کہہ دیا

(گولڈن ٹیمپل دربار صاحب) کے پچھواڑے سے ہوتے ہوئے ہم محلہ نواباں میں داخل ہو گئے تو رکشا ڈرائیور سے میں نے کہا کہ کسی بڑے سے چوک میں اتار دینا ایک گہما گہمی والے چوک پر اتر کر میں نے دھسا تہہ کر کے بازو پر رکھ لیا اور ایک پان والے سے دھڑکتے دل سے گرنام سنگھ کا پتہ پوچھنے لگا۔ اس نے ایک ثانیے کی دیر نہیں لگائی۔ بولا پچھلی گلی میں سب سے بڑی حویلی گرنام سنگھ کی ہی ہے۔

میں خدشوں سے بھرے ذہن اور دھڑ دھڑ کرتے دل کے ساتھ پچھلی گلی میں میں پہنچا تو ایک عالی شان اور خوبصورت سی حویلی کو اپنے سامنے پایا' میں نے بے اعتباری سے گھنٹی دبائی' بڑے سارے گیٹ کے عقب سے ایک سرخ سرخ آنکھوں والے شخص نے باہر جھانکا اور درشت لہجے میں پوچھا' کون ہے' میں نے خوب اعتماد سے کہا میں ظفری ہوں' علی احمد کا بیٹا جا کے گرنام سنگھ جی کو بتا دیجئے گرنام جی تو نہیں ہیں' ٹکا سا جواب ملا تو بملا دیوی ہوں گی انہیں بتا دیں کہنے کو تو میں نے کہہ دیا لیکن دیوی کے ہونے کا یقین مجھے بھی نہیں تھا۔ لمبے تڑنگے ملازم نما شخص نے مجھے گھور کے دیکھا پھر خاموشی سے اندر چلا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد مجھے تیز تیز قدموں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں' اس شخص نے شتابی سے مجھے اندر کھینچ لیا وہاں ایک ادھیڑ عمر شفیق اور بہت خوبصورت سی خاتون کھڑی تھیں انہوں نے جیسے ہی مجھے دیکھا ان کی آنکھیں بھیگ گئیں انہوں نے جھپٹ کے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا وہ بس یہی کہتی جا رہی تھیں تم تو ہو بہو علی احمد کی طرح ہو' تم تو ہو بہو علی احمد کی طرح ہو۔

تسلی سے

ایک ریستوران میں گاہک نے شکایت کی کہ میں گوشت کا یہ پارچہ مسلسل چالیس منٹ سے کاٹنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر ناکام ہوں۔
آپ پریشان مت ہوں ؟ بیرے نے اطمینان سے جواب دیا، ریستوران ایک بجے تک کھلا رہے گا۔

پریشانی

"یار پریشان کیوں ہو؟" ہاسٹل میں رہنے والے ایک لڑکے نے دوسرے سے پوچھا۔
وہ بولا "کیا بتاؤں یار! گھر خط لکھا تھا کہ ٹیبل لیمپ خریدنا ہے پیسے بھیج دیں لیکن انہوں نے ٹیبل لیمپ ہی بھیج دیا ہے۔"
(غلام مرتضیٰ۔ ننکانہ صاحب)

"سودا منظور ہے"

ایک ٹوٹی پھوٹی پرانی کار محصول چونگی کے آگے آکر رکی۔ چونگی کا کلرک ڈرائیور کے پاس ٹول ٹیکس مانگنے کیلئے آیا اور بولا۔
"سو روپے جناب"!
"سودا منظور ہے۔ یہ لو کار کی چابی"۔ مالک یہ کہہ کر نیچے اتر آیا۔

اشتہار

ایک خاتون نے اپنے کتے کی گمشدگی کا اشتہار اخبار میں اشاعت کے لئے جاری کیا کہ کتا تلاش کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ نقد دیئے جائیں گے۔ اگلے روز کے اخبار میں وہ اشتہار نظر نہ آیا تو خاتون اخبار کے دفتر پہنچی اور شعبہ اشتہارات سے دریافت کیا کہ میرا دیا ہوا اشتہار شائع نہیں ہوا تو نے جواباً کہا بی بی فکر نہ کریں ہمارے انچارج صاحب خود کل سے آپ کے کتے کی تلاش میں ہیں مگر میں نے تو اشتہار بک کرایا تھا اسے تو شائع ہونا چاہئے تھا۔ ملازم نے کہا آپ کو کتا چاہئے یا اشتہار

عبدالوحید

ضرورت

ایک دفعہ ایک چیونٹی بھاگتی ہوئی جا رہی تھی۔ چوہے نے اسے اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔ بی چیونٹی کیا بات ہے؟ آج بہت جلدی میں لگ رہی ہو۔ یہ سن کر چیونٹی بولی۔ ہاتھی میاں کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے میں نے سوچا اسے خون کی ضرورت ہوگی اس لئے خون دینے جا رہی ہوں۔
(رابعہ اکرم۔ کہروڑپکا)

پی پی

امی نے منے سے کہا جاؤ سامنے والی دکان سے دودھ لے آؤ منا دودھ لینے چلا گیا جب منا واپس آ رہا تھا تو سامنے سے ایک بس آ رہی تھی منا گھبرا کر رک گیا ڈرائیور نے ہارن بجایا "پی پی پی" منا سارا دودھ پی گیا گھر آیا تو امی نے پوچھا بیٹا دودھ کہاں ہے وہ تو میں نے پی لیا امی نے گھبرا کر کہا سارے کا سارا، میں کرتا بھی کیا سامنے سے بس آ رہی تھی اس نے کہا پی اور میں دودھ پی گیا۔ منے نے جواب دیا

عاصمہ رضا گیلانی بہاولنگر

چار سال پہلے

ہم نے کراچی کے ایک قدیم باشندے سے پوچھا کہ یہاں مون سون کا موسم کب آتا ہے۔
اس بزرگ نے نیلے آسمان کو تکتے ہوئے جواب دیا۔
چار سال پہلے بدھ کو آیا تھا۔
مشتاق احمد یوسفی۔ چراغ تلے

گول

ایک دفعہ ایک دیہاتی شہر گیا۔ ایک جگہ اس نے دیکھا کہ لڑکے فٹ بال کھیل رہے ہیں اور بال کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ دیہاتی یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا اس نے ایک لڑکے سے پوچھا تم اس کے پیچھے کیوں دوڑ رہے ہو۔ لڑکے نے کہا۔ گول کرنے کیلئے۔ دیہاتی نے کہا یہ تو پہلے ہی گول ہے۔
محمد شفیق چک نمبر 39 گ ب فتح ریحان

سالگرہ مبارک

ایک ڈاکٹر نے ایک شخص کو بل بھیجا جس پر یہ عبارت درج تھی آج بل ایک سال کا ہو گیا۔ مریض نے بل پر یہ عبارت لکھ کر بل واپس بھیج دیا کہ سالگرہ مبارک ہو۔
افشاں سعید خانقاہ ڈوگراں

ق ب

استاد (شاگرد سے) تمہارا سن پیدائش کیا ہے؟
شاگرد جناب 1958ء ق م
استاد (حیرت سے) بھئی یہ ق م سے کیا مراد ہے؟
شاگرد جناب میرا مطلب ہے قبل منیر یعنی اپنے بھائی منیر سے دو سال قبل

آسیہ محبوب ملتان

شکایت

ایک بچے نے ایک روز آکر گھر میں شکایت کی کہ کلاس روم میں اسے تختہ سیاہ (بلیک بورڈ) دکھائی نہیں دیتا۔
والدین یہ سن کر بہت پریشان ہوئے اور اگلے دن اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے آنکھوں کے ڈاکٹر نے بچے کی آنکھیں چیک کیں تو وہ بالکل ٹھیک تھیں تنگ آکر ڈاکٹر نے بچے سے پوچھا بیٹے تمہیں بلیک بورڈ کیوں نظر نہیں آتا۔ بچے نے معصومیت سے جواب دیا ڈاکٹر صاحب میرے آگے والی سیٹ پر لمبا لڑکا بیٹھتا ہے۔

گل فرین، شمائلہ ہری پور

پیلے کباب

ماں (بیٹی سے) ارے یہ کباب پیلے پیلے ہیں اور کڑوے بھی
بیٹی "ارے اماں" آپ ہی نے تو کہا تھا کہ جب کوئی چیز جل جائے تو اسے برنال لگانا اس لئے میں نے انہیں برنال لگا دیا ہے"

شہلا اختر سیالکوٹ

خرابی

فلم رائٹر سید نور نے بھی فلم میں تیزی کو رواج دیا ہے ایک فلمساز نے ان سے سکرپٹ لینا تھا کہا شام کو لے لیں۔ فلمساز نے کہا دو فلمیں اکٹھی چاہیں صبح تک
کہا خرابی کے باعث یہ ممکن نہیں
پوچھا کیا آپکی صحت خراب ہے؟
جواب ملا نہیں میں تو ٹھیک ہوں وی سی آر میں خرابی ہے۔
(یونس بٹ کے عکس بر عکس سے ماخوذ)

ایک بار پھر

ایک شخص شادی کے بارے میں مشورہ دینے والے ایک ادارے کے دفتر میں گیا لیکن دفتر بند تھا اسے وہاں ایک نوٹس لگا دکھائی دیا۔ ایک بجے سے تین بجے تک دفتر بند رہتا ہے آپ پھر تسلی سے سوچ لیں بعد میں ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

سبطین احمد شاہد سیال خانیوال

بائیسویں صدی

سائنسی ترقی کی بدولت بائیسویں صدی میں دو خواتین اس طرح محو گفتگو ہوں گی۔

پہلی خاتون دوسری سے کہہ رہی ہوگی۔

"زمین پر آج کل بہت گرمی ہے میں ٹونی کے ابا سے مشورہ کروں گی کہ ہم بچوں کو گرمیوں کی چھٹیوں میں پلوٹو پر لے چلیں اور ہم بچوں کی پھوپھی کے ہمراہ زہرہ پر کچھ دن ٹھہریں گے واپسی پر نیپچون سے بچوں کی شاپنگ بھی کرتے ہوئے ساتھ مریخ سے آئس کریم بھی کھاتے آئیں گے۔

دوسری خاتون بھی کچھ پیچھے نہیں رہے گی اور کچھ اس طرح مخاطب ہوگی "ہماری فیملی کا دل بھی زمین پر بالکل نہیں لگتا مشتری پر ہمارا شاندار بنگلہ تھا مگر کاروبار میں نقصان ہونے کی وجہ سے بیچ دیا پھر ہم نے عطارد میں کوٹھی لیکر رہنا شروع کیا مگر وہاں حالات بہت خراب تھے اور آئے دن چوریاں ہوتی تھیں وہاں سے بھی ہم کوٹھی بیچ کر زمین پر رہنے پر مجبور ہو گئے مگر یہاں ہمارا دل نہیں لگتا آج کل تو وکی کے ابا یورینس میں کوئی اچھا سا بنگلہ لینے کی ٹرائی کر رہے ہیں۔ اللہ کرے جلد ہی بنگلہ مل جائے اور ہم یورینس شفٹ ہو جائیں۔

رابعہ تاثیر اوکاڑہ

بہرا چیتا

ایک موسیقار کو یقین تھا کہ وہ اپنی موسیقی سے جانوروں تک کو مسحور اور بے خود بنا سکتا ہے ایک روز اس نے موسیقی کا ٹیپ تیار کیا اور ٹیپ ریکارڈ لے کر جنگل پہنچ گیا۔ جنگل میں اس نے ریکارڈ آن کیا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ایک شیر آیا اور بیٹھ کر جھومنے لگا پھر بندر آیا پھر سانپ آیا پھر بھیڑیا آیا پھر لومڑی آئی۔ سب کے سب قطار میں بیٹھ کر موسیقی سننے لگے۔

آخر میں ایک چیتا آیا اور چھلانگ مار کر موسیقار کے سینے پر سوار ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے اس نے موسیقار کو چیر پھاڑ ڈالا۔

ظالم! شیر نے چلا کر کہا یہ تم نے کیا کیا؟ چیتے نے اپنے کان پر پنجہ رکھ کر پوچھا کیا کہہ رہے ہو؟

آصف انجم گوجرانوالہ

مصروف

استاد (کاشف سے) تم کل اسکول نہیں آئے۔

کاشف جناب بہت زیادہ مصروف تھا

استاد تم کیا کر رہے تھے۔

کاشف ہماری ہمسایوں کے ساتھ لڑائی ہوئی تو تم کیا کرتے رہے

استاد نے سختی سے پوچھا

جناب میں امی اور ابو کو پتھر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر دے رہا تھا۔

محمد عابد یاسین منظور آباد لیہ

میک اپ

ایک خاتون صبح سویرے گھر کے کپڑوں میں بغیر میک اپ کئے بیکری میں گئیں اور بیکری والے کو سالگرہ کے کیک کا آرڈر دے کر بولیں

"میں کیک شام کو لے جاؤں گی"

شام کو خاتون تیار ہو کر میک اپ کر کے کیک لینے گئیں تو بیکری والے نے کہا

ہاں یاد آیا! صبح آپ کی والدہ محترمہ آرڈر دے گئیں تھیں۔

شہلا اختر سیالکوٹ

خوشی کی بات

ایک شخص ایک ٹی وی کا پروگرام دیکھ رہا تھا اور ساتھ رو رہا تھا کوئی شخص اس سے ملنے آیا اور رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ میرا انعام نکل آیا ہے اس پر ملاقاتی نے کہا یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ اس نے کہا کہ یہ پروگرام ڈاکو بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔

فرقان احمد قریشی بڑی سول لائن گوجرانوالہ

انتظار

پہلا آدمی دوسرے آدمی سے

میں موسم گرما میں کوئی کام نہیں کر سکتا

دوسرا آدمی: اور موسم سرما میں کیا کرتے ہو؟

پہلا آدمی: موسم گرما کے آنے کا انتظار کرتا ہوں۔

خضر حیات محسن تحصیل و ضلع ساہیوال

رومال

بیوی شاپنگ کر کے گھر واپس آئی اور شوہر سے بولی دیکھئے میں آپ کیلئے کتنا اچھا رومال لائی ہوں۔ شوہر نے حیرت سے کپڑے کو دیکھا اور بولا "اتنا بڑا رومال یہ تو کوئی چھ ساڑھے چھ گز کا ہو گا" بیوی بولی آپ کے رومال سے جو کپڑا بچے گا اس سے میں اپنا سوٹ سلوا لوں گی۔

راشد علی راشد بالاکوٹ

دلیل

دل کے مرض کا آپریشن ہونے والا تھا مریض بہت گھبرایا ہوا تھا۔ نرس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر صاحب کو تمہارے آپریشن میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ انہوں نے کل ہی ٹی وی پر بالکل اسی قسم کا آپریشن ہوتے دیکھا ہے۔

محمد واثق بصیر مظفر گڑھ

کارنامہ

ایک گپی نے اپنے دوست سے کہا "یار کل میں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے"

"بھئی کیا کارنامہ؟ دوسرے نے دریافت کیا۔

"یار کل میں نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے ہاتھی کے دونوں دانت باہر کر دیئے اور کراٹے کے ایک وار سے شیر کی کمر توڑ دی اور چیتے کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا"

"پھر کیا ہوا"؟ دوست نے حیرت سے پوچھا پھر کیا ہونا تھا کھلونوں کے دکاندار نے مجھے کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔

لطیفہ نذیر سیالکوٹ

فرض شناسی

پولیس سٹیشن سے ایک سب انسپکٹر کو فساد والے علاقے کے ایک مکان میں سامان کی فہرست بنانے کیلئے بھیجا گیا جب وہ چار گھنٹے بعد بھی واپس نہ آیا تو انسپکٹر خود اس جگہ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ سب انسپکٹر ایک کمرے میں گہری نیند سو رہا تھا اس نے فہرست بنانے کی کوشش ضرور کی تھی۔ اس کے ہاتھ میں وہ کاغذ تھا جس پر لکھا تھا ایک الماری ایک بوتل بھری ہوئی شراب۔ "پھر بھری ہوئی کاٹ کر آدھی لکھ دیا گیا تھا اور آخر میں آدھی کاٹ کر خالی لکھ دیا گیا تھا اور نیچے ٹیڑھے میڑھے الفاظ میں لکھا تھا

"اور ایک گھومتا ہوا قالین"

عائشہ خان لاہور

بے وقوف

ایک خاتون جن کے گھر میں نئی نئی دولت آئی تھی اس نتیجے پر پہنچیں کہ باذوق کہلانے کے لئے گھر میں نوادرات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ وہ نوادرات کی دکان پر پہنچیں تو دکاندار انہیں ایک گلدان دکھاتے ہوئے بولا یہ تقریباً تین ہزار سال پرانا ہے مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو خاتون بولیں سن تو ابھی صرف 1997ء چل رہا ہے اور گلدان تین ہزار سال پرانا ہو گیا؟

عفت لیاقت فیصل آباد

اندازے

ایک آدمی دور سے لنگڑاتا ہوا آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک دوست نے دوسرے سے کہا "میرے خیال میں اس آدمی کے ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے" دوسرا دوست بولا "نہیں اس کے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹی ہے۔ جب وہ آدمی قریب آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کیوں بھئی تمہارے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹی ہے یا ٹخنے کی۔

آدمی بولا میری کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی البتہ چپل ٹوٹ گئی ہے۔

افضل نصرت لاہور

23 مارچ 1940 ایک تاریخ ساز تاریخ!

بدر منیر

58 سال قبل بادشاہی مسجد لاہور کے سامنے میں جب پاکستان کی بنیاد رکھی گئی تو لاہور لہو رنگ تھا' سوگوار تھا' خاکساروں کی شہادت نے ماحول کو سیاہ حاشئے کے دائرے میں مقید کر دیا تھا۔ کئی رہنماؤں کی رائے تھی کہ مسلم لیگ کی کانفرنس ملتوی کر دی جائے لیکن قائداعظم محمد علی جناح کا فیصلہ تھا کہ قوموں کی زندگی میں ایسے لمحات آتے رہتے ہیں اور ان لمحات میں اپنے عقل و ہوش کو قائم رکھتے ہوئے اہم فیصلے کرنے پڑتے ہیں اس لئے اس کانفرنس کا اس وقت منعقد ہونا ضروری ہے۔ اگر ہم نے یہ کانفرنس ملتوی کر دی تو مسلمانوں کے مخالف عناصر کے عزائم تقویت حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ یہ کانفرنس تو مقررہ پروگرام کے مطابق منعقد ہوئی اور اس نے تاریخ ساز فیصلے کئے جنہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو منزل مراد تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد سات سال کے مختصر عرصے میں پاکستان قائم ہو گیا۔ قوموں کی تاریخ میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ انہوں نے اتنے مختصر عرصے میں اپنے فیصلوں کو عملی جامہ پہنایا ہو۔ اکثر قومیں اپنے خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے کے لئے صدیوں کا سفر طے کرتی ہیں اور پھر بھی سنگ منزل ان کی نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے لیکن قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں ایک نیا ملک قائم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی قوموں کی برادری میں ایک نئی قوم کا اضافہ ہو گیا۔

23 مارچ 1940 کی تاریخ اس لئے اہم ہے کہ اس دن حصول پاکستان کے لئے برصغیر کے دس کروڑ مسلمانوں کی خواہش کا اظہار کیا گیا اور اس سے اگلے دن یعنی 24 مارچ 1940 کو اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ لاہور کے اس اجلاس میں پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ بنگال' آسام' بہار' یو پی' سی پی' مدراس' بمبئی' سندھ' بلوچستان' پنجاب' سرحد اور کشمیر مسلمانوں کے رہنماؤں نے اس کانفرنس میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور قرارداد لاہور کو مسلمانوں کے دل کی آواز قرار دیا۔ اس اجلاس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے لئے کئی ماہ سے تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ اسے کامیاب بنانے کے لئے قائداعظم تازہ ترین حالات سے باخبر رہتے تھے اور مقامی منتظمین کو ہدایات بھی دیا کرتے تھے۔ کانفرنس کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے متعدد سب کمیٹیاں بنائی گئی تھیں جن میں سے ایک سب کمیٹی کے سربراہ ڈاکٹر مسعود قریشی تھے ان کی کمیٹی کی ذمہ داری یہ تھی کہ بیرون لاہور سے آنے والے مہمانوں کی آمد و رفت کے لئے موٹر کاریں ان کی تحویل میں تھیں' غالباً ان موٹر کاروں کی تعداد 38 کے لگ بھگ تھی اور اس وقت لاہور میں مسلمانوں کے پاس اتنی ہی کاریں تھیں۔

تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی نگاہیں اجلاس لاہور پر لگی ہوئی تھیں۔ 1857 میں انگریزوں کی ریشہ دوانیوں' سازشوں اور ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوششوں کے خلاف جہاد آزادی میں ناکامی کے بعد ایک طویل سیاہ رات نے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس دوران آزادی کی متعدد تحریکیں چل چکی تھیں۔ گزشتہ صدی کے آخر میں حالی اور اقبال نے مسلمانوں کو ناامیدی کی دلدل سے نکالنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ سر سید احمد خان اور سید جمال الدین افغانی نے مسلمانوں کو جدوجہد کی نئی سمت دی۔ اس صدی کے دوران ہجرت اور پھر خلافت کی

تحریکیں اگرچہ ناکام ہوئیں۔ لیکن ان کی ناکامی نے مسلمانوں کو اپنی علیحدہ قومیت کے شعور کو مزید تقویت دی اور بالآخر 23 مارچ 1940 کی تاریخ ساز تاریخ آ پہنچی مسلمانان برصغیر کی نگاہیں اس روز لاہور پر مرکوز تھیں۔

اجلاس لاہور میں میاں بشیر احمد نے اپنی شہرہ آفاق نظم "ملت کا پاسبان ہے محمد علی جناح" پہلی بار پیش کی' میاں صاحب نے نہ جانے کس عالم میں اور قبولیت کی کس گھڑی میں یہ نظم لکھی تھی کہ اس کے ایک ایک لفظ نے عملی شکل اختیار کر لی اور ہر مصرعہ قول فیصل ثابت ہوا۔ میاں صاحب نے اس نظم کے حوالے سے حیات جاوداں حاصل کر لی۔

اس اجلاس میں شیر بنگال ابوالقاسم نے قرارداد لاہور پیش کی اور قائداعظم نے حاضرین اور ان کی وساطت کے پورے برصغیر کے مسلمانوں کو اپنے خطاب سے نوازا۔ قائد کی یہ تقریر بلا شبہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار تھی۔ انہوں نے اس تقریر میں برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ' کردار اور حال و مستقبل کے بارے میں جو کچھ کہا وہ بھی تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔ آج بھی یہ تقریر روز اول کی طرح ترو تازہ ہے' اس کا ایک فقرہ قائد کی اعلیٰ سیاسی بصیرت کی آئینہ دار ہے۔ اس اجلاس کے بارے میں قائداعظم کے ایک دیرینہ رفیق کار سید حسین امام کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

"قائداعظم اگرچہ قائداعظم کے عوامی خطاب سے معروف نہیں ہوئے تھے لیکن لاہور کے اجلاس میں ان کی تقریر اور اس سے قبل لاہور میں خاکساروں کے خونیں غسل کے باوجود اجلاس منسوخ نہ کرنے کا فیصلہ کر کے انہوں نے یہ ثابت کر دیکھا کہ وہ نازک سے نازک وقت میں بھی عقل و ہوش کا دامن نہیں چھوڑتے اور صحیح فیصلہ کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ قائد کی اس ترمیم اور فیصلے کی صحیح داد تو علامہ اقبال ہی دے سکتے ہیں تھے کہ انہوں نے اپنی مومنانہ بصیرت کی بنا پر قائد سے کہا تھا کہ اس نازک وقت میں وہی (یعنی قائداعظم) برصغیر کے مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔ قائداعظم کی اس تقریر اور لاہور کے اجلاس نے مسلمانوں کی قسمت کا ستارہ چمکا دیا' ہوا کا رخ تبدیل ہو گیا۔ باد مخالف نے باد موافق کی صورت اختیار کر لی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی کشتی ساحل مراد سے آ لگی۔ 23 مارچ 1940 کو برصغیر کے مسلمانوں کے لئے اس صدی کے پہلی خوش خبری صبح کی روشنی بن کر نمودار ہوئی اور اللہ کے فضل و کرم اور قائداعظم محمد علی جناح کی بصیرت افروز قیامت کے باعث فتح مبین حاصل ہوئی۔

اجلاس لاہور کے بارے میں قائداعظم ہی کے ایک رفیق کار اور آسام میں مسلم لیگ کے رہنما اور وزیراعظم سر سعداللہ نے یوں اپنے تاثرات کا اظہار کیا:

"جناح صاحب کی قیادت کی صلاحیت اور کردار و گفتار کی عظمت کے ہم سب قائل تھے لیکن 23 مارچ 1940 کے اجلاس اور اس اجلاس میں ان کی تقریر نے ہمیں برصغیر کے مسلمانوں کے سیاسی شعور اور ملی جذبہ کے بارے میں بھی پختہ یقین ہو گیا کہ انہوں نے صرف یہ کہ اپنی قیادت کے لئے صحیح شخصیت کو منتخب کیا ہے' ہمیں 23 مارچ میں ہی یقین ہو گیا کہ انشاءاللہ ہم ضرور پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ یہ وہ قائد ہے جو ہرگز ناکام نہیں ہو گا۔"

23 مارچ اور 14 اگست کے درمیان اگرچہ چھ سال گیارہ ماہ کا وقفہ حائل ہے اور قوموں کی زندگی میں اس مدت کو کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن برصغیر کے مسلمانوں نے اس مختصر مدت میں وہ کارنامہ کر دکھایا جس کے لئے قومیں صدیوں انتظار کرتی ہیں اور ان کی انتظار کی سختی ختم نہیں ہوئی۔

مرتب و میزبان عائشہ میر

دو دو ہاتھ

ہم نہ کہتے تھے کہ حالی چپ رہو
راست گوئی میں ہے رسوائی بہت

ایک طرف تو یہ شعر سننے پڑھنے کو ملتا ہے اور دوسری طرف
سانچ کو آنچ نہیں

کیا سوچیں کیا سمجھیں اور کس پر یقین کریں شاید جو زندگی کا جو رخ دیکھ لے اسے سب کچھ ویسا ہی دکھائی دیتا ہے۔ بہرحال آپ اس مرتبہ کے موضوع پر سوچیں اور کوئی معصوم سا "اونا پونا" سا جواب دیں۔ یاد رہے کہ کہے اور لکھے ہوئے الفاظ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ خواہ کتنے ہی مختصر کیوں نہ ہوں۔

آدمی جو کہتا ہے آدمی جو سنتا ہے
زندگی بھر وہ . صدائیں پیچھا کرتی ہیں

بعض اوقات تو کچھ باتیں ہیرے جواہرات ہو جاتی ہیں۔ کوشش کریں آپ ممکن ہے کہ الفاظ بھی امر ہونے کے لائق ہوں۔ ہاں اگر کسی کو الفاظ کے ذریعے
خوشی نہیں دی جا سکتی تو اسے غم بھی نہ دیں۔

مجھے اچھا لگے گا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجے اور......

اکثر ہم سوچتے ہیں کہ......

1۔...... ہم طوطا ہوتے اور بے وقوف لوگوں کا فال نکالتے اور کبھی کبھی آپ جیسے عقلمندوں کا بھی۔ (فاطمہ بہلم امام الدین ڈھرکی)

☆ محترمہ آپ نے اتنی عقلمندانہ اور عمدہ سوچ کی تحریر کرنے کے بعد خود ہی اپنے آپ سے کسی اور کو بے وقوف کہنے کا حق چھین لیا۔ اب ہم کیا کہیں۔

2۔...... ایڈیٹر بھیا کب کرسی خالی کریں اور ہم قبضہ جما لیں۔ (محمد صبغت اللہ راشد گوجرانوالہ)

☆ تو جناب ابھی سے فنونر صاحب نیت اقدس براجمان ہیں۔

3۔...... عائشہ میر کو ہم سے کیا دشمنی ہے جو ہر دفعہ ہمارے "اونے پونے" کو "اونے پونے" کر دیتی ہیں۔ (اللہ یار ثاقب۔ ساہیوال)

☆ مجھے بھلا آپ سے کیا دشمنی' آپ نے کوئی میری "گائے" چرائی ہے؟

4۔...... یہ زمین گول ہی کیوں ہے مستطیل یا مربع کیوں نہیں اور سورج مشرق کی بجائے مغرب سے کیوں نہیں طلوع ہوتا۔ (محمد ممتنان چودھری فیصل آباد)

☆ بھیا جی۔ اپنا جیومیٹری کا شوق وہاں تک ہی محدود رکھیں جہاں تک "سما" جا سکے۔

5۔...... کہ ہر شاعر پتلا "یخنی" کی طرح کیوں ہوتا ہے (قاضی راشد بے ضرر کوٹ سلطان)

☆ محترم بعض شاعر چائنیز چکن کارن سوپ کی طرح گاڑھے بھی ہوتے ہیں۔ شاید آپ نے ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والا مشاعرہ نہیں دیکھا۔

6۔...... کچھ سوچیں یا نہ سوچیں اور اگر سوچیں تو کیا سوچیں (سعدیہ جاوید فیصل آباد) (محمد عبداللہ راٹھور گوجرانوالہ)

☆ سعدی ڈیئر۔ آپ نے سوچنے سے ہی اتنا گریز کر رہی ہیں۔ یہاں تو یہ عالم ہے کہ

یہ سوچ کا سمندر ہوتا ہے بڑا گہرا
کہ سمجھ نہیں پاتے کچھ لوگ ڈوب کر بھی

7۔......
اکثر ہم سوچتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ کہیں
پھر یہ سوچتے ہیں کیوں نہ چپ رہیں
(عائشہ صدیقہ۔ سرگودھا)

☆ عاشی ڈیئر: آپ تو ایسی باتیں کر رہی ہیں جیسے ادھار مانگنے کے چکروں میں ہوں۔ یہ غضب نہ کیجئے گا ادھر تو بڑا مندا چل رہا ہے۔ ابھی کل ہی میں نے اپنی کھوئی ہوئی اٹھنی کی تلاش کیلئے اخبار میں اشتہار دیا ہے۔ (پانچ سو روپے دے کر)

8۔...... ردی کی ٹوکری کس نے ایجاد کی (کامران نعمان شیخ آزاد کشمیر)

☆ اوہو۔ لگتا ہے آپ ردی کی ٹوکری بنانے والے کو اسکی بہترین ایجاد پر مبارکباد دے کر شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ (کہ اس نے ایسی تحریروں کو آرام گاہ مہیا کی جن کا کھوئی ٹھکانہ نہیں) چلیں موجد کا پتہ نہیں چلتا تو اس شعر پر عمل کر لیں۔

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس ، نے ردی کی ٹوکری بنائی

9۔ کہ ٹنڈ کرواتے ہی اولے کیوں پڑتے ہیں؟ (کیپٹن سیف اللہ۔ نارڈ چٹھہ)

☆ اگر آپ سچ مچ آرمی کے کیپٹن ہیں تو اس کا اندازہ آپ سے بڑھ کر کس کو ہو گا" کیونکہ آرمی ٹریننگ کے دوران سب سے زیادہ حادثات "بالوں" کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔

10۔..... کھانا کھانے کے بعد بھوک کیوں نہیں لگتی اور سونے کے بعد نیند کیوں نہیں آتی (ثمرین لطیف لاہور)

☆ کبھی یہ سوچا کہ پٹائی ہونے کے بعد رونا کیوں آتا ہے۔

11۔...... کاش ہم لاہور میں ہوتے اور عائشہ کی جگہ اونے پونے کی میزبانی کا شرف حاصل کرتے (عاصمہ حمید گولارچی)

☆ "اونے پونے" کسی ایک شہر کی میراث نہیں پورے پاکستان کیلئے ہے اور عائشہ میر کسی ایک کی نہیں پورے پاکستان کے بچوں کی باجی ہے۔ اور آپ کی بھی...... سمجھیں

12۔...... کہ ہم سوچتے کیوں (عائشہ صفدر فیصل آباد)

☆ بات تو آپ سوچنے والی سوچتی ہیں مگر آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ اس سوچ سے آپکی سوچنے کی حس کے "سوچنے" کا کوئی مقصد بھی حاصل ہوتا ہے یا پھر سوچنے پر زور ہے سمجھنے پر نہیں۔

کاش ہم لاہور میں پیدا ہوتے
(غزالہ صدیق کشمیر)

☆ لگتا ہے آپ نے کسی سے یہ سن لیا ہے کہ "جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا"

(اسے پنجابی میں پڑھیں)
کہ یہ عائشہ میر ہیں کیا چیز ہیں گھاس بھی نہیں ڈالتیں...
(اسما خان فیصل آباد)

سویٹ بہنا گھاس تو اسے ڈالی جاتی ہے جو گھاس خود ہو ہم تو آپکو ہرگز ہرگز ایسا نہیں سمجھتے۔

آخر کیوں؟
ہر شخص بنا لیتا ہے اخلاق کا معیار خود اپنے لئے اور' زمانے کے لئے اور
(نصیر احمد اٹک) (ناہید اختر پشاور)

☆ اس بات کی مثال تو آپ میں ہم سب اپنے اندر ہی پا لیں گے مگر وجہ...؟ وجہ تو شاید کبھی نہ ڈھونڈ سکیں کیونکہ اپنی جانچ میں نرمی برتنا اور دوسروں کی پڑتال میں سختی' یہ تو انسان کی فطرت ہے۔

ہم تو سوچتے ہی نہیں کیونکہ یہ کہاوت مشہور ہے کہ "سوچی پیا تے بندہ گیا"
(فریال حمید گولارچی)

☆ سوچا تو سمجھ کے ساتھ جاتا ہے۔
ویسے بھی "سمجھ سمجھ کو سمجھ کے سمجھو' سمجھ سمجھ بھی ایک سمجھ ہے' سمجھ سمجھ کہ جو نہ سمجھا سمجھو وہ بے سمجھ ہے۔"

اگر ہم گنجے ہوتے تو گنج کیسا دکھائی دیتا؟
(فرناز جاوید فیصل آباد) (عاصمہ رضا گیلانی بہاولنگر)

☆ خیالی پلاؤ میں کیا رکھا ہے' پریکٹیکل کر کے دیکھ لیں' خود کو بھی اطمینان محسوس ہو گا اور دوسروں کا بھی بھلا ہو جائے گا۔
"ہنسی کا گول گپا دیکھ کر"

سلیم امجد — انعام الرحمن — حامد محمود شارق — افسر اللہ — سلیم خان — عمر ساہی — آصف بشیر — وقار ارشد

ہیپی برتھ ڈے

مرتبہ: عرفان الٰہی

☆ محمد آصف نعیم فاروق آباد۔ ممبر شپ کارڈ نمبر P-242 محمد سمیع چشتیاں کارڈ نمبر P-229 تاریخ پیدائش یکم فروری 1980ء ان کے خیال میں پھول تفریح فراہم کرتا ہے اور معلومات بھی۔

☆ نعمت خان ایبٹ آباد کارڈ نمبر F-9-1976ء ضیاء الدین اٹک کارڈ نمبر P-254 1977ء دو فروری ان دونوں نے وکیل بننا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ آپ اچھے اور دیانت دار وکیل بنیں۔ سجاد شبیر لاہور کارڈ نمبر P-206 برتھ ڈے 2 فروری 1979ء عبدالرحمن خان فیصل آباد کارڈ نمبر P-96 برتھ ڈے 2 فروری 1984ء آپ کو سالگرہ مبارک۔

☆ عاصمہ شہزادی کمالیہ کارڈ نمبر P-296 برتھ ڈے 4 فروری انہوں نے لیکچرار بننے کا ارادہ کیا ہے ہم دعا گو ہیں آپ اپنے ارادے میں کامیاب ہوں۔

☆ فاروق احمد ناز سومرو ٹھٹھہ کارڈ نمبر S-6 برتھ ڈے 4 فروری 1977ء انہوں نے ایک اجنبی سے پھول لیکر پڑھا وہ اجنبی پھول کا ایک شال ہے۔

محمد عثمان طیب لاہور کارڈ نمبر P-4 برتھ ڈے 4 فروری 1980ء ان کی امی نے ان کی سالگرہ پر خوبصورت تحفہ پھول کی شکل میں دیا۔

عدنان فاروق سیالکوٹ کارڈ نمبر P-245 برتھ ڈے 5 فروری 1981ء انہوں نے ڈاکٹر بننے کے پکے ارادے باندھے ہیں محنت کریں۔ انشاء اللہ کامیاب ہونگے۔

☆ نوید عمراز لاہور کارڈ نمبر P-172 برتھ ڈے 7 فروری 1984ء یہ ائر فورس میں پائلٹ بننے کا ارادہ کیا ہے۔ ہماری دعا ہے آپ واقعی ایک جہاز اوہ سوری ایک پائلٹ بنیں

☆ طارق محمود ہری پور کارڈ نمبر F-11-1976ء سید حسیب حسن کارڈ نمبر p-208۔ 1981ء برتھ ڈے 10 فروری آپ کو خوشی خوشی سالگرہ مبارک۔

☆ غلام مصطفیٰ دیپالپور کارڈ نمبر P-48 برتھ ڈے 13 فروری 1982ء ان کے دوستوں نے انکی مدد سے پھول پڑھا۔

☆ عامر اقبال لاہور کارڈ نمبر P-28 تاریخ پیدائش 15 فروری 1980ء یہ ماشاء اللہ بیوپاری انجینئر بنیں گے۔ جناب ہم آپ کے لئے دعا گو ہیں۔

☆ بشریٰ عظمت لاہور کارڈ نمبر P-169 برتھ ڈے 17 فروری ان کے لئے پھول بہت اچھا رسالہ ہے۔ یہ جرنلسٹ بنیں گی۔ بہن ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔

☆ سارہ احمد لاہور کارڈ نمبر P-181 تاریخ پیدائش 18

رابعہ رمضان — سارہ احمد — ناز سومرو — رفیعہ شیراز

فرزانہ — عدیلہ ریاض — بشریٰ عظمت — میمونہ سردار

فروری تو جی انہوں نے ایک ایسا انسان بننا ہے جس سے کوئی ناراض نہ ہو اور رہتی دنیا تک اسے یاد رکھا جائے تھینک یو سارہ!

☆ سلیم امجد بھلوال کارڈ نمبر P-231 تاریخ پیدائش 19 فروری 1979ء۔ انہوں نے پولیس میں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ آپ ایماندار پولیس افسر بنیں۔

☆ رفیعہ شیراز پشاور کارڈ نمبر F-8 برتھ ڈے 20 فروری انہوں نے ڈاکٹر بننا ہے ہم دعا گو ہیں آپ ڈاکٹر بنیں۔

☆ شہزاد منور گھوٹکی کارڈ نمبر S-10 تاریخ پیدائش 21 فروری 1982ء یہ بھی ڈاکٹر بنیں گے کیوں نہیں محنت کریں کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

☆ فرزانہ ملتان کارڈ نمبر P-179 برتھ ڈے 22 فروری انہوں نے اپنی دوست سے پھول لیکر پڑھا اور یوں ایک دوست پھول کی شکل اور مل گیا۔

رابعہ رمضان لاہور کارڈ نمبر P-178 برتھ ڈے 23 فروری۔ انہوں نے آرمی ڈاکٹر بننا ہے ہم آپ کے لئے دعا گو ہیں۔

☆ یحییٰ پرویز رانا کارڈ نمبر P-253 تاریخ پیدائش 24 فروری 1981ء۔ انہوں نے ایک کمزور دل والے فوجی آفیسر کے لئے پاک فضائیہ میں جانے کا ارادہ کیا ہے۔

☆ اظہر احمد قریشی حیدر آباد کارڈ نمبر S-11 محمد عثمان خادم لاہور کارڈ نمبر P-193 برتھ ڈے 24 فروری 1982ء آپ دونوں کے لئے دعا گو ہیں کہ آپ انجینئر بنیں۔

☆ شیخ محمد شہزاد سیالکوٹ کارڈ نمبر P-56 برتھ ڈے 25 فروری 1980ء انہوں نے بزنس مین بننا ہے اس کے لئے تجربے کی ضرورت ہے محنت کریں۔

عظمیٰ جمال فیصل آباد کارڈ نمبر p-285 تاریخ پیدائش 25 فروری ٹیکسٹائل کمپیوٹر انجینئر بننے کے ارادے باندھے ہیں ہم دعا کرتے ہیں آپ اپنے ارادے میں کامیاب ہوں۔

☆ محمد عمر ساہی گجرات کارڈ نمبر p-233 تاریخ پیدائش 26 فروری 1982ء آصف بشیر شاہین منڈی بہاؤالدین کارڈ نمبر p-218 برتھ ڈے 26 فروری 1980ء ان کے خیال میں پھول ایک معلوماتی رسالہ ہے۔ آپ کو سالگرہ مبارک۔

☆ حامد محمود شارق شجاع آباد کارڈ نمبر P-155 برتھ ڈے یکم مارچ 1980ء ان کے خیال میں پھول میں وہ سب چیزیں موجود ہیں جو کہ اچھے رسالوں میں ہونی چاہئے۔

سید ناصر حسین شاہ میانوالی کارڈ نمبر P-251 تاریخ پیدائش 3 مارچ 1978ء۔ انہوں نے آرمی جوائن کرنے کا مضبوط ارادہ کیا ہے۔ جناب آپ آرمی آفیسر بنیں۔

☆ عمر روف رشید حاصل پور کارڈ نمبر P-55 برتھ ڈے

فاروق احمد — ضیاءالدین — عمران نواز — طارق محمود — محمد عثمان طیب — اظہر احمد قریشی — عدنان فاروق — غلام مصطفیٰ — محمد آصف مرزا

محمد شاکر کاوش　اختر رسول جنجوعہ　سیف ظفر جرال　شوکت علی ایم　سجاد شبیر　محمد عثمان خادم　محمد آصف ندیم　نعمت خان　عامر اقبال

4 مارچ 1975ء۔ انہوں نے ایک نیک کام کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ وہ عالم بن کر اسلام کی خدمت کریں گے۔

☆ ماریہ خان لاہور کارڈ نمبر P-26 تاریخ پیدائش 4 مارچ۔ انہوں نے ایک ایسا اچھا انسان بننا ہے جو دوسروں کے کام آ سکے۔

☆ آسیہ شریف کمالیہ کارڈ نمبر P-295 تاریخ پیدائش 5 مارچ۔ انہوں نے کالج کی لائبریری میں پھول رسالہ دیکھا وہیں سے پڑھنا شروع کر دیا۔

☆ عدیلہ ریاض لاہور کارڈ نمبر P-35 برتھ ڈے 6 مارچ ۔ جی ہاں انہوں نے فزکس میں ماسٹرز کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہم آپ کے لئے خصوصی طور پر دعا گو ہیں کہ آپ سائنسدان بنیں۔

نصر اللہ ڈی جی خان کارڈ نمبر P-63 سیف ظفر جرال گجرات کارڈ نمبر P-176 برتھ ڈے 7 مارچ ہم دونوں کے لئے دعا گو ہیں کہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوں۔

☆ محمد آصف مرزا چیچہ وطنی کارڈ نمبر P-84 برتھ ڈے 9 مارچ 1982ء ان کا بڑا بھائی پھول پڑھتا تھا وہیں دیکھ کر انہوں نے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔

☆ محمد شاکر کاوش کراچی کارڈ نمبر S-13 تاریخ پیدائش 11 مارچ 1977ء۔ ان کے ارادے کسی اخبار کو جوائن کرنے کے ہیں۔ ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں آپ کامیاب ہوں۔ شوکت علی ایم چنیوٹ کارڈ نمبر P-162 تاریخ پیدائش 12 مارچ 1929ء ان کے ارادے ائر فورس میں جانے کو کرتے ہیں تھوڑی سی زور دار محنت کریں۔ انشاء اللہ کامیاب تو ہو ہی جائیں گے۔

☆ حافظ طیبہ فاطمہ لاہور کارڈ نمبر P-197 برتھ ڈے 13 مارچ ۔ انہوں نے جرنلسٹ بننا ہے اور اس لئے یہ پڑھائی کو دن میں نہیں رات کو 4 گھنٹے دیتی ہیں۔

☆ محمد عمران نواز بھٹی لاہور کارڈ نمبر P-268 تاریخ پیدائش 13 مارچ 1982ء ہم آپ کے لئے یہ دعا کرتے ہیں کہ آپ ڈاکٹر بنیں کیونکہ ارادے ہی ایسے ہیں۔

☆ سونیا لطیف مظفر گڑھ کارڈ نمبر P-132 میمونہ سردار گوجرانوالہ کارڈ نمبر P-248 کنیز فاطمہ سیالکوٹ کارڈ نمبر P-212 تاریخ پیدائش 15 مارچ۔ آپ سب کے بہت نیک ارادے ہیں ہم آپ کے لئے دعا گو ہیں۔

وقار ارشد فیصل آباد کارڈ نمبر P-9 برتھ ڈے 15 مارچ 1980ء ان کے مشاغل مطالعہ اور کرکٹ ہیں۔ انہوں نے بزنس مین بننا ہے۔ بننے بھی ہم نے کب روکا ہے۔

☆ محمد کاشف آرزو لاہور کارڈ نمبر P-260 تاریخ پیدائش 17 مارچ 1978ء۔ انہوں نے پھول کو گلبرگ میں دیکھا منہ میں پانی آیا اور لے اڑے۔

☆ اختر رسول جنجوعہ شیخوپورہ کارڈ نمبر P-267 غلام محمد جدون کارڈ نمبر S-1 تاریخ پیدائش 23 مارچ 1978ء آپ کو میٹھی میٹھی سالگرہ مبارک۔

☆ احمر سعید گوجرہ کارڈ نمبر P-90 برتھ ڈے 23 مارچ 1979ء ان کے ارادے کچھ زیادہ ہی نیک ہیں یعنی کہ یہ

عمر روف رشید　عمران عاجز　محمد کاشف آرزو

صرف اچھا انسان بنیں گے۔

☆ ام کلثوم خادم لاہور کارڈ نمبر P-167 برتھ ڈے 24 مارچ 1978ء انہوں نے ٹیچر بننے کے ارادے باندھے ہیں۔ جناب آپ ہماری طرف سے پروفیسر بھی بن سکتی ہیں۔

☆ عمران عاجز گوجرہ کارڈ نمبر P-77 تاریخ پیدائش 26 مارچ 1974ء ان کے دوست احمر سعید نے انہیں پھول گفٹ کیا۔ ان کے خیال میں پھول ایک اچھا رسالہ ہے۔

مامون سلیم خان لاہور کارڈ نمبر P-8 برتھ ڈے 26 مارچ 1985ء۔ ان کے ابو پھول رسالہ اس وقت لے آئے جب پھول نے بہترین انعام جیتا۔

پھول بک شیلف

پھول ساتھیو! اگلے ماہ کے لئے ہم آپ کو ایک دو کتابوں کے نام کے بجائے پورا موضوع دے دیتے ہیں اور موضوع بھی وہ کہ جس پر سب نگار مصنفین نے لکھا مگر پھر بھی

[illegible]

والا [illegible] ہے "ماں" اور آپ کو اب کرنا یہ ہے کہ تلاشئے [illegible] اور جو [illegible] کو ان کی کتابوں میں اور دھونڈیں اس ہستی کی تذکرہ [illegible] دو دو اقتباسات ہمیں 10 تاریخ تک بھیج دیں [illegible] اس پیاری ہستی کی نذر ایک بہترین تحفہ بھی کر سکیں گے۔

اس ماہ کے اس انعام یافتگان یہ ہیں۔

1۔ محمد بلال [illegible] چیچہ وطنی "ساہیوال" طاہرہ تقی خان ایبٹ آباد [illegible] اسلام [illegible] حکیم خانیوال آپ سب کو مبارکباد اور اوران سب کو [illegible] کوشش کی مگر ذرا سے پیچھے رہ گئے۔

انعام الرحمن قصور کارڈ نمبر P-91 تاریخ پیدائش 26 مارچ 1981ء انہوں نے لیکچرار بننے کی لائن پکڑی ہے۔ آپ اسے ہمیشہ کے لئے پکڑ لیں پھر کامیاب ہونگے۔

پیارے پھول ساتھیو!

آپ سب کی زندگیاں خیر اور خیریت سے بھری رہیں۔ اور آپ اتنے مفید اور باوقار انسان بنیں کہ کل ہم بھی فخر سے کہہ سکیں کہ یہ پھول ساتھی رہے ہیں۔ اس ماہ دنیا میں آنے والوں کا رش رہا۔ اس لئے تعارف ذرا مختصر ہے۔

آپ کو سالگرہ مبارک؟۔ پھول کی ممبر شپ مبارک ہو۔ یاد ہے نا اس ماہ آپ نے کسی اچھے سے موضوع پہ ایک اچھی سی کتاب پڑھ کر ہمیں بتانا بھی ہے۔

عبدالرحمن خان　یحییٰ پرویز رانا　محمد سمیع　سید حسیب حسن　شہزاد منور　نوید عمراز　شیخ محمد شہزاد　غلام محمد جدون

NO PROBLEM

صوفیہ شہزادی

☆ ......جی تو پیارے ساتھیو! زندگی کی رعنائیاں کیسی لگتی ہیں۔ مسکراتے رہا کیجئے' زندگی آپ کیلئے مسکراتی رہے گی۔

خوش رہنے کیلئے دوسروں کو خوش رکھنا بہت ضروری ہے۔ اکثر ایسی شرارتیں کر بیٹھتے ہیں۔ جس سے خود تو ہنس لیتے ہیں جبکہ دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے تو کیوں نہ سوچ لی جائیں کچھ ایسی شرارتیں جن سے ہم بھی خوش رہیں اور دوسروں کو بھی مسکرانے کا اور کچھ نیا...... کچھ انوکھا محسوس کرنے کا موقع مل جائے تو جلدی کیجئے لکھ ڈالئے۔ "اک شرارت ایسی" اور بھیج دیجئے۔ اگر واقعی ہی بھائی تو انعام بھی مل سکتا ہے اور ایڈیٹر بھیا سے ملاقات کا موقع بھی۔ ہے ناں مزے کی بات۔

☆ ...... **اکثر اوقات نماز کے دوران اوٹ پٹانگ قسم کے خیالات آتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ چھوٹے بھائی پر بہت غصہ آتا ہے حالانکہ بعد میں پچھتاتی بھی ہوں۔ پلیز کوئی اچھا سا حل بتائیں۔**

شبیر احمد گنبب۔ ترنڈہ محمد پناہ۔ Moon

☆ ...... شبیر احمد صاحب آپ کے دونوں مسئلے مجموعی اعتبار سے اہم ہیں۔ نماز کے دوران اوٹ پٹانگ خیالات سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کا ترجمہ بھی آتا ہو۔ نماز کو ترجمے کے ساتھ یاد کرلیں۔ جوں جوں نماز پڑھیں اس کے ترجمے پر غور کرتے جائیں۔ ترجمے پر زور دینے سے توجہ دوسری باتوں کی طرف نہیں جائے گی۔ لاحول ولا قوۃ کی تسبیح کیا کیجئے۔

غصہ آنا اور اس پر پچھتانا' اس کا مطلب ہے کہ آپ کا غصہ غیر اہم ہے۔ آپ یہ سوچئے کہ کبھی آپ بھی اپنے بھائی جتنے تھے اور بچوں کی ذہنی سطح اتنی بلند نہیں ہوتی کہ وہ اس بات میں تمیز کریں کہ کون سی بات پہ آپ کو غصہ آتا ہے اور کون سی بات پر نہیں۔ سو آپ عملاً ضبط و تحمل کا مظاہرہ کیا کیجئے ورنہ غصہ ان کی بھی عادت بن جائے گا۔ جس کا سامنا کرتے ہوئے آپ کو اور غصہ آئے گا۔

جب وہ کوئی ایسا کام کرے جو بہتر نہ ہو تو آپ اس کی توجہ کسی اور طرف مبذول کرانے کی کوشش کیجئے کہ وہ کوئی اچھا کام اختیار کرلے۔ مزید یہ کہ آپ اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کیجئے۔ اسے گفٹ کیا کیجئے۔ اس کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس طرح آپ کا ایک نمایاں مقام اس کی آنکھوں میں ہو گا اور آپ کی فطرت کو آہستہ آہستہ سمجھتے ہوئے وہ خود ہی سیکھ جائے گا کہ کون سا کام اسے نہیں کرنا چاہئے اور کون سا کام ہے جس سے خوش ہو کر دوسرے اس کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ غلط کام کرے تو اس پر خفگی کا اظہار کیجئے اور صحیح کرے تو بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیجئے۔ ٹھیک؟

☆ ...... **صوفیہ جی! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں بہت حساس ہوں۔ کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ خود اعتمادی کی کمی ہے۔ میری دوست بلاوجہ ناراض رہتی ہیں۔ ایک لڑکی کو بہت چاہتی ہوں مگر وہ میری بات نہیں سمجھتی۔**

صوفیہ سسٹر! آپ انہیں سمجھائیں۔ اگر وہ آپ کی بات مان گئی تو میں آپ کو مان جاؤں گی۔

نسرین عصری۔ دلے والی میانوالی۔ Sagittarius

☆ ...... نسرین بہنا! آپ کی Mental Health "ذہنی صحت" میں Unity کی بہت کمی ہے اور اگر ذہنی وحدت حاصل نہ ہو تو (Loss of human valves) انسانی اقدار کو کھو دینے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ جب تک ذہن صحتمند ہو' کچھ بھی بہتر انعام نہیں پا سکتا۔ خود اعتمادی کی کمی اور دوستوں کا ناراض ہونا' ذہنی حالت کا مرتعش ہو جانا یہ سب انسان کے اندر خلا پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس کے باعث وہ حقیقت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور اگر کسی ایک شے کو چاہنے لگے تو اسی کو ہی حاصل کرنے کیلئے اپنی ساری توجہ صرف کر دیتا ہے اور اللہ کو دور سمجھنے لگ جاتا ہے مگر یاد رکھئے کہ انسان کی خدا سے دوری انسان کو انسان سے دور کرتی ہے۔ آپ کے پاس ضابطہ ہے آپ کے مذہب کا۔ اپنا دھیان اللہ کی طرف لگائیے۔ اس سے دوستی کو جتنا مضبوط بنائیں گی آپ کے کردار میں اسی قدر مضبوطی آئے گی۔ خود اعتمادی کی قوت ملے گی۔ اپنا آپ پیارا لگے گا۔ گڑیا! حقیقت پسند بنئے۔ باقی جس دوست کو آپ چاہتی ہیں تو اسے اس بات کا احساس ضرور ہو گا۔ آپ اپنے کردار و سوچ کو مضبوط بنائیے۔ کیا معلوم آپ میں کوئی ایسی عادت یا حرکت ہو جو آپ کی دوستوں کے ساتھ ساتھ اسے بھی ناراض کرتی ہو۔ جو ہمارے لئے ہوتا ہے وہ مل کر رہتا ہے۔ ہم خود کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے۔ اپنے کردار کو Ideal بنائیے۔ اللہ کی طرف رغبت کیجئے۔ مضبوط ہونے کیلئے' خود اعتمادی کیلئے وہی واحد سہارا ہے۔ خوشحال زندگی کیلئے صحتمند دل و دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔

Conscience Realization ضمیر کا احساس ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ سو بہادر بنئے' حقیقت پسند بنئے۔ ٹھیک؟

☆ ...... **مجھے غصہ بہت آتا ہے۔ چھوٹے بہن بھائیوں پر اتار دیتی ہوں' پڑھائی میں دل کم لگتا ہے۔ پلیز سسٹر حل ضرور بتائیں۔**

عابدہ اکرم غوری۔ راجن پور۔ Tarrus

☆ ...... بھئی کمال ہے' سب غصہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں پر ہی نکال دیتے ہیں۔ مسئلہ نمبر1 دیکھئے۔

پڑھائی میں دل کم لگتا ہے۔ زندگی میں مقصدیت کی کمی Lack of purpose ہے۔

پڑھائی میں دل ابھی لگائے دیتے ہیں۔ ایک مقصد اپنائیے کہ کیا کرنا ہے' کون سا شعبہ اپنانا ہے' بڑے ہو کر کیا کرنا ہے۔ جو مقصد ہو اسے ساری کتابوں پر نمایاں حروف میں لکھ دیجئے۔ جب کتاب پکڑیں گی یاد آئے گا۔ ظاہر ہے مقصد کے حصول کیلئے محنت ضروری ہے اور تعلیم اس کا پہلو ہے۔ جب تک پڑھیں گی نہیں' ذہن وسیع کیسے ہو گا۔ ٹھیک؟ پھول اور دیگر اچھی کتب کا مطالعہ کیا کیجئے۔ ایک دعا ضرور کثرت سے پڑھا کیجئے۔ "ربی زدنی علما"

دل میں ہے یہ ایک لگن

م ز 10th Sagittarius گوجرانوالہ کینٹ

جواب: ڈیئر م ز! موجودہ وقت میں Possession بہت بڑھ گئی ہے۔ عموماً دوستوں میں ایسا Trend "رجحان" بہت زیادہ ہے۔ ظاہری صورت کی بنا پر کسی سے محبت بہت بڑی بے وقوفی ہے۔ دوستی کا تقاضا یہ نہیں کہ آپ اپنے دوست کو صرف اپنے لئے محدود کرنے کی کوشش کریں بلکہ آپ کو چاہئے کہ اپنے دوست کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کا خلوص سمیٹنے کا موقع دیں۔

Possessive ہو کر کسی بھی بندے کو صرف اپنے لئے سمجھنا اچھا نہیں اور پھر اپنے ہی کردار میں وہ یگانگت نہیں رہتی جو دل' دماغ اور صحت کیلئے ضروری ہوتی ہے۔ ایسا چاہنا محبت نہیں جنون ہے جو صحیح و غلط کی تمیز سے بے بہرہ کر دیتا ہے۔ اس طرح سے انسان ایک ہی کے بارے میں سوچتے ہوئے دوسرے بہت سے لوگوں کا حق ادا نہیں ہو پاتا۔ آپ خود ہی سوچئے کسی کے ظاہری حسن کی بنا پر آپ اپنے بزرگوں سے گستاخی کر رہے ہیں۔ پڑھائی سے دور بھاگ رہے ہیں' کیا یہ اچھا ہے؟ نہیں ناں۔ ایک اصول زندگی میں توازن پیدا کرتا ہے کہ "محبت کے راستے میں وہ موڑ جہاں آپ کو صحیح و غلط کی پہچان نہ رہے' اندھے پن کی ضمانت ہے" سو آپ پلیز اللہ سے معافی مانگئے۔ اپنے دل کیلئے سکون و اطمینان کیلئے اس سے دعا مانگئے۔ زندگی کا اہم مقصد اپنائیے اور اس پر توجہ صرف کر دیجئے۔ یہ مقصد کسی ایک بندے کو حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسا ہونا چاہئے۔ جس سے خود کو اور دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ اپنا دھیان پڑھائی کی طرف لگائیے۔ آپ کا مسئلہ Teenage کا اہم مسئلہ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سب بہتر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا جب آپ کو ماضی کے ایسے واقعات پر خود بے وقوفی محسوس ہو گی۔

زمانے بھر کی خوشی

ضحیٰ احمد

ہوتا ہے ناں کبھی یوں بھی کہ کوئی بات صرف ہماری سماعتوں میں چنگاری بن کر اتر آتی ہے۔ سارا وجود بارود کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ پے در پے دھماکوں سے ہماری ہستی اندر ہی اندر راکھ ہوتی چلی جاتی ہے اور باہر کی دنیا میں دھواں تک نہیں آتا۔ وہی آسمان، وہی ٹھہرتی اور چلتی ہوا، وہی روشنی، وہی زندگی کے رنگ پورے جوبن پر، ہمارا دکھ صرف ہمارا ہوتا ہے۔ کچھ بھی تو اثرانداز نہیں ہوتا دنیا پر...... "بات تو شاید کچھ بھی نہیں تھی کسی کیلئے لیکن میرا وجود زلزلوں کی زد پر تھا۔ آپی نے یہ تک نہ سوچا کہ میں سن بھی سکتا ہوں...... لیکن...... آپی نے میری عزیز ترین آپی نے یہ کہا کیسے......" وہ لفظ اب بھی میرے اندر آگ لگا رہے تھے۔ "احمد بھائی میں تو تنگ آگئی ہوں، ہنی کی بیماریوں سے کوئی وقت ایسا نہیں جب اس کو کچھ نہ کچھ ہوا نہ ہو۔ اب میں ہر وقت اس کے لاڈ اٹھانے سے تو رہی......"

"آپ نے بھی کہا ہو گا بس اتنی سی بات لیکن یہ میں جانتا ہوں ناں کہ یہ اتنی سی بات نہیں ہے۔ مجھے ذرا سا کانٹا بھی چبھ جاتا تو آپ کی پریشانی قابل دید ہوتی لیکن اب تو میرے فریکچر ہوا تھا...... اور آپی...... نہیں یہ میرا وہم ہے۔ بھلا آپی یہ کیسے کہہ سکتی ہیں۔ وہ تو مجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہیں۔ کاش کہ یہ وہم ہی ہوتا" میں تکیے میں منہ دے کر سسکنے لگا۔ اتنے میں آپی، احمد بھائی کے ساتھ اندر آئیں۔ میرا پورا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

"ہنی......" آپی کو فوراً ہی پتہ چل گیا کہ میں رو رہا ہوں۔ ایک پل کو میں نے ان کی آواز میں وہی ہمدردی محسوس کی جو میری تکلیف پر ان کے ہر عمل سے جھلکنے لگتی ہے لیکن بس ایک ہی پل...... احمد بھائی میری طرف لپکے۔

"اوئے شیر تم رو رہے ہو......" آپی فوراً بولیں۔ "دیکھ لیا احمد بھائی، میں اس کی عادتوں سے تنگ آگئی ہوں، پوچھیں اس سے بھلا کیا قیامت آگئی تھی جو یہ رو رہا ہے......"

ایک لمحے کیلئے تو میں اپنا رونا ہی بھول گیا۔ یہ آپی تو نہ تھیں، وہ بھلا ایسے کیسے کہہ سکتی ہیں۔ میں نے تکیے سے منہ نکال کر ان کی طرف دیکھنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی وہ کمرے سے باہر نکل چکی تھیں۔ احمد بھائی نے میرا سر اپنی گود میں رکھا تو میں ان کی صحبت پا کر بری طرح سے رونے لگا اور پھر سے بکھرنے لگا۔

میں اور سارہ آپی بس دو ہی بہن بھائی تھے۔ ہر مثالی گھرانے کی طرح ہمارا گھر بھی ہر طرح سے مکمل تھا۔ ہم دونوں ماما، پاپا کی بے تحاشا محبتوں سے گندھے۔ ماحول میں پرورش پا رہے تھے۔ ہمارے والدین نے ہمیں ہر خوشی اور بھرپور توجہ دی۔ سب کچھ ہی بے مثال تھا کہ اچانک ماما کی ڈیتھ ہو گئی اور ہمارا گھر بکھر کے رہ گیا۔ اس وقت میں 9 سال کا اور سارہ آپی 16 سال کی تھیں۔ پاپا اپنی ہر مصروفیت ترک کر کے ہمیں ماما کے حصے کی توجہ اور محبت بھی دینے لگے۔ ہر لمحہ ہمارا خیال رکھا۔ آپی نے بھی اپنے حصے کی ساری محبت میرے دامن میں ڈال دی اور مجھے ماما کی کمی کا احساس کم سے کم تر ہونے لگا۔

پھر پتہ نہیں کیا ہوا۔ میں 13 سال کا ہوا تو پاپا نے شادی کر لی۔ چھوٹی ماما سے ہمارا تعلق بہت عام سا تھا۔ جس میں نہ خوشی شامل تھی نہ غصہ۔ پاپا کی شادی کے بعد آپی کی دنیا مجھ تک اور ان کی اپنی ذات تک محدود ہو گئی۔ چھوٹی ماما سے نہ ہم نے فرینک ہونے کی کوشش کی اور نہ انہوں نے۔ لیکن اس سارے قصے میں یہ ہوا کہ ہم دونوں پاپا کی بھرپور توجہ کھو بیٹھے۔ گھر میں کسی طرف سے بھی کسی شکایت نے سر نہ اٹھایا تو وہ لاپروا ہوتے گئے۔ کئی کئی روز گزر جاتے پاپا اتنا وقت نہ نکال پاتے کہ ہمارے پاس بیٹھ کر دو گھڑی بات کر سکیں۔ سارہ آپی الگ اپنی ذات میں سمٹتی جا رہی تھیں۔ وہ میرا خیال تو بہت

رکھتی تھیں لیکن باقاعدہ گفتگو ہم دونوں میں بھی کم ہونے لگی۔ ادھر سکول میں بھی میری عام سی کمپنی تھی۔ تقریباً سب سے ہیلو ہائے...... کوئی خاص دوست نہ تھا۔ پڑھائی بھی بس او کے ہی جارہی تھی۔ کچھ خاص کہیں پر نہیں تھا۔ مجھے لگا کہ میں بالکل اکیلا ہوتا جارہا ہوں۔ کسی کے پاس میرے لئے توجہ ہے نہ وقت۔ بس خواب میں ہی مجھے سب کی بھرپور رفاقت کا احساس ہوتا۔

یہ میٹرک کے شروع کی بات ہے۔ میں گراؤنڈ میں اکیلا بیٹھا سامنے کرکٹ کھیلتے لڑکوں کو چپ چاپ دیکھ رہا تھا۔ آتے جاتے کلاس فیلوز کے ساتھ سلام دعا بھی جاری تھی کہ اچانک گیند تیزی سے آکر میرے سر پہ لگی۔ درد سے میری چیخ نکل گئی۔ میرا سر پھٹ گیا تھا۔ خون اس تیزی سے بہا کہ مجھے لگا کچھ دیر میں میرے حواس ساتھ چھوڑ دیں گے۔ سب کھیل چھوڑ کر میری طرف لپکے۔ پریشان چہرے بھرپور توجہ لئے مجھ پر جھکے ہوئے تھے۔ اتنے میں شاید میرے ٹیچرز آگئے۔ سب لڑکے ایک طرف ہو گئے۔ درد شدید ترین ہوتا گیا اور پھر خبر نہیں کیا ہوا۔

آنکھ کھلی تو پاپا کو اپنے بیڈ کے پاس کھڑے پایا۔ آپی کی سوجی ہوئی آنکھوں میں میرے لئے دوجہاں کا پیار تھا۔ چھوٹی ماما بھی فکر مندی سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ میں سچ مچ اپنی ساری تکلیف بھول گیا۔ پاپا نے ہولے سے میرے ماتھے پر پیار دیا۔

"شکر ہے یااللہ" وہ بس اتنا ہی بولے۔

"How are you feeling now" چھوٹی ماما نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"Much better" میں مسکرا دیا۔ آپی تو میرا ہاتھ تھامے بس مجھے دیکھتی جارہی تھیں۔ پاپا مجھ سے کچھ کھانے کیلئے پوچھنے لگے۔ کتنا اچھا لگ رہا تھا یہ سب۔ میں اپنی تکلیف بھولے، سب کے چہروں پہ باری باری اپنے لئے پیار اور توجہ دیکھنے لگا۔

کچھ روز بعد سکول آیا تو پٹی ہنوز بندھی تھی۔ ہر ایک نے میرا حال پوچھا۔ ہر کوئی مجھے کمپنی دینے کی کوشش میں تھا لیکن میری خوشی کی اس وقت انتہا نہ رہی جب میرے فیورٹ سر علیم نے خاص طور سے میرے پاس رک کر خیریت پوچھی۔ حالانکہ اس سے قبل انہوں نے شاید مجھے غور سے بھی کبھی نہ دیکھا ہو۔ ان کا یہ معمول تین چار روز تک رہا اور اس کے بعد بھی ایک بار وہ خاص طور سے مجھے مسکرا کر دیکھ لیتے جیسے میری ہمت بندھا رہے ہوں اور میں گہرا زخم ہونے کے باوجود بہت جلد صحتیاب ہو گیا۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میں ٹھیک ہونے پر رب کریم کا شکر گزار ہوتا۔ لیکن مجھے کسی چیز کی کمی محسوس ہونے لگی۔ پاپا دوبارہ سے بے حد مصروف ہو گئے ورنہ وہ چوٹ لگنے کے بعد خاص طور پر میرے بیڈروم میں آتے اور ذرا دیر میری خیریت اور دن کا معمول پوچھتے۔ سکول فیلوز بھی روٹین کی ہیلو ہائے پر آگئے۔ آپی میری ہر شے کا خیال تو رکھتی تھیں لیکن وہ بھی مجھے بہت دور محسوس ہوئیں اور میں نادانستہ ہی سہی لیکن سوچنے لگا کہ اس سے بہتر تو میں بیمار ہی بھلا۔ کم ازکم سب کے پاس میرے لئے وقت تو تھا۔ میری یہ سوچ اس وقت خواہش کا روپ دھار گئی جب کیچڑ میں پھسلنے کی وجہ سے میرے پاؤں میں موچ آگئی۔ سارا منظر پھر سے بدل گیا۔ وہی توجہ اور پیار...... "کمال ہے! سب کو میں تکلیف میں ہی کیوں نظر آتا ہوں" میرا دل دکھ سے بھر گیا...... حالانکہ مجھے تو صد شکر ادا کرنا چاہئے تھا۔ اپنے رب کی رحمت کا کہ میرے گرد ایسے لوگ ہیں جو میرے درد پر بے چین ہو جاتے ہیں۔ میری تکلیف پر تڑپ اٹھتے ہیں اور ہر طرح سے مجھے اذیت سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور پھر جوں جوں میں صحتیاب ہوتا گیا سب کو دوبارہ اپنی مصروفیات عزیز ہونے لگیں۔ اس روز بھی میرا پاؤں اتنا بہتر تو تھا کہ میں چل سکتا تھا لیکن دو دن ہو گئے تھے پاپا کی محبت بھری آنکھوں کی چمک بس چند ہی منٹ کو دیکھ پایا۔ میرا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ پاپا میرے پاس بیٹھیں۔ بس میں کچھ سوچے سمجھے بنا کھڑا ہو گیا۔ بستر سے اتر کر اور یوں چیخنے لگا جیسے درد سے جان نکل رہی ہو۔ دھڑ سے دروازہ کھلا۔ آپی بوکھلائی ہوئی اندر آئیں۔

"کیا ہوا...... ہنی! ارے...... تم کھڑے کیوں ہوئے، مجھے بلا لیتے، کیا چاہئے تھا؟" وہ لپک کے میری طرف آئیں اور مجھے تھام کر لٹانے لگیں۔ میں نے دروازے کی سمت دیکھا، پاپا کیوں نہیں آئے ابھی تک...... بس مجھے اور رونا آگیا اور میں زور زور سے رونے لگا۔

"پاپا......" جانے ان تک میرے رونے کی آواز کیوں نہیں جا رہی تھی، میرا دل ڈوبنے لگا۔ "ہنی! کیا ہوا ہے۔ تم تو اس روز بھی اتنا نہیں روئے تھے جب موچ آئی تھی۔ اچھا تم لیٹو میں پاؤں کی مالش کرتی ہوں......" آپی مسلسل مجھے چپ کرانے اور بہلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اسی لمحے پاپا اندر آئے۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

"ہنی! کیا ہوا بیٹا آپ کو......" وہ بہت پیار سے پوچھنے لگے۔

"بہت درد ہے پاپا......" اور میں بلک بلک کے رونے لگا۔ کس قدر محنت کرنا پڑتی ہے۔ مجھے اپنا پاپا کا پیار پانے کیلئے، چھو کر محسوس کرنے کیلئے...... وہ دونوں مجھے جتنا چپ کرا رہے تھے میرا دل اتنی شدت سے بھر آنے لگا۔

"I Love You پاپا......" میں یونہی روتے روتے تھک کے سو گیا۔

تب سے لے کر اب تک مجھے متعدد بار چوٹیں آئیں کیونکہ میں سخت لاپروا ہو گیا تھا اور پھر ذرا سی تکلیف کو ذرا سے درد کو اتنا بڑھا چڑھا کر روتا کہ سب کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے۔ رونا شاید مجھے ان دوریوں پہ آتا تھا۔ سب کے بے اعتنائی پر آتا تھا لیکن کتنی عجیب بات ہے ناں کہ صرف بظاہر لگی چوٹ پر ہی رونا سب کو سمجھ میں آتا ہے۔ دل کب اور کس بات پہ رویا اس کا ساتھ دیتی آنکھوں کا رونا نہ سمجھا جاتا ہے نہ قبول کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک روز میرے سر میں درد اٹھا، اتنا شدید تو نہیں تھا لیکن مجھ میں برداشت پہلے بھی کم ہی تھی اور اب تو سب کی توجہ پانے کیلئے میں نے برداشت کرنے کی کوشش بھی کبھی نہیں کی تھی۔ سارہ آپی سے کہا تو انہوں نے فوراً دودھ گرم کر کے دیا اور ساتھ میں ایک Pain Killer مجھے دے کر وہ اپنا جرنل بنانے میں مصروف ہو گئیں اور میں دیکھتا رہ گیا کہ ابھی آپی کہیں گی تمہارا سر دبا دوں۔ اپنی انگلیوں سے میرے بالوں میں ہلکے ہلکے مساج کریں گی لیکن وہ تو بہت بڑی تھیں۔ رونا تو میری پلکوں پہ دھرا تھا۔ میری سسکیاں تیز ہوئیں تو آپی نے میری طرف دیکھا۔

"ہنی! رو مت، آنکھیں بند کرو، انشاء اللہ ابھی ٹھیک ہو جاؤ گے" وہ بہت آرام سے بولی تھیں لیکن میں تو پھٹ پڑنے کو تیار تھا۔ ایک ہفتے سے وہ اپنی پڑھائی میں زیادہ ہی مگن تھیں۔ پاپا کی وہی بزنس کی مصروفیات۔ میں تو ترس گیا تھا ان لوگوں کے پیار کو......

"ہنی! یہ تم کہہ رہے ہو" آپی کو سخت صدمہ پہنچا تھا لیکن مجھے پرواہ کب تھی۔ مجھے اپنا آپ ہی سب سے مظلوم دکھائی دیتا تھا۔ وہ چپ چاپ کمرے سے باہر نکل گئیں تو میرا رونا تھم گیا۔ مجھے احساس ہوا کہ شاید کچھ غلط ہوا ہے۔ سر میں درد اور بڑھ گیا لیکن غلطی کا احساس اس قدر غالب تھا کہ میں پھر رو بھی نہ سکا۔ میں نے بہت چاہا کہ سارہ آپی سے سوری کر لوں لیکن جانے کیوں قدم باہر کی طرف اٹھے ہی نہیں۔ وہ رات تک کمرے میں نہیں آئیں اور میں باہر نہیں گیا۔ اگلے روز ناشتے کیلئے ٹیبل تک آیا تو وہ کچن کی طرف جاتی دکھائی دیں۔ مجھے دیکھا تو رک گئیں "طبیعت کیسی ہے تمہاری...... اب تو درد نہیں......" اور میں جو سوری کہنے لگا تھا چپ رہا۔ ان کی بات کے جواب میں نفی میں سر ہلا دیا اور ناشتہ کرنے لگا۔

انہی معمولات میں دن گزر رہے تھے کہ احمد بھائی آگئے۔ وہ میری چھوٹی پھپھو کے بیٹے تھے۔ یہاں ان کا ٹرانسفر ہو گیا تھا اور پاپا کے سخت اصرار پر ہمارے ہاں ہی رہنے لگے۔ ان کے آنے کے بعد میری تکالیف میں مزید اضافہ ہو گیا کیونکہ سارہ آپی کو اب ان کو بھی کمپنی دینا ہوتی تھی۔ وہ لوگ مجھے بھی شامل کرنا چاہتے لیکن مجھے اتنے سنجیدہ موضوعات سے قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ مجھے تو شاید اب کسی چیز میں دلچسپی محسوس نہیں ہوتی تھی...... خیر...... دو ہفتے قبل میرے بازو کا اتفاقاً فریکچر ہو گیا۔ "اتفاقاً" اسلئے کہ اس میں میرا ارادہ شامل نہیں تھا اور سچ تو یہ تھا کہ یہ تکلیف واقعی ناقابل برداشت تھی۔ سبھی کے سبھی ایک بار پھر میرے گرد تھے۔ میری من پسند رت تھی اور تو اور اس بار چھوٹی پھپھو بھی میرا پتہ لینے آئیں اور بہت دن میرے ناز اٹھاتی رہیں لیکن ایک ہفتے بعد ہی سب دوبارہ معمولات کی طرف لوٹ رہے تھے۔ میں کم از کم پلاسٹر کھلنے تک یہ توقع نہیں کر رہا تھا۔ سارہ آپی سے درد کی شکایت کرتا تو وہ Pain Killer دے کر اپنے کام میں جت جاتیں۔

احمد بھائی بھی اب پہلے سے کم وقت میرے پاس گزارتے۔ پاپا بھی کل دو دن کے بعد ذرا دیر کو آئے تھے۔ مجھے وحشت ہونے لگی۔ لاؤنج سے مجھے آپی اور احمد بھائی کی آواز سنائی دی۔ میں نے ان کو آواز دی۔

"آپی!......" لیکن شاید میری آواز ان تک نہیں گئی۔ میں نے پھر پکارا۔

"آپی!......" لیکن پھر جو سننے کو ملا' جو آپی احمد بھائی کو بتا رہی تھیں وہ ناقابل برداشت تھا' آپی کا یہ رویہ' یہ بیزاری ہر تکلیف پر بھاری تھا۔ میں یقین نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ احمد بھائی مسلسل میرا سر سہلا رہے تھے۔

"ہنی!......بیٹا کیوں اتنا رو رہے ہو...... ہنی!......" وہ مجھے بلا رہے تھے لیکن میں چپ چاپ آنسو بہا رہا تھا۔ انہوں نے میرے آنسو صاف کئے اور پھر بولے۔

"ہنی!......" "اب مجھ سے برداشت نہیں ہوا' میں پھٹ پڑا۔

"دے دیں آپ بھی مجھے کوئی Pain Killer اور چلے جائیں' مصروف ہو جائیں کسی کام میں' بھول جائیں کہ میں بھی ہوں یہاں کس درد میں' یہاں سب کو اپنے کام عزیز ہیں۔ نہیں بتاؤں گا اب کسی کو' چاہے درد سے مر جاؤں' بہت تنگ کیا ہے ناں سب کو......؟ اب نہیں کروں گا۔ سب کچھ سہہ کر دکھاؤں گا۔ نہیں چاہئے مجھے کسی کی توجہ اور پیار...... جو صرف تکلیف اور درد کے لمحوں میں ہی عطا کی جائے......" میں کہنے پر آیا تو وہ سب کہتا چلا گیا جو میرے دل میں تھا۔ چپ ہوا تو احمد بھائی نے میرے ماتھے پہ پیار کیا اور بولے۔

"تم نے کیسے سوچ لیا کہ ہم میں کوئی ایک بھی تمہاری وجہ سے تنگ ہو گا یا پھر یہ کہ ہمیں صرف تمہارے درد پر ہی تم نظر آتے ہو۔ بسا اوقات جو نظر آتا ہے وہی حقیقت نہیں ہوتی۔ لیکن ایک بات تو بتاؤ' تمہیں اپنی اور سارہ کی محبت سے زیادہ ان جملوں پر یقین زیادہ ہے حالانکہ غصے یا پریشانی میں انسان کچھ بھی کہہ جاتا ہے لیکن اس کی محبت سے بدگمان ہونا تو بہت زیادتی ہے لیکن پھر بھی ایک بات بتا دوں کہ سارہ نے یہ رویہ غصے اور پریشانی میں نہیں اپنایا بلکہ میں نے اسے ایسا کرنے کو کہا تھا۔"

میری سسکیاں رک گئیں۔ میں نے فوراً ان کی آنکھوں میں جھانکا۔

"ہاں......" وہ مسکرائے۔

"میں نے اسے کہا تھا۔ دیکھو ہنی! ایسا ہرگز نہیں ہے کہ ہم سب کو تم سے پیار نہیں ہے یا ہم تم سے غافل ہیں لیکن بہرحال روزمرہ زندگی میں کام کرنے بھی ضروری ہوتے ہیں۔ تمہاری شکایت بجا کہ کوئی تمہارے لئے زیادہ وقت نہیں نکال پاتا لیکن تم نے کبھی یہ بھی سوچا کہ یہی شکایت سارہ کو بھی تم سے ہو سکتی ہے۔ آخر تمہارے تو اتنے ضروری کام بھی نہیں پھر کون سی دنیا میں کھوئے رہتے ہو۔ انہی کے خیالوں میں کھوئے رہنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ جو تمہارے اتنے قریب ہیں کہ تم ہاتھ بڑھا کر چھو بھی سکتے ہو۔ کیا تم نے سارہ کی کسی کام میں مدد کرنے کی از خود کوشش کی؟ کبھی انکل سے پوچھا کہ وہ سارا دن آفس اور پھر گھر میں بھی اتنا فائل ورک کرنے کے بعد تھک کر کسی چیز کی ضرورت تو محسوس نہیں کر رہے؟ آنٹی نے اگر کبھی تم سے روزانہ بات نہیں کی تو کیا تم نے خود سے ان کا حال بھی پوچھا۔ یار سارے کا سارا الزام دوسروں پہ دھر کر کتنے مزے سے ہاتھ جھاڑ لئے اور پھر روتے بھی ہو' دکھی بھی ہوتے ہو۔ حالانکہ سب کا خیال یہ ہے کہ تم گم گو ہو اور کتابوں کی دنیا میں خوش رہتے ہو اسلئے تمہیں زیادہ تنگ نہ کیا جائے انہوں نے رک کر سانس لیا۔ میں دم بخود ان کی باتیں سن رہا تھا۔ میں کتنا غلط تھا...... انہوں نے دوبارہ بات شروع کی۔

"اور آج جو کچھ سارہ نے کہا' حالانکہ وہ سچ نہیں تھا لیکن کسی کی محبت اور اعصاب کو اتنا آزمانا بھی درست نہیں۔ اگر ہم ہر وقت اپنی چھوٹی چھوٹی تکلیف اور اذیت باہر نکال کر دوسروں کے کندھوں پر ڈالتے رہیں گے تو وہ کب تک ان کو ڈھوئیں گے۔ وہ تھک بھی سکتے ہیں۔ تم اپنی خواہش میں حق بجانب ہو لیکن دوریاں دور کرنے کا یہ نہایت تکلیف دہ اور غلط طریقہ ہے۔ اگر ہمارا درد کسی کیلئے پریشانی کا باعث بنے تو اسے سہنا اور جینا سیکھو کہ یہی اچھا اور پیارا عمل ہے۔" وہ رک گئے تو میں ان کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ جہاں صرف پیار تھا۔

دھند چھٹ رہی تھی' ہر منظر واضح ہو کر سامنے آ رہا تھا۔

"آئی ایم رئیلی سوری احمد بھائی......" مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ جتنی پریشانی میں میں سب کو مبتلا رکھ چکا تھا اس کا ازالہ کیسے کروں۔

"سوری کی کوئی ضرورت نہیں بھائی اور یہ دو ہفتے سے آپ پلاسٹر چڑھا کر بستر توڑ رہے ہیں......کیوں؟ آج یہ ہی بتا دیجئے' خدانخواستہ بھول گئے ہیں شاید کہ فریکچر بازو میں ہوا ہے' پاؤں میں نہیں۔ چلا پھرا کریں۔

حضرت! ہر در بچہ' ہر دیوار آپ کے پاس آنے کا منتظر ہے۔ وہ خوشدلی سے کہہ رہے تھے اور میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈھیروں شکر ادا کرنے لگا۔ جس نے ایسے پیارے لوگ بنائے۔

ابھی کچھ دیر پہلے میں پاپا کو چائے دینے گیا تو انہوں نے ساری فائلیں ایک طرف رکھ کر چائے ختم ہونے تک خاصی باتیں کیں۔ چھوٹی ماما نے بھی پڑھائی کے بارے پوچھا۔

میں کمرے سے باہر نکلا تو مجھے لگا کہ میں خالی کپ لے کر نہیں بلکہ زمانے بھر کی خوشی لے کر لوٹا ہوں۔ اب میں احمد بھائی کے کمرے کی طرف آیا۔ ہلکے سے دستک دے کر اندر آیا۔ وہ شاید باتھ روم میں تھے۔ میں نے ان کے بستر پر کارڈ رکھا اور باہر نکل آیا۔

"Thank you again احمد بھائی" میں نے بند دروازے کی طرف تشکر نظروں سے دیکھا اور کچن کی طرف چل پڑا' جہاں آپی کے ساتھ مجھے ڈھیروں باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ دھلے ہوئے برتن بھی سٹینڈ میں لگانے ہیں۔

انعامات کی برسات

ساتھیوں آپ کو انعامات مبارک! تیار ہو جایئے اور انعامات لینے کیلئے [illegible] لیں اور 10 مارچ 1998 بروز منگل صبح 11 بجے پھول آئیں اور انعامات لے اڑیں انعامات والے ساتھی مندرجہ ذیل ہیں

صفحہ بتائیں انعام پائیں

1۔ تسنیم کوثر احمد حنبل پھاٹک کوہاٹ 2۔ سید احسن شیر لکھوکر نیاز بیگ لاہور 3۔ خالد جان سکرنڈ نواب شاہ 4۔ حسن رضا حیدری نور پور تھل خوشاب 5۔ نورین [illegible] راج گڑھ لاہور 6۔ عثمان اسلام ساندہ لاہور 7۔ فوزیہ اقبال ٹنڈو جان محمد 8۔ محمد اشرف ٹوبہ ٹیک سنگھ 9۔ صبا جمیل زاہد وحدت روڈ لاہور 10۔ زاہد محمود آفاد پارک لاہور درست صفحات نمبر (1) 6 (2) 50 (3) 48 (4) 12 (5) 17

خوب سوچئے

1۔ [illegible] روڈ سمبڑ 2۔ [illegible] نواز کی مینی [illegible] شہاب احمد اسلام آباد 3۔ محمد زبیر علامہ اقبال [illegible] درست جوابات (1) [illegible] (2) شماشت (3) مریم (4) [illegible]

کوئز کی دنیا

1۔ عرفان [illegible] بھمبھر آزاد کشمیر 2۔ مدیرہ انور [illegible] آباد لاہور [illegible] غفران لوہاری گیٹ لاہور [illegible] آصف [illegible] چمبر روڈ ہری پور درست جوابات (1) اگست 1947ء (2) 99 فیصد (3) فروری 1989ء (4) ویسٹ انڈیز کے کھلاڑی [illegible] نے 17 سنچریاں بنائی۔

قرآن کوئز

اس دفعہ قرآن کوئز کا انعام حاصل کرنے والے پھول ساتھی کا نام محمد اشرف انصاری یعقوب روڈ میمن سوسائٹی کراچی ہے۔ انصاری میاں آپ کو تفہیم قرآن پاک کا ایک یادگار تحفہ مبارک ہو۔

درست جواب

1۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزے تھے کہ وہ اپنی لاٹھی زمین پر مارتے تو وہ اژدہا بن جاتی اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تو وہ چمکنے لگتا

2۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب میں [illegible] کر دیا کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں سونے چاندی کے بچھڑے بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی۔

نظمیں

شناخت کا خواب

میں
آج پورے وجود سے اس کھلی فضا میں
کھڑی ہوئی ہوں
یہ میرا چہرا
یہ میری آنکھیں
یہ دست و بازو
یا یوں کہو کہ وجود میرا
رہین منت ہے سب اسی کا
وہ جس کی آنکھوں نے خواب دیکھا
وہ میری آنکھوں کو اپنے خوابوں کا عکس دے کر
ہنر سکھائے گا
خواب کیسے حقیقتوں میں اجالتے ہیں
وہ...... جس سے پہلے وجود میرا
رہن تھا کچھ تاجروں کے ہاتھوں
نہ میری اپنی شناخت کوئی
نہ کوئی پہچان رہی تھی
مگر...... وہ شاعر
کہ جس نے اپنی متاع فکر و ہنر سے مجھ کو
شناخت دی تھی
زمین جنت مثال دی تھی
مگر یہ کیا......؟
جس زمین پہ بونے تھے بیج ہم نے محبتوں کے
اب اس زمین پر
عداوتوں کا مہیب جنگل بسا ہوا ہے
عجیب موسم ہے
نفرتوں کا
کدورتوں کا
میں ایسے موسم میں آج کے دن یہ سوچتی ہوں
اسے میں کیسے کروں مخاطب
خراج کیا دوں
جواب کیا دوں
کہوں تو کیسے کہوں میں اس سے
اے میرے شاعر
کھڑی ہوں پورے وجود سے اس کھلی فضا میں
مگر فضا میں گھٹن بہت ہے
اور اب کے ماتھے میں داغ شرمندگی نمایاں
کہ
ہم نے تیرے ہنر وہ سارے گنوا دیئے ہیں
حروف الفت مٹا دیئے ہیں
تمام رشتے مٹا دیئے ہیں
اے میرے شاعر
تجھے خبر ہے
کہ ہم میں ہر ایک خود ہی یوسف ہے
خود ہی اس کا حقیقی بھائی
اگرچہ
گردن میں طوق کوئی نہیں ہے لیکن
خود اپنے ہاتھوں نے اپنی گردن جکڑ رکھی ہے
خود اپنی آنکھوں میں
اپنے ناخن گڑے ہوئے ہیں
خود اپنے چہرے کو
ہم نے بے چہرہ کر دیا ہے
اور ہاتھ اپنے لہو سے تر ہیں
کہ آج ہم چہرے بے بصر ہیں
اے میرے شاعر
تو آ کے اک بار
میری آنکھوں کو اپنے خوابوں کا عکس دے کر
ہنر سکھا دے
کہ خواب کیسے حقیقتوں میں اجالتے ہیں
کہ میں بھی
اپنی شناخت کا کوئی خواب دیکھوں

طوبیٰ احمد۔ چنی گوٹھ

میرے وطن کے پیارے لوگوں

میرے وطن کے پیارے لوگو آپس میں اتحاد کرو
مل جل کر اب رہنا سیکھو وطن کو تم آباد کرو
جب تم متحد و باہم تھے دنیا بھر کے حاکم تھے
کتنے اچھے تھے وہ دن، وہ دن کبھی تم یاد کرو
میرے وطن کے پیارے لوگو آپس میں اتحاد کرو
مل جل کر اب رہنا سیکھو، وطن کو تم آباد کرو
اپنے نبی ﷺ کا ہے فرمان
بھائی بھائی ہے مسلمان
ایک رسول اور ایک قرآن
سب کا وحدت پر ایمان
نفاق علامت مٹنے کی ہے خود کو نہ برباد کرو
میرے وطن کے پیارے لوگو آپس میں اتحاد کرو

محمد عثمان تجمل چک (1)11 شمالی قدرت آباد ضلع سرگودھا

زندگی کی راہوں پہ

ریحانہ امجد۔ ٹاؤن شپ لاہور

نفرتوں کے جنگل میں
وحشتوں کے گھیرے ہیں
ہر طرف اندھیرے ہیں
حسیں گلوں کی وادی میں
خار کیوں بکھیرے ہیں
کیوں ہوئے اندھیرے ہیں
پھول جیسی راتوں میں
خار کیوں بکھیرے ہیں
ہر طرف اندھیرے ہیں
پہلے دل دھڑکتا تھا
اب تو دل لرزتا ہے
خوف کے بسیرے ہیں
آؤ ہم ختم کر دیں
زندگی کی راہوں میں
جس قدر اندھیرے ہیں

تمہاری منزل یہیں کہیں ہے

عزیز ساتھی وہ لمحہ پا کر ضرور اپنا حساب کرنا
کیا ہے کیا تو نے صبح نو کی نمو کی خاطر
ہیں کتنے اب تک قدم بڑھائے؟
تم اپنی کتنی حسین سوچیں
عمل کے سانچے میں ڈھال پائے؟
فضا میں تاریکی گر ہو گہری
طویل تر گر سفر ہو اپنا
یہ دو قدم تو بہت ہی کم ہیں
یہ ایک لمحہ محاسبے کا
عمل کا سرمایہ بن سکے گا
وہ سوز پنہاں وہ چند قطرے
ندامتوں کی تہوں سے بہہ کر
اگر تمہارے عارض پہ پھیل جائیں
یا دل میں رک رک کر چبھتے جائیں
تو یہ سمجھنا کہ دل کے جذبے جواں ہیں اب بھی
یقیں کے دھارے جواں ہیں اب بھی
عزیز ساتھی ارادے باندھو عمل میں ڈھالو
اکیلی خواہش تو اک خلش ہے
خلش کو جذبے کی آنچ دے کر
تم اس کو پختہ یقین بناؤ
خود اٹھو اوروں کو بھی اٹھاؤ
فضا میں تاریکی بڑھ گئی ہے
سحر کی روشن جبیں کی خاطر
تم عزم صادق سے کام لے کر
تم اپنے خالق کا نام لے کر
حسیں جذبوں کی جدتوں سے
سکوت محفل کو سوز دے دو
حسیں منزل کے کچھ تقاضے
وہ جانے والے بتا گئے ہیں
اور اپنے قدموں کی روشنی سے
یہ واضح رستہ دکھا گئے ہیں
کہ جاں تو ہے اک امانت تم اس کو حق پر نثار کر دو
وطن کی خاطر کٹھن سفر اختیار کر لو
تمہیں یہ دنیا سنوارنی ہے
فضائے گلشن نکھارنی ہے
ہیں اپنے جھنڈے بلند کرنے
صداقتوں کے ہیں رنگ بھرنے
وقار انسان کو ہے بڑھانا
ہر اک قدم پر دیے جلانا
اجالے کہیں دور تو نہیں ہیں
تمہاری منزل یہیں کہیں ہے

ماہا مریم۔ حافظ آباد

بڑے بھائی صاحب

پریم چند

انتخاب :۔ ماریہ مجید

میرے بھائی صاحب مجھ سے پانچ سال بڑے تھے۔ لیکن صرف تین درجے آگے۔ انہوں نے بھی اسی عمر میں پڑھنا شروع کیا تھا' جب میں نے شروع کیا لیکن تعلیم جیسے اہم معاملہ میں وہ جلد بازی سے کام لینا پسند نہ کرتے تھے۔ اس عمارت کی بنیاد خوب مضبوط ڈالنا چاہتے تھے۔ سال کا کام دو سال میں کرتے تھے تاکہ عمارت پختہ ہو جائے۔

میں چھوٹا تھا' وہ بڑے تھے' میری عمر نو سال تھی' وہ چودہ سال کے تھے' انہیں میری تنبیہہ اور نگرانی کا پورا اور پیدائشی حق تھا اور میری سعادت مندی اسی میں تھی کہ ان کے حکم کو قانون سمجھوں۔

وہ بڑے محنتی واقع ہوئے تھے۔ ہر وقت کتاب کھولے بیٹھے رہتے اور شاید دماغ کو آرام دینے کے لئے کبھی کاپی پر کبھی کتاب کے حاشیوں پر چڑیوں' کتوں' بلیوں کی تصویریں بنایا کرتے۔ کبھی کبھی ایک ہی نام کو دس بیس بار لکھ جاتے' کبھی ایک شعر کو دس بیس بار خوشخط حروف میں نقل کرتے' کبھی ایسی عبارتیں لکھتے جن میں کوئی رابطہ نہ ہوتا نہ کوئی معنی مثلاً ایک بار ان کی کاپی میں میں نے یہ عبارت دیکھی سپیشل' آئینہ بھائیو' بھائیوں' دراصل' بھائی' بھائی رادھے شیام' شری جت رادھے شیام' ایک گھنٹے تک۔ اس کے بعد ایک انسان کا چہرہ تھا۔ میں نے ہرچند کوشش کی اس عبارت میں کوئی معنی نکالوں' لیکن ناکام رہا اور ان سے پوچھنے کی ہمت نہ پڑی۔ وہ نویں جماعت میں تھے' میں پانچویں جماعت میں' ان کی تحریر سمجھنا میرے لئے چھوٹا منہ بڑی بات تھی۔

میرا جی پڑھنے میں بالکل نہ لگتا۔ ایک گھنٹہ میں کتاب لے کر بیٹھنا بار خاطر تھا۔ موقع پاتے ہی ہوسٹل سے نکل کر میدان میں آ جاتا اور کبھی کنکریاں اچھالتا' کبھی کاغذ کی تتلیاں اڑاتا اور کہیں کوئی ساتھی مل گیا تو پوچھنا ہی کیا' کبھی چار دیواری پر چڑھ کر نیچے کود رہے ہیں' کبھی پھاٹک پر سوار ہو کر موٹر کا لطف اٹھا رہے

ہیں۔ لیکن کمرہ میں آتے ہی بھائی صاحب کی صورت دیکھ کر روح فنا ہو جاتی اور سارا مزا کرکرا ہو جاتا۔ پہلا سوال ہوتا کہاں تھے' اس کا جواب خاموشی کے سوا میرے پاس کچھ نہ ہوتا' نہ جانے میری زبان سے یہ بات کیوں نہ نکلتی کہ ذرا باہر کھیل رہا تھا۔ میری خاموشی اعتراف گناہ سمجھی جاتی اور بھائی صاحب بزرگانہ محبت اور تندی سے ملے ہوئے لہجہ میں کہتے اس طرح انگریزی پڑھو گے تو زندگی بھر پڑھتے رہو گے اور ایک حرف نہ آئے گا۔ انگریزی پڑھنا کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے کہ جو چاہے پڑھ لے اس طرح انگریزی آتی تو سبھی پڑھ لیتے۔ یہاں رات دن آنکھیں پھوٹنی پڑتی ہیں' خون جلانا پڑتا ہے' تب کہیں جاکر انگریزی آتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ تم کتنے کوڑھ مغز ہو کہ مجھے دیکھ کر سبق نہیں لیتے۔ میں کتنی محنت کرتا ہوں یہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اگر نہیں دیکھتے تو یہ تمہارا قصور ہے' تمہاری عقل کا قصور ہے' اتنے میلے تماشے ہوتے ہیں میں کبھی نہیں جاتا' روز کرکٹ اور ہاکی کے میچ ہوتے ہیں میں قریب نہیں پھٹکتا' ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں۔ اس پر دو دو تین تین سال ایک ایک درجہ میں پڑا رہتا ہوں۔ پھر تم کیسے امید کرتے ہو کہ تم یوں کھیل کود میں وقت گنوا کر پاس ہو جاؤ گے مجھے دو ہی تین سال لگتے ہیں۔ تم ساری زندگی اسی درجے میں پڑے سڑتے رہو گے۔ اگر تمہیں اسی طرح عمر گنوانی ہے تو بہتر ہے گھر چلے جاؤ اور مزے سے گلی ڈنڈا کھیلو۔ دادا کی گاڑھی کمائی کے روپے کیوں برباد کرتے ہو۔

میں یہ پھٹکار سنکر آنسو بہانے لگتا۔ جواب میں کیا تھا۔ بھائی صاحب کو نصیحت کے فن میں کمال تھا۔ ایسی ایسی لگتی باتیں کہتے تھے کہ میرے جگر کے ٹکڑے ہو جاتے اور ہمت ٹوٹ جاتی۔ اسی طرح جان توڑ کر محنت کرنے کی طاقت میں اپنے میں نہ پاتا تھا اور ذرا دیر کے لئے مجھ پر مایوسی آ جاتی اور میں سوچتا کیوں نہ گھر چلا جاؤں۔ جو کام میرے بوتے کے باہر ہے اس میں ہاتھ ڈال کر کیوں اپنی زندگی خراب کروں۔ اس کے ساتھ ہی آئندہ سے خوب جی لگا کر پڑھنے کا ارادہ کرتا۔ ٹائم ٹیبل بناتا' صبح اٹھتا منہ دھو کر ناشتہ کرتا' پھر انگریزی مطالعہ سات سے آٹھ تک' حساب آٹھ سے نو تک' تاریخ نو سے ساڑھے نو تک' کھانا کھا کر سکول جانا۔ ساڑھے تین بجے سکول سے واپس آدھ گھنٹے تک آرام' پانچ تک جغرافیہ اور نقشہ' پانچ سے چھ تک گرامر' آدھ گھنٹہ آرام' چھ سے ساڑھے سات تک انگریزی' کمپوزیشن پھر کھانا کھا کر آٹھ سے نو تک انگریزی' نو سے دس تک اردو' دس سے گیارہ تک متفرق مضامین مگر ٹائم ٹیبل بنا لینا ایک بات تھی' اس پر عمل کرنا دوسری بات۔ پہلے ہی دن سے اس کی خلاف ورزی شروع ہو جاتی۔ میدان کی وہ فرحت انگیز ہوا' وہ دلاویز ہریالی' وہ پرلطف آزادی مجھے اضطراری طور پر کھینچے لے جاتی اور بھائی صاحب کو نصیحت اور نصیحت کرنے کا موقع مل جاتا۔ میں ان کے سایہ سے بھاگتا' ان کی نگاہوں سے دور رہنے کی کوشش کرتا۔ کمرہ میں اس طرح دبے پاؤں آتا کہ انہیں خبر نہ ہو۔ ان کی نظر میری جانب اٹھی اور میری روح فنا ہوئی۔ ہمیشہ سر پر ایک برہنہ شمشیر معلوم ہوتی۔ کتابوں سے نفرت سی ہوئی جاتی تھی۔

سالانہ امتحان ہوا۔ بھائی صاحب فیل ہو گئے' میں پاس ہو گیا اور درجہ اول میں آیا' میرے اور ان کے درمیان صرف دو درجوں کا تفاوت ہو گیا۔ جی میں آیا' بھائی صاحب کو آڑھے ہاتھوں لوں۔ آپ کی وہ شبانہ روز کی دیدہ ریزی کہاں گئی۔ مجھے دیکھئے مزے سے کھیلتا رہا اور درجہ اول میں ہوں لیکن وہ اس قدر پژمردہ اور شکستہ خاطر تھے کہ مجھے ان سے دلی ہمدردی ہوئی اور ان کے زخم پر نمک چھڑکنے کا خیال ہی شرمناک معلوم ہوا۔ ہاں اب مجھے اپنے اوپر کچھ اعتماد پیدا ہوا اور بھائی صاحب کا وہ رعب مجھ پر نہ رہا' آزادی سے کھیل کود میں شریک ہونے لگا۔ دل مضبوط تھا اگر انہوں نے پھر نصیحت کی تو صاف کہہ دوں گا آپ نے اپنا خون جلا کر کونسا تیر مار لیا۔ میں تو کھیلتے کودتے درجہ اول میں آ گیا۔ زبان سے یہ ہیکڑی جتانے کی ہمت نہ ہونے پر بھی میرے بشرے اور انداز سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ میں بھائی جان سے اتنا مرعوب نہیں ہوں۔

بھائی صاحب نے اسے بھانپ لیا اور ایک روز جب میں صبح کا سارا وقت گلی ڈنڈے کی نذر کر کے ٹھیک کھانے کے وقت آیا تو بھائی صاحب نے گویا میان سے تلوار کھینچ لی اور مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ دیکھتا ہوں امسال پاس ہو گئے اور درجہ اول میں آ گئے تو اب تمہیں دماغ ہو گیا ہے۔ مگر بھائی جان گھمنڈ تو بڑے بڑوں کا نہیں رہا' تمہاری کیا ہستی ہے' تاریخ میں راون کا حال تو پڑھا ہی ہو گا ۔ اس کی زندگی سے تم نے آخر کیا نتیجہ نکالا یا یوں ہی پڑھ گئے۔ محض امتحان پاس کر لینا تو کوئی بڑی چیز نہیں۔ اصل چیز ہے تاریخ سے سبق حاصل کرنا۔ راون ساری دنیا کا مہاراجہ تھا۔ ایسے راجوں کو چکرورتی کہتے ہیں۔ آجکل انگریزوں کا راج بہت وسیع ہے۔ مگر انہیں چکرورتی راجہ نہیں کہہ سکتے۔ راون چکرورتی راجہ تھا۔ بڑے بڑے دیوتا اس کی غلامی کرتے تھے۔ آگ اور پانی کے دیوتا بھی اس کے غلام تھے۔ مگر اس کا انجام کیا ہوا غرور نے اس کا نام و نشان تک مٹا دیا کوئی اسے ایک چلو پانی دینے والا تک نہ بچا۔ انسان اور چاہے جو برائی کرے غرور کیا اور دین و دنیا سے گیا' ابلیس کا حال بھی پڑھا ہو گا۔ اسے بھی غرور ہوا تھا۔ نتیجہ ہوا کہ جنت سے دوزخ میں دھکیل دیا گیا۔ شاہ روم نے بھی ایک بار غرور کیا تھا' بھیک مانگ مانگ کر مر گیا۔ تم نے ابھی صرف ایک درجہ پاس کیا ہے اور ابھی سے تمہارا سر پھر گیا ہے۔ تب تو تم آگے پڑھ چکے' یہ سمجھ لو کہ تم اپنی محنت سے نہیں پاس ہوئے' اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ گئی۔ مگر بٹیر صرف ایک بار ہاتھ لگ سکتی ہے۔ بار بار نہیں لگ سکتی۔ کبھی کبھی گلی ڈنڈے میں بھی اندھے چوٹ نشانہ پڑ جاتا ہے۔ اس سے کوئی کامیاب کھلاڑی نہیں ہو جاتا۔ کامیاب کھلاڑی وہ ہے جس کا کوئی نشانہ خالی نہ جائے۔ میرے فیل ہونے پر مت جاؤ' میرے درجہ میں آؤ گے تو دانتوں تلے پسینہ آ جائے گا۔ جب الجبرا اور جیومیٹری کے لوہے کے چنے چبانے پڑیں گے اور انگلستان کی تاریخ پڑھنی پڑے گی۔ بادشاہوں کے نام یاد رکھنا آسان نہیں آٹھ آٹھ ہنری ہو گزرے ہیں' کون سا واقعہ کس ہنری کے زمانے میں ہوا' کیا اسے یاد رکھنا آسان سمجھتے ہو۔ ہنری ساتویں کی جگہ ہنری آٹھویں لکھا اور سب نمبر غائب' صفر بھی نہ ملے گا' صفر بھی' ہو کس خیال میں۔ درجنوں تو جیمس ہوئے ہیں اور درجنوں ولیم' کوڑیوں چارلس' دماغ چکر کھانے لگتا ہے۔ ان کمبختوں کو نام بھی نہ جڑتے تھے۔ ایک ہی نام کے پیچھے دوم' سوم' چہارم' پنجم لگاتے چلے گئے اور جامیٹری تو بس خدا کی پناہ۔ اب ج کی جگہ اج ب لکھ دیا اور سارے نمبر کٹ گئے۔ کوئی ان بے رحم ممتحنوں سے نہیں پوچھتا کہ آخر اب ج اور اج ب میں کیا فرق ہے اور کیوں اس مہمل بات کے لئے طالب علموں کا خون کرتے ہو۔ دال بھات روٹی اور دال روٹی بھات میں کونسا فرق ہے۔ مگر ممتحنوں کو کیا پروا وہ تو وہی دیکھتے ہیں جو کتاب میں لکھا ہے۔ چاہتے ہیں کہ سب لڑکے رٹو ہو جائیں۔ اسی رٹنت کا نام تعلیم رکھ چھوڑا ہے اور آخر ایسی بے سر پیر کی باتیں پڑھانے سے فائدہ ہی کیا۔ اس خط پر وہ عمود گرا دو تو قاعدہ عمود سے دوگنا ہو گا۔ پوچھئے اس سے کیا مطلب؟ دوگنا نہیں چوگنا ہو جائے' آٹھ گنا ہو جائے میری بلا سے۔ لیکن پڑھنا ہے تو یہ ساری باتیں یاد رکھنی پڑیں گی۔ انگریزی مضامین لکھنے پڑتے ہیں۔ کہہ دینا "وقت کی پابندی" پر ایک مضمون لکھو جو چار صفحے سے کم نہ ہو۔ اب کاپی کھولے ہوئے اس کے نام کو روئیے کون نہیں' جانتا کہ وقت کی پابندی اچھی بات ہے لیکن اس پر چار صفحے کیسے لکھئے؟ جو بات ایک جملہ میں کہی جا سکتی ہے اس کے لئے چار صفحے لکھنے پڑیں گے چاہے جیسے لکھئے اور صفحے بھی پورے فل سکیپ سائز کے۔ یہ لڑکوں پر ستم ناروا نہیں تو کیا ہے؟ ظالم اس پر بھی کہے جاتے ہیں کہ اختصار سے کام لو۔ ایک ذرا سی بات پر تو آپ چار صفحے رنگواتے ہیں اور اس پر فرماتے ہیں کہ اختصار سے بھی کام لو۔ تیز بھی دوڑیئے اور آہستہ آہستہ بھی' ہے متضاد یا نہیں بچہ بھی سمجھ سکتا ہے' لیکن ان ماسٹروں کو اتنی بھی تمیز نہیں' اس پر دعویٰ ہے کہ ہم ماسٹر ہیں میرے درجہ میں آؤ گے تو یہ پاپڑ بیلنے پڑیں گے اور تب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گا۔ اس درجہ میں اول آ گئے ہو تو اتنا اتراتے ہو' میرا کہنا مانئے' لاکھ فیل ہو گیا لیکن تم سے بڑا ہوں۔ دنیا کا تم سے زیادہ تجربہ حاصل کیا ہے' میرا کہنا مانو' جو کچھ کہتا ہوں اسے گرہ سے باندھ لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

سکول کا وقت قریب تھا ورنہ خدا جانے یہ نصیحت کب ختم ہوتی۔ مجھے آج کا کھانا بالکل بے مزہ معلوم ہوا۔ جب پاس ہونے پر یہ لتاڑ پڑتی ہے تو کہیں فیل ہو جاؤں تو یہ حضرت زندہ ہی نہ چھوڑیں گے۔ انہوں نے اپنے درجہ کی پڑھائی کی جو ہیبت ناک تصویر کھینچی تھی' اس نے مجھے سچ مچ لرزا دیا۔ کیسے سکول چھوڑ کر گھر نہیں بھاگا۔ یہی تعجب ہے لیکن یہ سب درگت ہونے پر بھی کتابوں سے میری بیزاری بدستور برقرار رہی۔ کھیل کود کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ پڑھتا بھی تھا مگر بہت کم' بس اتنا کہ روز کا کام ختم ہو جائے اور درجہ میں

بہت خوب اور کڑوی چھٹیاں

چھوٹے بھائی کے نام خط

میرے چھوٹے بھائی راشد کو

[illegible]

ذلیل نہ ہونا پڑے۔ اپنے اوپر جو اعتماد پیدا ہوا تھا وہ پھر فنا ہو گیا اور پھر چوروں کی سی زندگی بسر ہونے لگی۔

پھر سالانہ امتحان ہوا اور کچھ اتفاق ایسا ہوا کہ میں پھر پاس ہو گیا اور بیچارے بھائی صاحب پھر فیل ہو گئے۔ میں نے زیادہ محنت نہیں کی مگر خدا جانے کیسے درجہ اول آ گیا' مجھے خود تعجب ہوا۔ بھائی صاحب نے حیرت انگیز محنت کی تھی۔ دس بجے رات تک' ادھر چار بجے صبح سے' پھر ادھر چھ سے ساڑھے نو تک۔ سکول جانے سے قبل' چہرہ زرد ہو گیا تھا مگر فیل مجھے ان پر رحم آتا تھا۔ نتیجہ سنایا گیا تو رو پڑے اور میں بھی رونے لگا۔

میرے اور بھائی صاحب کے درمیان صرف ایک درجہ کا تفاوت باقی رہ گیا تھا' میرے دل میں ایک بیہودہ خیال یہ پیدا ہوا کہ کہیں بھائی صاحب ایک سال اور فیل ہو جائیں تو ان کے برابر ہو جاؤں۔ پھر کس بنا پر میری نصیحت کر سکیں گے۔ لیکن میں نے اس خیال کو دل سے فوراً نکال دیا۔ آخر وہ مجھے ڈانٹتے ہیں تو میری ہی بھلائی کے لئے' مجھے اس وقت ناگوار لگتا ہے ضرور مگر شاید ان کی تنبیہہ کا ہی اثر ہو کہ میں یوں دنادن پاس ہوتا جاؤں اور اتنے اچھے نمبروں سے۔

اب کے بھائی صاحب کچھ نرم پڑ گئے تھے۔ کئی بار مجھے ڈانٹنے کا موقع پا کر بھی انہوں نے تحمل سے کام لیا۔ شاید اب انہیں خود محسوس ہونے لگا تھا کہ یہ مجاز اب انہیں نہیں رہا۔ یا رہا تو بہت کم۔ میری بدمعاشی بھی بہت بڑھ گئی تھی۔ میں ان کے تحمل کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگا۔ مجھے ایسا گمان ہوا کہ میں تو پاس ہو ہی جاؤں گا پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ میری تقدیر اچھی ہے۔ اس لئے بھائی صاحب کے خوف سے جو تھوڑا بہت کتابیں دیکھ لیا کرتا تھا' وہ بھی جاتا رہا۔ مجھے کنکوے اڑانے کا نیا شوق پیدا ہو گیا تھا اور اب زیادہ تر بلکہ سارا وقت اسی مشغلہ کی نذر ہوتا تھا' پھر بھی میں بھائی صاحب کا ادب کرتا تھا اور ان کی نظریں بچا کر کنکوے اڑاتا تھا۔ ساری جزئیات در پردہ عمل میں آتی تھیں۔ میں انہیں یہ گمان کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا کہ بھائی صاحب کی وقعت اور عزت میری نظروں میں کچھ کم ہو گئی ہے۔

ایک روز شام کے وقت ہاسٹل سے دور میں ایک کنکوا لوٹنے دوڑا جا رہا تھا کہ بھائی صاحب سے میری مڈبھیڑ ہو گئی۔ شاید وہ بازار سے لوٹ رہے تھے۔ انہوں نے وہیں میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے حقارت کی نظروں سے دیکھ کر بولے۔ "ان بازاری لونڈوں کے ساتھ دھیلے کے کنکوے کے لئے دوڑتے تمہیں شرم نہیں آتی' تمہیں اس کا بھی کچھ لحاظ نہیں کہ اب نیچی جماعتوں میں نہیں ہو۔ آخر کچھ تو اپنی پوزیشن کا خیال کرنا چاہئے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ آٹھواں درجہ پاس کر کے نائب تحصیلدار ہو جاتے تھے۔ میں کتنے ہی مڈلچیوں کو جانتا ہوں جو آج اول درجہ کے کلکٹر یا سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ کتنے ہی ہمارے لیڈر ہیں بی اے اور ایم اے والے ان کے ماتحت اور ان کے پیرو ہیں اور تم اسی آٹھویں درجہ میں آ کر بازاری لونڈوں کے ساتھ کنکوے کے لئے دوڑ رہے ہو۔ افسوس ہے تمہاری اس ناعقلی پر' تم ذہین ہو اس میں شک نہیں لیکن وہ ذہن کس کام کی جس سے آدمی اپنا وقار کھو بیٹھے۔ تم اپنے دل میں سمجھتے ہو گے میں ان سے محض ایک درجہ پیچھے ہوں اور اب انہیں مجھ کو کچھ کہنے کا حق نہیں ہے' میں تمہارے اس خیال کو بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ میں تم سے پانچ سال بڑا ہوں اور چاہے آج تم میری ہی جماعت میں آ جاؤ اور ممتحنوں کا یہی حال ہے تو یقیناً اگلے سال میرے ہم جماعت ہو جاؤ گے اور ایک سال بعد مجھ سے آگے نکل جاؤ۔ مگر مجھ میں اور تم میں جو پانچ سال کا تفاوت ہے اسے تم کیا خدا بھی نہیں مٹا سکتا۔ میں تم سے پانچ سال بڑا ہوا اور ہمیشہ بڑا رہوں گا۔ مجھے دنیا اور زندگی کا جو تجربہ ہے تم اس کے برابر کبھی نہیں آ سکو گے۔ چاہے تم ایم اے اور ایل ایل ڈی ہی کیوں نہ ہو جاؤ' عقل کتابیں پڑھ لینے سے ہی نہیں آتی۔ ہماری اماں نے کوئی درجہ پاس نہیں کیا اور دادا بھی شاید پانچویں چھٹی جماعت سے آگے نہیں گئے لیکن ہم دونوں آج ساری دنیا کا علم کیوں نہ پڑھ لیں اماں اور دادا کو ہمیں تنبیہہ کرنے کا ہمیشہ اختیار رہے گا۔ محض اسلئے نہیں کہ وہ بزرگ ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ ہم سے زیادہ تجربہ کار ہیں اور رہیں گے۔ امریکہ میں کس طرح کی حکومت ہے؟ اور ہنری ہشتم نے کتنی شادیاں کیں اور آسمان میں کتنے ستارے ہیں یہ باتیں انہیں نہ معلوم ہوں لیکن ہزاروں ایسی باتیں ہیں جنکا علم انہیں ہم سے زیادہ ہے۔ آج میں خدانخواستہ بیمار ہو جاؤں تو تمہارے ہاں پاؤں پھول جائیں گے۔ سوائے دادا کو تار دینے کے تمہیں اور کچھ نہ سوجھے گا۔ لیکن تمہاری جگہ دادا ہوں گے تو کسی کو تار نہ دیں گے' بلکہ خود مرض پہچانیں گے اور خود علاج کریں گے' بدحواس نہ ہوں گے۔ ہمارے خرچ کے لئے وہ جو کچھ بھیجتے ہیں اسے ہم بیس بائیس تاریخ تک خرچ کر کے پیسے پیسے کو محتاج ہو جاتے ہیں۔ ناشتہ بند کر دیتے ہیں۔ دھوبی اور نائی سے منہ چراتے ہیں لیکن جتنا آج ہم اور تم خرچ کر رہے ہیں۔ اس کے نصف میں دادا نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ عزت اور نیک نامی کے ساتھ بسر کیا اور ایک کنبہ کی پرورش کی۔ جس میں سب ملا کر نو آدمی تھے۔ یہ غرور دل سے نکال ڈالو کہ تم میرے قریب آ گئے اور اب خود مختار ہو۔ میرے دیکھتے تم کبھی اپنی زندگی برباد نہ کر پاؤ گے۔ میں جانتا ہوں تمہیں میری باتیں زہر لگ رہی ہیں"

میں نے ان کی بزرگی کا احساس کرتے ہوئے اپنی ناسعادت مندی پر نادم ہو کر باچشم نم کہا۔ "آپ جو کچھ فرما رہے ہیں وہ معقول ہے اور آپ کو اس کے کہنے کا حق ہے"

بھائی صاحب نے مجھے شفقت کی نظروں سے دیکھا اور مجھے گلے لگا لیا اور بولے۔ "میں کنکوے اڑانے سے منع نہیں کرتا۔ میرا جی بھی کبھی کبھی کنکوے اڑانے کو للچاتا ہے' کروں کیا خود بے راہ چلوں تو تمہیں ہدایت کیسے کروں' یہ فرض تو میرے سر پر ہے"

اتفاق سے اسی وقت ایک کنکوا ہمارے اوپر سے گزرا۔ اس کی ڈور لٹک رہی تھی۔ بھائی صاحب لمبے تھے۔ اچھل کر اس کی ڈور پکڑ لیا اور اسے لئے ہوئے ہاسٹل کی طرف دوڑے۔ میں پیچھے پیچھے دوڑ رہا تھا۔

بیشتر لوگوں کا بچپن غصے اور جوانی خسارے کی نذر ہو جاتی ہے

رپورٹ: آمنہ اعظم

خوشی کا احساس بہت عجیب ہوتا ہے کبھی تو روتے ہوؤں کے چہرے پر مسکراہٹ کے پھول کھلا دیتا ہے اور کبھی اگر توقع سے زیادہ خوشی مل جائے تو اتنی زیادہ خوشی سے آنکھوں میں آنسو بھی آ جاتے ہیں' ویسے خوشیوں کے بڑے انداز ہیں' کبھی امتحان میں پاس ہونے کی خوشی ہو یا پھر کچھ کر گزرنے کا یقین اور اپنی فتح اور کامیابی کا احساس ہو تو قدم زمین پر ٹکتے ہی نہیں مگر اس سے بڑھ کر اگر آپ کسی کی مدد اس وقت کریں جب وہ مشکل میں ہو اور بالکل مجبور اور لاچار ہو تو جو خوشی ایسی مدد کرنے اور کسی کا دکھ شیئر کرنے میں ملتی ہے اس سے بڑھ کر کوئی کامیابی نہیں اور پھر اس مجبور اور لاچار کے دل سے نکلنے والی دعا تو سیدھی قبولیت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ کچھ یہی خیالات ہمارے آج کے مہمان کے بھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ "کسی تکلیف اور دکھ میں مبتلا مجبور اور بے بس کی اگر مدد کی جائے تو اس کے دل سے نکلنے والی دعا زندگی کو آسودہ اور خوشیوں سے بھر دیتی ہے"

پھول کلینک کے خالق' دوسروں کی ہر دم بھلائی چاہنے والے اور مریضوں کی ہر تکلیف اور درد کو محسوس کرنے والے ڈاکٹر "اظہر اے انور" ہمارے آج کے مہمان ہیں۔

اظہر بھائی نہ صرف ایک فرض شناس اور قابل ڈاکٹر ہیں بلکہ ایک بہت ہی اچھے رائٹر بھی ہیں "فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ان کی پانچ کتابیں مزے مزے کے کھیل ذہانت کے کھیل' لکیروں سے کھیلتے شامل ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت ان کی ایک کتاب ہے اب تک فیروز سنز کی

دعائیں ماں کی ہی نہیں مریضوں کی بھی سیدھی عرش تک جاتی ہیں

BEST SELLING BOOKS میں سے ایک ہے اس کے علاوہ پھول کلینک کے سلسلے میں گلا اور گلہ کے نام سے پہلی کہانی پھول میں لکھی جسے پڑھنے والوں نے بہت سراہا یوں یہ سلسلہ شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ ہرڈالی میں سو سو دانے اور نور' نار' ناری جیسی خوبصورت اور نہ بھولنے والی کہانیاں ابھی تک بچوں کو یاد ہیں' ان کی اتنی اچھی تحریروں اور کہانیوں کو پڑھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ ڈاکٹر بھی ہیں اظہر بھائی نے جب بتایا کہ انہوں نے میٹرک

کسی دکھی دل کی دعا زندگی کو خوشیوں سے بھر دیتی ہے

زندگی میں دوسروں کا سہارا لینے کی بجائے سہارا دینا چاہئے

سیٹلائٹ ٹاؤن ہائی سکول بہاولپور سے کیا' ایف ایس سی صادق پبلک سکول سے اور پھر ایم بی بی ایس قائداعظم میڈیکل کالج سے کی' تو پھر تو یقین کرنا ہی پڑا کہ یہ واقعی اصلی والے ڈاکٹر ہیں اور تو اور ہر کلاس میں نہایت ہی اچھے اور نمایاں نمبروں سے کامیاب ہوئے اور پھر اسی قائداعظم میڈیکل کالج میں جہاں طالب علم رہ چکے تھے ایک استاد کی حیثیت سے بھی اپنی ذمہ داریوں کو 3 سال تک خوب نبھایا

گلاب دیوی ہسپتال میں کچھ عرصہ جاب کرنے کے بعد آج کل تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چشتیاں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

زندگی کے بارے میں ان کا اپنا الگ تصور ہے ان کا کہنا ہے کہ "اگر زندگی میں دوسروں کا سہارا لینے کے بجائے دوسروں کو سہارا دیا جائے تو اپنی زندگی میں کوئی کمی نہیں رہتی"

پھول ساتھی: آپ تو اچھے خاصے ڈاکٹر ہیں تو پھر لکھنے کا خیال کیوں اور کیسے آیا؟

☆...☆...☆ جواب میں اظہر بھائی نے کہا کہ ڈاکٹر بننے کا تو مجھے شوق تھا مگر مطالعہ میری عادت تھی چونکہ والد صاحب کو خود بھی کتابیں پڑھنے کا بڑا شوق تھا لہٰذا ہمارا گھر بالکل ایک لائبریری کی طرح تھا۔ پس اسی لئے بچپن ہی سے بے شمار کتابوں سے شناسائی ہو گئی اور جوں جوں بڑے ہوتے گئے کتاب اور لفظوں سے تعلق بنتا رہا۔ بڑے بڑے ادیبوں ممتاز مفتی' بانو قدسیہ' اشفاق احمد اور نسیم حجازی کی تحریروں کو پڑھتا رہا اور تعلق میں مضبوطی اور وابستگی بڑھتی گئی پھر 1988 میں پہلی دفعہ لکھنے کی کوشش کی جسے گھر والوں اور دوستوں سب

نے پسند کیا پھر کہا تھا کوشش، عمل کی صورت میں اور عمل نے کتاب کی صورت اختیار کرلی۔ اپنی ہاؤس جاب کے دوران ہی میں نے پانچ کتابیں لکھ ڈالیں پھر 1990 میں پھول کا آغاز ہوا تو سوچا کہ بچوں کیلئے کوئی ایسی چیز لکھی جائے جو ان کے لئے مفید بھی ہو اور جس سے بچے انجوائے بھی کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ ان کی ذہنی سطح اور سمجھ کے عین مطابق ہو کیونکہ ایک دفعہ سنا تھا کہ ہم میں سے بیشتر کا بچپن خسرے کی نظر اور جوانی خسارے کی نظر ہو جاتی ہے۔

بس یہی سوچا کہ کم از کم بچپن کو تو خسرے سے بچالیا جائے آگے اللہ کے حوالے..... اسی لئے پھول کلینک کے نام سے کہانیاں لکھنے کا سلسلہ شروع کیا اور کوشش کی کہ الگ اور منفرد انداز سے لکھوں تاکہ بچوں کو تفریح اور معلومات یکساں طور پر میسر ہو۔

پھول ساتھی: اظہر بھائی کیا آپ نے بھی دیہات میں جاب کی؟ کیونکہ اکثر ڈاکٹر اس کام سے بہت بھاگتے ہیں۔

☆..☆..☆ جی ہاں بالکل میں نے دیہات میں جاب کی ہے بلکہ میرا تو یہی کہنا ہے کہ دیہات میں ہی ڈاکٹروں کی اصل ضرورت ہے وہاں کے اکثر لوگ اتنے سادے، معصوم اور بے وقوف ہیں کہ جنہیں کوئی بھی کسی طرف لگا دے لگ جاتے ہیں۔

میں چشتیاں کے ایک دیہی مرکز میں جاب کر رہا تھا کہ ایک دن ایک عورت اپنے بچے کو میرے پاس لائی اس کو ڈائریا کی تکلیف تھی جب میں نے بچے کا معائنہ کیا تو اس کے سر پر جگہ جگہ زخم تھے جب میں نے عورت سے پوچھا کہ بچے کے سر پر یہ کیا ہوا ہے تو عورت نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں اگر بچے کو یہ تکلیف ہو جائے تو 10 یا 25 پیسے کا سکہ گرم کر کے سر کے درمیان میں داغ دیا جاتا ہے جس سے تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ یہ بات سن کر مجھے غصہ بھی آیا اور ان کی حماقت پر ہنسی بھی اس طرح ڈائریا کی تکلیف تو دور نہیں ہوئی البتہ وہ بچہ مزید تکلیف میں ضرور مبتلا ہو گیا اور اس کے سر کا وہ حصہ ہمیشہ کیلئے بالوں سے محروم ہو گیا جہاں جہاں سے اسے داغا گیا تھا۔

ویسے اس میں قصور جہاں وہاں کے لوگوں کا ہے وہاں حکومت کا بھی ہے۔ آپ یقین کریں کہ طبی سہولتیں تو در کنار وہاں تو مریضوں کو دوائیں تک بھی میسر نہیں آتیں۔ جس عرصے کے دوران میں نے وہاں جاب کی تو مجھ سے ان کی حالت زار دیکھی نہیں گئی لہٰذا میں خود شہر سے اپنی جیب سے ان کے لئے دوائیں خرید کر لے جاتا تھا تاکہ وہ اذیت اور تکلیف کی زندگی نہ گزاریں اور یوں صرف چند دوائیوں کے نہ ہونے کے باعث موت اور زندگی کشمکش میں ہار نہ جائیں۔ میرا یقین ہے کہ ماں کی دعاؤں میں تو اثر ہوتا ہی ہے مگر مریض کی دعاؤں میں بھی بڑا اثر ہوتا ہے، اور غالباً آج میری زندگی میں جتنی خوشی، آسودگی اور کامیابی ہے وہ میرے مریضوں کی ہی دعاؤں کا ثمر ہے۔ میں نے ہمیشہ یہی سوچا ہے کہ یہ اللہ کی ذات کا مجھ پر احسان ہے کہ اس نے مجھے ڈاکٹر بنایا اور مجھے لوگوں کی تکلیف اور درد کو دور کرنے کی صلاحیت بخشی اور اگر میں ایسا نہ کروں تو یہ خدا کی نعمتوں اور اس کی نوازشوں کی ناشکری ہے۔

حقیقتاً اللہ کے نام میں بہت برکت ہے اور میرا ایمان ہے کہ جس بیماری کا کہیں کوئی علاج نہیں اس کا علاج طب نبوی میں ہے لہٰذا میں اس کا مطالعہ ضرور کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ جو مریض بھی میرے پاس آئے وہ مجھ سے صحت یاب ہو کر ضرور جائے۔

پھول ساتھی: اظہر بھائی ویسے تو تعلیم کے دوران سبھی ڈاکٹروں کے بڑے نیک خیالات ہوتے ہیں اور خاص طور پر میں ان میں دکھی انسانیت کی خدمت کا بڑا جذبہ ہوتا ہے مگر ڈاکٹر بننے کے بعد وہ ایسے کیوں نہیں رہتے؟؟

☆..☆..☆ اسکی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ڈاکٹری کا پیشہ بڑا گلیمرس ہوتا ہے کیونکہ جو بات آپ کسی کو بھی نہ بتانا چاہیں وہ ڈاکٹر کو ضرور بتا دیتے ہیں اسی لئے ڈاکٹر ہر جگہ بڑی اہمیت اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور شاید اسی لئے کچھ لوگ اپنے اس اونچے مقام کے غرور میں ہی اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر پاتے اور کچھ لوگ تو یہی سوچتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں ڈاکٹر بنانے میں جو پیسے خرچ کئے ہیں ہم نے وہ بھی تو وصول کرنے ہیں میں نے خود کچھ ڈاکٹروں کو یہ کہتے سنا ہے ظاہری بات ہے جب نظر فیس پر ہو گی تو ڈاکٹر مریض کا مرض یا اس کی تکلیف کو کہاں محسوس کر سکے گا انہیں کون سمجھائے کہ نیت اور نظر کا لالچ آسائشیں تو دے سکتا ہے مگر آسودگی اور سکون نہیں دے سکتا۔

اختر شاہ پھول فورم میں انعام حاصل کرنے والے بچوں کے ساتھ

کوئی شعر نیا کوئی بات نئی

مرتب: صائمہ اکرم صادق آباد

ڈیئر فرینڈز! کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور... جی ہاں غالب اسپیشل کے ساتھ حاضر ہوں غالب 27 دسمبر 1797ء اکبر آباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے پورا نام اسداللہ بیگ تھا جبکہ تخلص غالب اور مرزا نوشہ عرف تھا ابتدائی تعلیم آگرہ کے فاضل استاد شیخ معظم سے حاصل کی اور تیرہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیے۔ 1850ء میں بہادر شاہ ظفر سے مغلیہ خاندان کی تاریخ لکھنے پر نجم الدولہ اور دبیر الملک نظام جنگ کا خطاب پایا غالب نے جہاں اردو شاعری کو نیا رنگ دیا وہاں ان کے خطوط خوبصورتی اور سادگی کا نمونہ بن کر سامنے آئے اس لئے وہ جدید نثر کے بانی کہلائے غالب نے تقریباً درجن بھر کتابیں لکھیں جن میں دیوان غالب' عود ہندی' اردو معلی (خطوط) کلیات نظم فارسی' کلیات نثر فارسی اور نامہ غالب وغیرہ قابل ذکر ہیں کثرت شراب نوشی سے ان کی صحت بگڑ گئی بالآخر 15 فروری 1869ء کو جان' جان آفریں کے سپرد کر دی۔

عزیز ساتھیو! اس مہینے کی دس تاریخ سے پہلے پہلے "فیض احمد فیض" کی کتابیں نقش فریادی' دست صبا' زنداں نامہ' یا ان کا مجموعہ کلام نسخہ ہائے وفا' پڑھ کر فٹافٹ اپنا انتخاب بھجوایئے انعام آپ کا منتظر ہے... جہاں رہیں خوش رہیں... آخر میں اپنی عزیز دوست "حمیرا ناز سرور" (مرحومہ) کے نام ایک شعر

وہ ہجر کی رات کا ستارہ وہ ہم نفس ہم سخن ہمارا
سدا رہے نام اس کا پیارا سنا ہے کل رات مر گیا وہ

اب اس مہینے کا انتخاب

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

شہزاد مغل گوجرانوالہ

ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسد
کھلا کہ فائدہ عرض ہنر میں خاک نہیں

کرن ارشد او کاڑہ

زندگی اپنی جو اس رنگ سے گزری غالب
ہم بھی کیا کہیں گے کہ خدا رکھتے تھے

سونیا لطیف قریشی مظفر گڑھ

مہرباں ہو کے بلا لو مجھے' چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں

محمد آصف مرزا چیچہ وطنی

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

ظفر اقبال کلو بھکر

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں بے ننگ و نام ہوں
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

اللہ یار ثاقب ساہیوال

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

سعدیہ ثناءاللہ صادق آباد

ٹوٹے ہیں شیشہ ہائے دل اتنے کہ اہل درد
رکھتے ہیں پاؤں خاک پہ سو بار دیکھ کر

سلیم حسن طاہر چونیاں

رہنے دے اے تصور جاناں نہ کر خیال
ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے دشمن کے گھر ملے

محمد امجد نازی کسووال

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا' کوئی غمگسار ہوتا

زاہد انور صادق آباد

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی
کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

شبیر احمد آصف گڑھ فتح شاہ

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

خدیجہ فاروق گوجرانوالہ

تم سے بے جا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اس میں کچھ شائبہ خوبی تقدیر بھی تھا

ثوبیہ کنول صادق آباد

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

محمد امجد نازی کسووال

گو میں رہا' رہیں ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

ریحانہ غفار فیصل آباد

بیداد عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

فیصل فاروق کھرل قادر پوراں

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل آپ فرمائیں گے کیا

جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شام فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ دو شمعیں فروزاں ہو گئیں

فوزیہ صدیق ملتان

جاں دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عدیل احمد کوٹ عبدالمالک

مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں
سوائے خون جگر' سو جگر میں خاک نہیں

فرحانہ اسلم گوجرانوالہ

ہیں دنیا میں سخن ور اور بھی بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

سائرہ شفیع سرگودھا' حامد علی جوہر آباد

فائدہ کیا سوچ' آخر تو بھی دانا ہے اسد
دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا

نسرین کوثر نایاب گوجرانوالہ

نہ سنو گر برا کہے کوئی
نہ کہو گر برا کرے کوئی
روک لو گر غلط چلے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی

سدرہ صدف گوہر گوندلانوالہ

یا رب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے
لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

محمد عبداللہ راٹھر گوجرانوالہ

نام بھی تقسیم انعام بھی

رپورٹ: حافظ طیبہ فاطمہ

پیارے ساتھیو' مارچ کی آمد کے ساتھ ہی امتحانی گہما گہمی نقطہ عروج پر ہوتی ہے۔ کئی ساتھیوں کے امتحان ہو رہے ہوتے ہیں اور کئی ساتھی امتحانات سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ مہینہ جہاں ہمیں ہمارے تعلیمی امتحانات میں مصروف کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہمیں اس تاریخی امتحان کی یاد بھی دلا جاتا ہے جس کی 58 سال پہلے ہمارے بزرگوں نے داغ بیل ڈالی تھی اور پھر سات سال کی انتھک محنت کوششوں اور قربانیوں سے شاندار رزلٹ پاکستان کی صورت میں حاصل کیا۔

پیارے ساتھیو' امتحان خواہ تعلیمی ہو' تاریخی ہو یا زندگی میں کسی میدان میں امتحان کا سامنا کرنا پڑے۔ کامیابی ہمیشہ جہد مسلسل اور سعی پیہم کرنے والوں کے قدم چومتی ہے۔ پھول فورم میں ایسی ہی دو شخصیات مدعو تھیں جنہوں نے دلی لگن اور جستجو سے اپنے اپنے شعبے میں کام کیا اور پھر تائید الٰہی سے کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ دو شخصیات عامر ملک (تاجر) اور اظہار احمد (ڈائریکٹر سمع بصر) جنہوں نے پہلی بار بچوں کی کہانیوں کے کیسٹس سیریز متعارف کروائے ہیں۔ ان شخصیات کے انٹرویو تو آپ الگ سے پڑھیں گے مگر وہ ساتھی جنہوں نے کوشش کی اور پھر مختلف مقابلوں میں کامیابی حاصل کی ان سے ہماری بات چیت ہوئی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

☆۔ آمنہ رضا پیر محل سے آئی تھیں ان کا ٹیلیفونک کالم میں انعام نکلا یہ فرسٹ ائر میں پڑھتی ہیں۔ انہیں پھول بہت اچھا لگتا ہے۔ انہیں اشتہارات بالکل پسند نہیں کہہ رہی تھیں کہ ایڈیٹر بھیا ایڈیٹری کرتے رہیں تاکہ پھول کی قسمت میں کامیابیاں رقم ہوتی رہیں (آمین ثم آمین) انعامی ٹیلی فون کرتے ہوئے صائمہ (ان کی کزن) جو بی اے میں پڑھتی ہیں اور لاہور میں رہتی ہیں) نے ان کا ساتھ دیا تھا انعام لینے کے لئے بھی وہ ساتھ آئی تھیں مگر آمنہ کے ارادے خطرناک تھے ہم نے کہا کہ انعام آدھا آدھا کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ کتاب تو آدھی آدھی نہیں ہو سکتی البتہ کیسٹ ہم اکٹھی سن لیں گی۔

☆۔ احمد بلال ساہی فسٹ ائر میں پڑھتے ہیں اور سرگودھا میں رہتے ہیں۔ ان کا خط انعامی قرار پایا تھا یہ چھٹی' ساتویں جماعت سے پھول پڑھ رہے ہیں۔ کہہ رہے تھے کہ مزاحیہ کہانیاں زیادہ ہونی چاہئیں۔ کہہ رہے تھے کہ شکاریات کے حوالے سے کوئی نیا سلسلہ شروع کرنا چاہئے۔ ان کا پہلی مرتبہ کوئی انعام نکلا ہے۔

☆۔ محمد عمر ساہی گجرات سے انعام لینے آئے اور میٹرک کے طالب علم ہیں۔ انہوں نے 420 "ش" اپنے خط میں استعمال کر کے بھیا کو مجبور کر دیا کہ ان کا خط دوبارہ انعامی قرار پائے۔ ہم نے ان سے اس کامیابی کا "راز" دریافت کیا تو کہنے لگے ڈکشنری۔ یہ پھول سے احمد بلال ساہی کے ذریعے متعارف ہوئے انہیں اونے پونے بہت پسند ہے کہہ رہے تھے کہ پھول کی خوشبو جذبہ حب الوطنی اور دینی حمیت کو بیدار کرنے میں مدد دیتی ہے

☆۔ علی رضا دیپالپور سے ریڈیو پاکستان لاہور سے آنے والے ریڈیو پھول کوئز کا انعام لینے آئے تھے۔ یہ سات سال سے پھول پڑھ رہے ہیں۔ بتا رہے تھے کہ میں نے پھول سے بہت زیادہ سیکھا ہے۔ انہیں سفرنامہ' اداریہ اور واہ کیا بات ہے بہت پسند ہیں۔

☆۔ رابعہ سعید خان میٹرک کی سٹوڈنٹ ہیں اور سنت نگر میں رہتی ہیں۔ ان کا کوئز کی دنیا میں انعام نکلا۔ انہیں لطائف اور اک سفر اچھا لگا بہت پسند ہیں مگر پھول شوز انہیں ناپسند ہیں۔

☆۔ محمد شہباز چونگی امر سندھو سے صفحہ بتایئے کا انعام لینے آئے۔ یہ ایک ہی مدرسے کے دو طالب علم تھے اور دونوں نے صفحہ بتایئے کے جوابات بھجوائے انہیں پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کون سے شہباز کا انعام ہے لہٰذا دونوں شہباز آ گئے۔ پھول نے روایتی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں شہبازان کو انعام دے دیئے۔ انعام پا کر دونوں بہت خوش تھے ان دونوں کو پھول بہت پسند ہے۔

☆۔ شکیل احمد قریشی ہری پور ہزارہ سے آئے تھے یہ ڈپلومہ ان مکینیکل انجینئرنگ کے سال اول کے طالب علم ہیں یہ اپنے دوست حافظ عمر شریف کا صفحہ بتایئے کا انعام اور اپنے انعامی خط کا انعام لینے کے لئے آئے تھے۔ یہ 93ء سے پھول پڑھ رہے ہیں۔ انہیں اداریہ' واہ کیا بات ہے پسند ہیں ان کے خیال میں واہ کیا بات ہے کا گراف گرا ہے۔ جسے بلند کرنا چاہئے۔ انہوں نے تجویز دی کہ کوئی تصویر دے کر اس کا عنوان بچوں سے پوچھنا چاہئے اور شعر نیا بات نئی کو مختلف لوگوں بلکہ مختلف کلبز کے ذریعے کروانا چاہئے کہہ رہے تھے کہ کوپن کے دوسری طرف اشتہار دیتا ہے۔ جس کا ہم نے سیدھا سا طریقہ بتایا کہ وہ کوپن کی فوٹو کاپی کروا کے بھجوا سکتے ہیں۔ پھول فورم میں شرکت کر کے ان کی سفری تکان دور ہو چکی تھی اور اب وہ دوبارہ واپس سفر کرنے کے لئے خود کو فریش محسوس کر رہے تھے۔ انعام پانے والے ساتھیوں کو بہت بہت مبارک اور وہ ساتھی جو امتحانات میں مصروف ہیں ان کے لئے ہماری بہت سی نیک تمنائیں۔

یہ ہے ساڑھے چار سالہ صہیب انور

جس کے کارنامے پہ کوئی یقین ہی نہیں کرتا

رپورٹ :- زہرا ستار

زندگی کی معراج ہے۔ عبادت چاہے وہ حقوق اللہ کے حوالے سے ہو یا حقوق العباد کے حوالے سے اور عبادت وہ جو حقوق اللہ کے حوالے سے ہو اس میں نماز' قرآن پاک اور دعا بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ نماز کو نفع نقصان ثواب یا گناہ سب سے جدا کر کے بھی ادا کریں تو ایک لازماً فائدہ سکون کی صورت میں ملتا ہے اور آج جب موسیقی روح کی غذا کہلاتی ہے (اور انسان کی روحانی موت بہت تیزی سے واقع ہو رہی ہے) اور شاید اسی سبب) تو قرآن پاک Life Saving dose کی طرح روح کو ابدی سکون سے سرشار کر دیتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر نے اس کے اندر کچھ ایسی تاثیر رکھی ہے کہ دلوں اور روح میں گھر کر لیتا ہے اور خدائے پاک کے یہ ارشادات "قرآن میں ہر بات کا ذکر ہے" حدیث مبارک ہے (1) "قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفیع بن کر آئے گا۔" وہ لوگ جو قرآن پاک پڑھتے اور پڑھاتے ہیں نہ صرف کہ کامیاب ہیں بلکہ سکون اور اطمینان بھی انہی کی شخصیت کا خاصہ ہوتے ہیں اور یہ بات ہم سب کیلئے بھی باعث مسرت ہے کہ بہت سے ایسے دوراندیش والدین اور ایسے ذہین و فطین ننھے پھول ہیں جو اس روایت کو تسلسل سے قائم رکھتے اور اسے جدت کے ساتھ اپنائے رہتے ہیں۔ ایسے ہی ایک معصوم اور ذہین پھول کا نام صہیب انور ہے۔ جس نے صرف ساڑھے چار سال کی عمر میں نہ صرف قرآن پاک ناظرہ ختم کیا ہے بلکہ اسے چھ کلمے 'اذان' نماز بھی آتی ہے۔ صہیب نے ابھی سکول جانا شروع نہیں کیا البتہ اسے دینی تعلیم کے علاوہ دنیوی ابتدائی تعلیم گھر میں ہی دی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صہیب اردو پڑھ لیتا ہے اور اسے انگلش کے 500 الفاظ کے علاوہ ابتدائی دس ٹیبلز بھی آتے ہیں۔ گویا قرآن پاک ہرگز ہرگز ابتدائی تعلیم میں رکاوٹ نہیں ڈالتا بلکہ ذہانت کو مہمیز دیتا ہے۔ ہمیں یقین نہیں تھا۔ ایڈیٹر بھیا نے بچے کو بلا کر سامنے بٹھایا اور بتایا

صہیب نے ساڑھے تین سال کی عمر میں اپنی والدہ سے ۔ قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ جن کا اس کی لیاقتوں میں بہت زیادہ ہاتھ ہے اور اسے قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کی ترغیب اپنے والد انور عباس ملک جو گورنمنٹ کرشل کالج سیالکوٹ میں لیکچرر ہیں سے ملی اور وہ اس صورت میں کہ انھوں نے صہیب کو ترغیب دی کہ "بیٹا! ایک سپارہ پڑھنے پر آپ کو ایک خوبصورت گفٹ لے کر دیا جائے گا" یوں پہلے تو صہیب کے دل میں خواہش پیدا ہوئی پھر عادت بھی ہو گئی اور شوق بھی بن گیا۔ اس ضمن میں اس کی چھوٹی پھوپھو نائلہ انجم جو خود بھی حافظہ ہیں اس پر خصوصی توجہ دی۔ اس کے علاوہ باقی اہلخانہ نے بھی اس کے جذبوں کو عمل کی صداقت میں بدلنے میں مدد دی۔

صہیب پہلے تین ہفتے میں ایک سپارہ ختم کرتا اور بعد میں خدا تعالیٰ نے اس کی ذہنی استعداد میں اتنا اضافہ کیا کہ وہ ایک ہفتے میں ایک سپارہ پڑھ لیتا تھا۔

پہلے پہل تو اس قدر کم عمر بچے کے اس قدر شاندار کارنامے پر کوئی یقین ہی نہیں کرتا البتہ جب صہیب انہیں قرآن پاک سناتا ہے تو نہ صرف وہ مسرت بلکہ حیرت سے بھی دوچار ہوتا ہے۔

قرآن پاک ذہن کے سب دروازے کھول دیتا ہے -

ایک تحفے کے شوق نے یہ دن دکھایا

صہیب کی والدہ اور پھوپھو سعادت میں برابر کی شریک ہیں

اسے نماز اور سارے کلمے ہی نہیں انگریزی کے 500 لفظ بھی آتے ہیں

رستے ہیں جدا اپنے نہ منزل ہی جدا ہے
ہم سب کا نگہباں فقط ایک خدا ہے

23 مارچ قرارداد پاکستان کے حوالے سے ایک اہم اور یادگار دن ہے۔ پھول بچے اس موقع کی یاد کو تازہ کرنے کیلئے مینار پاکستان پر گئے۔ تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن خواجہ افتخار بھی اس موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے بچوں سے خطاب کیا اور انہیں قرارداد پاکستان کے حوالے سے بتایا۔

انہوں نے کہا کہ آپ بچے خوش قسمت ہیں کہ ایک آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں اور تعلیم کے میدان میں ترقی کر رہے ہیں۔ غلامی کے دور میں مسلمانوں کیلئے تعلیم حاصل کرنے کے کوئی خاص مواقع نہیں تھے۔ الحمد للہ آج ہم آزاد ہیں اور تعلیم کے میدان میں بہت ترقی کر رہے ہیں۔

حالات کی آغوش میں سب مل کے رہیں گے
نفرت کی کوئی بات زبان سے نہ کہیں گے
ہم سب کی زبان ایک ہے ہم سب کا سخن ایک
یہ پاک زمین ایک ہے یہ پاک وطن ایک

سید سلطان عارف

اہتمام... محمد اعظم یاد　　عکاسی... اختر علی شاہ

صفحہ بتائیے انعام پائیے

تعاون: قومی کتب خانہ
فیروز پور روڈ لاہور

تعاون: مکتبہ تعمیر انسانیت
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ترتیب محمد عمر فاروق

پیارے پھول ساتھیوں! اس دفعہ تو آپ نے بالکل ٹھیک ٹھیک جوابات دیئے فہرست کو غور سے پڑھیں اور اپنا اپنا پیارا سا نام ڈھونڈیئے قرعہ اندازی میں سبھی کو شامل کیا مگر انعام کے لئے وہ ہی نکلے جن کی قسمت تھی۔ آپ کی قسمت بھی روشن ہو سکتی ہے کوپن فٹافٹ بھیجا کریں۔

لاہور سے فریدہ خانم' بشریٰ سعید' نوشین ارشد' شگفتہ کنول' نورین مبشر' فاخرہ یعقوب' آمنہ یعقوب' سدرہ ثمرین' شازیہ ابراہیم' عاکف نصیر سیال' حبیب جمیل' سید احسن شیراز' بدر النسا ملک' محمد عمر' فرخ الیاس' عائشہ نثار' عثمان اسلام' ارم فاطمہ' غلام مصطفیٰ چشتی' فیاض عزیز خان' عائشہ کنول یوسف زئی' راحت اعجاز' نازش ہاشمی' نزہت فاروق' پھول احمد' محمد عثمان' ابوذر غفاری' عقیل احمد' محمد اعظم شہزاد' شہربانو' محمد بلال فخر' عائشہ کوثر' فوزیہ' ثمرین لطیف' شوکت' عدنان حمید بٹ' عماد علی' ملک نعمان ناصر اعوان' سید غضنفر علی' وقاص زاہد' عظیم اسلم' شعیب طارق' صبا نبیل' اسماعیل' شہباز' نوشین حلیم' محمد زبیر' مقصود یوسف' زاہد محمود' عبدالغفار' اصغر علی بن یونس' حفصہ غفران' غلام مصطفیٰ جرار' منور مشتاق' سدرہ انور' غلام محی الدین' راولپنڈی اسلام آباد سے محمد اویس' عروہ یونس' عابد شہاب احمد' حامد شہاب احمد' زاہد شہاب احمد' حنا بتول' ساجد شہاب احمد' واجد شہاب احمد' ماجد شہاب احمد' شازیہ لطیف' نوشین افتخار' عالیہ حمید' منان لطیف سنی' فوزیہ شریف' عمر اقبال' قاسم سرور'

گوجرانوالہ سے محمد شہزاد مغل' سعدیہ شاہین' سائرہ اقبال' حافظ محمد یوسف' عبدالحفیظ بٹ' محمد انس بٹ' سمیع طیب بخاری' فرخندہ عزیز' تنویر اسلام' ندیم احمد' امتیاز احمد علوی' رانا وقاص فرید' شاہد یوسف' نازیہ لطیف چودہری

ملتان سے محمد شہزاد اصغر' عظمیٰ غزل' تنویر حسین صدیقی' کوثر غفور' غلام عباس' آصفہ نوشین' رانا طاہر سلیم' احمد' فوزیہ صدیق' توحید احمد' انتظار اشرف ڈوگر' فیصل مختار' فرزانہ'

فیصل آباد سے انتظار اشرف ڈوگر' کاشف علی' محمد نعیم شائن' محمد احسان عبداللہ خلیل احمد ملک' عائشہ اخلاق' جہاں زیب' طیبہ حسن' محمد طارق عاصم' نایاب شاہد' شاہدہ صدیق'

سرگودھا سے صائمہ ملک' سیمی نور' ذکی انجم' حامد علی' محمد ابوبکر حیدر' سید حسن رضا' محمد علی ناگی' محمد یامین'

سیالکوٹ سے سدرہ سرفراز احمد' حامد محمود صدیقی' رؤف احمد' میمونہ وحید' شیب وحید' حسن وحید' نوشین ظہور' میمونہ جاوید' عطیہ نذیر' فرح سعید' ظہیر احمد خادمی' محمد عامر ذاکر' سعدیہ کرن' فرخ یاسمین' سعدیہ صباحت محمد مقصود رشید' فائزہ اکرام' فاخرہ اکرام جاوید اختر اویسی' سدرہ مختار' عطیہ بتول'

شیخوپورہ سے حسن عباس' عابد شہزاد' محمد نعیم' شاہد سلیم سیماب' کاشف رضا' خالد محمود' محمد شعیب شکیل' راشد محمود' سونیا عباس' زاہد محمود' قاسم منصور' محمد عاصم' منظور' حافظ سلمان' میاں زاہد انور' محمد یونس کمال۔

ہری پور سے چودھری شہزاد اصغر' حنا شبنم' محمد وسیم جی کاکا' شوکت اقبال بھمن' محمد ایاز' اطوطا' محمد سلیم [illegible] کونہ آف سگنل' خالد زمان قریشی' راشد حسین [illegible] کروڑ' آصف رحمان تنولی' حنہ چیئرمین صدیق رومانی' پرنس آف ذکی' خضر حیات خان'

کراچی سے انور محمود' شمرین ریاض' شمع گل ایوب' فیض الصباح' کاشف سلیم' ایم اکبر معراج' نازیہ عبدالجبار'

بورے والا سے محمد افضل' امسبا' محمد ارشد مقبول' ماجد پاشا' حافظ مظہر عباس' رانا محمد شاہد

فیروز تلہ گنگ' محمد عدنان خبیر نارووال' فیصل ظفر' مظفر گڑھ' عزیز الرحمن قاری شیخوپورہ' فرحت روبی رزاق ساہیوال' سدرہ مسلم گوجرانوالہ' محمد صدیق مغل فیصل آباد' صالحہ عنبرین ملتان' سیدہ ثمائلہ ربانی چونیاں' ذوالفقار علی ساجد کمالیہ' حافظ شاہد رضا گوجرانوالہ' حنا مقبول فیصل آباد محمد عمران' محمد رضوان چکوال' شمام سلیم وہاڑی' شاہدہ غلام نبی ٹوبہ ٹیک سنگھ' فہد بلال ملتان' محمد شفیق ملک مظفر گڑھ' شجاع اقبال چکوال' سیدہ فرزانہ ظہور شاہ حجرہ شاہ مقیم' محمد سعید مغل فیصل آباد' محمد سلیم چونیاں' سمیع اللہ صابر قصور' سنی ڈسکہ' رابعہ رفیق ملتان' عبدالرشید ندا گوادر' اظہر محمود چوہان کھاریاں' سندیلہ ستار وہاڑی' محمد عمران شہزاد فورٹ عباس' بچے بخش ناز' تربت حکمران' ملک محمد رشید دیوانہ فورٹ عباس'

آزاد کشمیر سے محسنہ خلیل۔ ساجد الرحمن۔ محمد ریحان الیاس۔ غزالہ صدیق۔ عرفان افضل۔ سعدیہ عارف اعوان' صباحت رحمت' نایاب طفیل' صبغہ مریم' مسرت محمود' عمارہ محمود' چودھری اعظم تبسم' ملک فریال' محمد محفوظ' مظفر گڑھ سے راشدہ قیصر' ہما فاروقی' طارق بشیر' محمد غضنفر فیض' ابوبکر صدیق بہاولنگر و بہاولپور سے ثوبیہ کلثوم' عائشہ رمضان' محمد اصغر بھٹی' محمد سرمد' عادل احمد' عظمیٰ ستار' ثوبیہ خانم' نادیہ نورین' محمد یاسر رفیق' مستنصر منصور' عاصم ستار ساجد علی'

کاشف نذیر' ساہیوال و خانیوال سے محمد اقبال ناز' صبا اقبال' ناہید اختر' راشد محمد اسلام محسن رضا فاروقی' نعیمہ کلیم' راحیل فاروق' برہان علی ہاشمی' اے حمید خالد' محمد آصف مرزا' گجرات و ٹوبہ ٹیک سنگھ سے عقیلہ اقبال' محمد رحمت اللہ بشیر' ثمینہ عطاء' زریاشیر تبسم عاتکہ' خالد محمود خان' حافظ عمران شہزاد' خرم شہزاد نظامی' عامر حسین بھٹ' رقیہ بانو محمد حسین' محمد زاہد' طیبہ شیروانی' محمد اشرف' زرینہ پیر بخش' ریحانہ ولی' محمد بلال حسن' چیوال و بھکر سے حافظ ثاقب شیراز' سہیل منصور ناصر' منزہ عنبرین' عدیل صفدر اعوان' اظہر محمود' محمد رمضان' محمد کامران' فواد نسیم' تنویر حسین بھٹی' ایمی خان' اظہر حسن بلوچ' فرخ انجم' اوکاڑہ و شکر گڑھ سے محمد نعیم اظہر چکی' رفعت فاطمہ' افشاں رشید' عائشہ لطیف' عظمہ ارمیش' ندا راشد' تنویر بشیر' سعدیہ' یاسمین محمود' وقاص خرم' خالد حنیف پاشا' آصف علی' ڈی جی خان سے محمد عمران' ملک مجید احمد' محمد ثنا الاسلام' عبدالسلام رحمانی' محمد تنویر لنگاہ' جہلم سے سمیرا وقار' مصباح وقار فاطمہ رشید راؤ' فارینا زیب' عنبرین' محمد قاسم علی' گوجرہ سے ثوبیہ ریاض' مبشر سعید عرشی' احمد سعید' کمالیہ سے نورین فاضل غلام قاسم' محمد شکیل یوسفی' کمالیہ سے عدنان افضل' قراۃ العین شرجیل ظفر' سعدیہ شریف' جھنگ سے مخدوم محمد عبدالودو عثمانی جہانزیب' وہاڑی سے شیخ غلام فاروق' نعیم طاہر' محمد عبداللہ ایبٹ آباد سے طاہرہ شیخ' طاہر فہمی خان' شاہد جمیل' بلال ریاض' قصور سے سدرہ رضا' آصف محمود طاہر' فرخ امین' حافظ آباد سے جہانزیب' عظمیٰ اعجاز صائمہ شریف راشدہ یونس' ساجدہ یونس' صادق آباد سے عالیہ ثروت' محمد عرفان صفدر' شہاب امین' ثوبیہ کنول' ماریہ رشید' محمد عارف رانا' راجن پور سے جاوید احمد فراز' عابدہ اکرم غوری خوشاب سے حسن رضا حیدری' سید احمد بہوڑ' زاہد کھوکھر خلش' پاکپتن سے ساجدہ تحریم' محمد شریف' بلوچستان تربت سے دیدگ نظر دیدگ' بشیر رحمت' اللہ نواز سبی' پشاور سے شیر نواز گل' ناہید اختر' فرزانہ یاسمین' لاڑکانہ سے عثمان ذوالنورین' عابد چانڈیو حیدر آباد سے حفیظ الرحمان لغاری' شمائلہ عمران' فوزیہ اقبال سکھر سے عبدالکریم یعقوب' طارق شہزاد' انعم' متفرق فیاض اقبال داجل' محمد کامران شاہ تلہ گنگ' عبدالقدوس حویلیاں کینٹ منیر سمندر بھجنہ' مصباح' بابر منڈی صادق گنج' آصف ندیم لنگاہ کوٹ چھٹہ معظم علی راشد ملکہ بانس' محمد فرحان قریشی خان پور' بابر جاوید فورٹ عباس شوکت عباس بازار لنڈن' سعید لیاقت کوٹ ادو' ساریہ سلیم تربیلا ڈیم علی فرحان گل بدرال' تسنیم کوثر کوہاٹ

YES, IT'S
INTERNET TIME

Mail from Worldwide Web.
E.mail address:
phool@syberwurx.com
http://Syberwurx.com/Phool

Thanks for putting such a great site on the internet. I am truly delighted to see first Urdu site on the web. Good job! keep it up.—Mohsin Ali, Chicago, USA.

As Salam o Alikum!

I love this magazine and visit it quiet often. Would it be possible for you to switch to Arabic font for the text body and Farsi for headings, because I believe it is less streneous to read Arabic than Farsi font. Please do let me know. Fi Amanillah.—Wajid Ghani Siddiqui.

Hi Phool

Wow, what a great feeling of seeing an Urdu digest. Keep it up and Hansi kay gool gapay, update it more often please. Overall, good job guys.—Akhtar Malik, Oregon State University, Corvallis.

Thanks for Phool. Now Our kids will also happy from Nawa-i-Waqt. Kind regards.—Syed Zafar Hussain, Sydney.

Good job!

One thing though, in my humble opinion, the animated pictures of flowers are quite annoying. As they seem to blink, and blink and blink ... takes away from reading the articles. Sometimes too much animation does not necessarily add to the overall quality of the page. Otherwise, an excellent job and wish you the best of luck in bringing out future issues of the Phool on-line.—Tariq.

Phool Urdu section

I was very pleasantly surprised, while surfing on the net, to find an Urdu language column. I think it is a very positive development that. I hope leads to bigger and better things. Having lived almost all of my life in the West, I always find it very ironic and pitiful that even Urdu papers and magazines including Phool use so much English in their Urdu. All my children were born in US and I am having hard time finding any videos, audio material which is suitable for kids. Most of the Pakistan films are morally so corrupted that I dare not teach my kids Urdu *using them! In addition, I have* not come across any Urdu articles written for kids whose second language is Urdu. I hope you can address this issue.—Dr Khalid Muhammad, USA.

Urdu

Great to see an Urdu magazine on the net, a super effort, nice and colourful layout, interesting contents, I can go on and on. Thank you, but is it possible to know where can we purchase an IBM compatible Urdu fonts printable programmes.—G. Choudhry. Com.

Congratulations

Dear Editor Monthly Pool, I am chain reader of this Magazine. It is very nice.—Ambreen Hameed, Paknet3.ptc.

Urdu

Hello there, I am looking any Urdu software for writing. Can you please let me know if there is anything like that available.—Sabeena, shaw.wave.Canada.

Appreciated

This the first time I was over the phool, I liked it very much. After a long time I have read some thing in Urdu. May Allah give you more achievement throughout it. I had a question, do too many people visit your web? I never seen any ad for it.—Asif, Gabrul.com.

Print your address on magazine

Akhtar Bhai Assalam-o-Alaikum, I've been with phool since its first edition. Then I came to Canada and now for about four months I'm with it. I'm happy to find your site after great difficulty because on Phool I severely read "first magazine on internet" but you never give the address. I request you to print your address on the magazine.—Junaid Mirza, Canada.

This is a nice

God may help you. You are doing a lot for Pakistan.—Shujaat, New York.

Assalam-o-Alaikum

Dear Akhtar Abbas, we have recently seen your web page. It is very charming, beautiful and attractive. We want to join your phool club, please send us information about this as soon as possible.—Shezzi Group, brain.net.pk.

Phool

Ma'sha Allah you guys have done a wonderful job for not just Pakistanis overseas, but for Pakistanis in Pakistan as well. I live in America and I just wanted to ask a question. Is the script in Urdu an image file? I can download the script in Urdu as an image file, but if it was a text file, I wouldn't be able to do that. If it is an image file, Isn't that lot of work? How are you guys uploading/downloading the files?—Mostansar Virk.

پھول کلب سیالکوٹ کی دوسری سا[illegible]

اہتمام: وقار قریشی' رپورٹ: نورین خالد' معاونین: عرفان احمد خان' سید ریاض حسین نقوی' زاہد مجید قریشی' خواجہ خرم۔ پھول کلب سیالکوٹ نے اپنی دوسری سالانہ تقریب کے موقع پر بسلسلہ گولڈن جوبلی تقریبات انوار کلب میں ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ صدر تقریب ڈی سی سیالکوٹ صفدر محمود اور مہمان خصوصی چیف ایگزیکٹو خاور اے خواجہ تشریف لائے تو ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ پہلے ویلکم سانگ پیش کیا گیا۔ کمپیئرنگ کے فرائض سٹیج سیکرٹری محمد ذیشان نے انجام دیئے اور پھول کلب کی تاریخ بیان کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز پھول ساتھی آصف نے تلاوت قرآن مجید اور کاشف نے نعت رسول مقبول ﷺ سے کیا۔ صدر پھول کلب سیالکوٹ وقار قریشی سٹیج پر تشریف لائے اور سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا ""ہم اپنے وطن کی بے لوث خدمت کرنا چاہتے ہیں۔""

اس کے بعد بچوں نے مختلف آئٹمز پیش کر کے حاضرین کا دل جیت لیا۔ رحمٰن اکیڈمی سیالکوٹ کے بچوں نے ""فینسی ڈریس شو"" اور گیت پیش کئے اور خوب داد بٹوری۔ اسلامک پبلک سکول رنگپورہ کے بچوں نے ملی نغمے اور ٹیبلو پیش کیا۔ اسلامک وطن پبلک سکول نے ملی نغمے پیش کئے لیکن پنجابی خاکہ ""ادی تیری' ادی میری"" پیش کر کے پچھلی دفعہ کی طرح اس بار بھی ہمارا پروگرام ہی لوٹ لیا۔

صدر تقریب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ صفدر محمود کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا آج یہاں آکر مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ جس طرح ""پھول"" والوں نے پھول سے بچوں کو تیاری کروا کر یہ پروگرام پیش کیا اور جس عزم و حوصلے کے ساتھ بچوں نے یہ پرفارمنس دی ہے وہ نہایت ہی قابل تحسین ہے۔ انہوں نے کہا بچے ہمارا مستقبل' ہمارا یقین' ہمارا عزم اور ہماری امید ہیں۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جن مقاصد کیلئے پاکستان حاصل کیا گیا اس کیلئے بچوں کو ملک و قوم کی تعمیر میں اہم کردار ادا کروانے کیلئے ان کی صحیح معنوں میں رہنمائی کرنی ہو گی

تقریب کے مہمان خصوصی چیف ایگزیکٹو خاور اے خواجہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا طلبہ کو چاہئے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق تعلیمی مضامین کا انتخاب کریں

چیف آرگنائزر اور نائب صدر پھول کلب سیالکوٹ عرفان احمد خان نے کہا کہ قومی زندگی کی بقا کا انحصار سراسر نئی نسل کی تربیت پر ہوتا ہے۔

صدر تقریب ڈی سی سیالکوٹ صفدر محمود نے تقریب کے اختتام پر چیئرمین پریس کلب خواجہ نسیم احمد' پرنسپل گورنمنٹ لیڈی اینڈرسن ہائر سیکنڈری سکول زہرہ چودھری' پرنسپل گورنمنٹ اسلامک وطن پبلک سکول شاہد محمود' پرنسپل رحمٰن اکیڈمی مسز یاسمین' پرنسپل اسلامک پبلک سکول رنگپورہ محمد اصغر باجوہ' پرنسپل ماڈرن سیالکوٹ پبلک سکول نمبر3 مسز رفعت آصف کو یادگاری شیلڈ زدی۔

اقبال سٹیڈیم فیصل آباد میں دوسری سالگرہ کی شاندار تقریب

[illegible]

اہتمام ورپورٹ: رضوانہ غفار' محمد سلمان — کمپیئرنگ: ریحانہ غفار' ارم' بریرہ' شازیہ

خصوصی تعاون: جناب سلطان محمود شیخ' جناب الحاج قاسم صدیقی VIP میوزیکل گروپ

پھول گرلز کلب کے سالگرہ شو کی اطلاع ملتے ہی ہم نما دھو کر [illegible] کی طرح سب سے پہلے اقبال سٹیڈیم پہنچ گئے۔ کچھ دیر میں بہت سے [illegible] سمیت آ گئے۔ پروگرام ہر لحاظ سے منفرد تھا کیونکہ سب سے پہلے ایک [illegible] کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر حبیب اسلم گابا صاحب ([illegible]) نے [illegible] نوشی کے خلاف "پرہیز علاج سے بہتر ہے" کے عنوان سے [illegible] دیا ہم بور بالکل نہیں ہوئے کیونکہ ڈاکٹر صاحب بچوں کے [illegible] بات کر رہے تھے۔ کمپیئرنگ کے فرائض ریحانہ غفار' ارم' بریرہ اور شازیہ نے ادا کیے اچانک ہی ہال میں کئی چاند جگمگانے لگے۔ جی ہاں ساتھیو ایڈیٹر بھیا [illegible] بھابھی نے عمر' ثانیلہ سمیت ہال میں قدم رنجہ فرمایا۔

معزز مہمانوں کا استقبال اسلامک فاؤنڈیشن سکول کے بچوں نے بینڈ بجا کر کیا۔ پروگرام کی صدارت جناب اختر عباس نے کی جبکہ مہمان خصوصی آرگنائزر قومی صنعتی نمائش جناب سلطان محمود شیخ تھے تلاوت کلام پاک کی سعادت سعدیہ یوسف کو حاصل ہوئی جبکہ سرور کائنات ﷺ کے حضور فوزیہ نے عقیدت کے پھول بکھیرے۔ انتہائی منفرد انداز میں ایسٹرن ایلیمنٹری سکول کے ننھے منے بچوں نے معزز مہمانوں کو ویلکم کہا اس کے بعد لیبارٹری گرلز ہائی سکول نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ علاوہ ازیں لرننگ ہوم سکول نے بھی اپنے انداز میں ویلکم پیش کیا۔ پروگرام میں ججز کے فرائض صدر پھول کلب پنجاب عظیم شوکت' این این آئی کے بیورو چیف رفعت قادری صاحب' گورنمنٹ کالج کے پروفیسر شبیر قادری صاحب نے انجام دیئے۔ ڈرامہ آرٹسٹ عتیق شیخ وقفے وقفے سے لوگوں کو اپنی پرفارمنس سے محظوظ کرتے رہے۔ خاص طور پر "نشہ ایک لعنت ہے" کے موضوع پر تیار کیا گیا ڈرامہ پسند کیا گیا۔ VIP میوزیکل گروپ مسلسل ہمارا ساتھ دیتا رہا۔ [illegible] کا مقابلہ شروع ہوا تو سب سے پہلے لیبارٹری سکول کو دعوت دی گئی اس کے بعد ایسٹرن ایلیمنٹری سکول' پنجاب ماڈل سکول' لٹل اینجلز اور لرننگ ہوم سکول کے بچوں نے [illegible] خوبصورت [illegible] پیش کیے۔ اس کے بعد [illegible] کو خطاب کی دعوت دی گئی جنہوں نے پھول کو واقعی تقسیم خوشبو کا [illegible] اس کی خوشبو 42 سے زائد ممالک میں پھیلائی۔ ایڈیٹر بھیا نے جیسے ہی [illegible] کیا تو سارے ہال پر سناٹا چھا گیا بھئی وہ اتنی اچھی اور پیاری باتیں جو کر رہے تھے آخر میں انہوں نے پھول گرلز کلب فیصل آباد کو ان کی دوسری سالگرہ پر مبارکباد دی اور کہا کہ رضوانہ اور اس کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے جنہوں نے یہ خوبصورت پروگرام سجایا اور فیصل آباد میں ایک نئی روایت ڈالی۔ بعد میں شبیر [illegible] (ڈائریکٹر شاہین کورئیر سروس) کو خطاب کی دعوت دی گئی انہوں نے سٹیج پر آتے ہی گھبراتے ہوئے کہا کہ یہ میری زندگی کا پہلا خطاب ہے۔ انہوں نے بھی پھول گرلز کلب کو مبارکباد دی VIP میوزیکل گروپ نے ملی نغمہ "ہے جذبہ جنوں" سنا کر لوگوں کے دلوں کو اور بچوں کو خوش کیا۔ اب باری تھی ملی نغموں کی۔ ایسٹرن ایلیمنٹری سکول اور لیبارٹری گرلز سکول کے بچوں نے خاص طور پر بہت اچھے ملی نغمے سنائے بعد ازاں باقی سکولوں کے بچوں نے بھی ملی نغمے سنائے۔ نیشنل نیوز ایجنسی کے بیورو چیف رفعت قادری صاحب کو دعوت خطاب دی گئی تو انہوں نے نوائے وقت گروپ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح "پھول" نے کلب بنا کر نئی روایت قائم کی ہے۔

"پٹ سیاپا" بھئی ہمیں سیاپا نہیں پڑا بلکہ یہ تو ساس بہو کا سیاپا تھا۔ جسے لیبارٹری سکول کی طالبات نے بہت منفرد انداز میں پیش کیا کہ ایڈیٹر بھیا واقعی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے (ویلڈن کا کیو) ایسٹرن ایلیمنٹری سکول کے بچوں نے پاکستان کی 50 سالہ تاریخ پر خوبصورت سبق آموز ڈرامہ پیش کیا۔ اسی طرح باقی سکولوں نے بھی خوبصورت خاکے پیش کیے۔ اس کے بعد اداکار اور ٹیلنٹ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری جناب شاہ رخ کو خیالات کے اظہار کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے پھول کو اس کی کامیابی پر مبارکباد دی اور کہا کہ جس طرح لڑکیاں [illegible] ہوئے گرلز کلب اپنی ذمہ داریاں نبھا رہا ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے۔ انہوں نے بھی خوب [illegible] نکالی (میرا مطلب ہے خوب لمبا خطاب کیا) اور مہمان خصوصی جناب سلطان محمود شیخ کی جانب سے بھی پھول کو مبارکباد دی اور پروگرام کو سراہا اور آئندہ بھی ہر ممکن تعاون کا وعدہ کیا اور کہا کہ اگر ارینجمنٹ میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو آپ یقیناً ہمیں فراخدلی سے معاف کر دیں گے۔ پروگرام میں دو ننھے منے بچوں [illegible] مشتاق اور طاہر مشتاق نے بھی شعر سنائے۔ ٹریڈرز ویلفیئر ایسوسی ایشن کے سینئر نائب صدر جناب الحاج قاسم صدیقی نے اپنے مختصر خطاب میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے آئندہ بھی ہر ممکن مدد کا یقین دلایا ترکی اور یوکرائن سے تشریف لائے ہوئے مسٹر احمد اور مس اوگا نے بھی پروگرام کو پسند کیا اور اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو میں تعریف کی۔ جب وہ "او کھی" اردو بولتے بولتے تھک گئے تو انگلش میں شکریہ ادا کیا۔ فیصل آباد پھول بوائز ونگ کے صدر غضنفر ناطق نے بھی مبارکباد دی۔ اب باری تھی فیصلے کی۔ عظیم شوکت نے بچوں کی تھکاوٹ کے پیش نظر لمبا خطاب نہیں کیا اور ڈائریکٹ رزلٹ سنا دیا۔ لیبارٹری گرلز ہائی سکول پوزیشن اول قرار پایا اور انہوں نے اپنا پچھلا ریکارڈ 1997ء برقرار رکھتے ہوئے ٹرافی 1998ء بھی حاصل کر لی۔ رضوانہ غفار (صدر پھول گرلز کلب فیصل آباد و نائب صدر پھول کلب پنجاب) نے تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ فیصل آباد گرلز پھول کلب آئندہ بھی اس طرح کے پروگرام کرواتی رہیں گی۔ اس کے بعد سالگرہ کا کیک لایا گیا جسے ایڈیٹر بھیا اور مہمان خصوصی سلطان محمود شیخ نے مل کر کاٹا اور ہال مسلسل ہیپی برتھ ڈے ٹو پھول گرلز کلب کی آوازوں سے گونجتا رہا آخر میں تمام سکولوں اور معزز مہمانوں کو اعزازی اسناد اور شیلڈز دی گئیں۔ لیبارٹری ہائی سکول کو ٹرافی 1998ء دی گئی۔ VIP میوزیکل گروپ اور ڈرامہ آرٹسٹوں کو میڈل پہنائے گئے تمام مہمانوں کو چائے اور دیگر لوازمات پیش کیے گئے۔ کیونکہ یہ تو پھول کی روایت ہے۔ اس پروگرام نے لوگوں کے دلوں پر انمٹ نقوش چھوڑے کیونکہ یہ فیصل آباد کی تاریخ میں بچوں کا سب سے منفرد پروگرام تھا۔

بھوت حکومت

محمد عادل منہاج

آخری قسط

"اے۔ یہ تم کیا کر رہے ہو؟" اندر آنے والا چلایا۔

"بھاگو۔ خبردار ہمیں ہر حال میں ان سے بچنا ہے" انسپکٹر عمران چلائے تینوں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے کرنل رائے اور اس کے ماتحت پیچھے تھے اچانک انسپکٹر عمران ایک گلی میں مڑ گئے اور تیزی سے گلی عبور کر کے ایک اور گلی میں مڑ گئے۔ اب وہ گلیوں پر گلیاں بدل رہے تھے۔

"اوہ۔ وہ لوگ کدھر گئے" گلی میں داخل ہو کر کرنل رائے بوکھلا کر بولا۔

"سنو۔ میں اس طرف جاتا ہوں تم اس طرف جاؤ۔ کرنل اور اس کے ماتحت مخالف سمتوں میں دوڑے۔

ایک گلی میں داخل ہوتے ہی انسپکٹر عمران نے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹا دیا جونہی دروازہ کھلا تینوں اندر گھس گئے۔

"اے۔ اے ... کون لوگ ہو تم" دروازہ کھولنے والا چلایا۔ انسپکٹر عمران نے تیزی سے دروازہ بند کیا اور بولے۔

"خبردار چیخنے چلانے کی کوشش مت کرنا۔ کاشف نے جوتے کے تلے میں چھپا ہوا ایک خنجر نکال لیا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم لوگ۔ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ وہ شخص خوف زدہ آواز میں بولا۔

"ہم تمہیں لوٹنے نہیں آئے یہ بتاؤ گھر میں کون کون ہے؟"

"مم میں اور میرا بوڑھا باپ۔ وہ اندر کمرے میں ہے"

"ہوں۔ اندر چلو۔ انسپکٹر عمران بولے اور اسے لیکر کمرے میں آ گئے۔

"یہ ... یہ کون ہے شیام۔ کمرے میں موجود بوڑھا چونک کر بولا۔

"پتہ نہیں پتا جی کون ہیں... شیام پریشان آواز میں بولا۔

"سنو۔ ہم خطرناک لوگ نہیں ہیں نہ تمہیں پریشان کرنا چاہتے ہیں ہم تو بس کچھ وقت یہاں گزارنا چاہتے ہیں" انسپکٹر عمران بولے۔

"مگر کیوں..." بوڑھا پریشان ہو کر بولا۔

"بس سوالات مت کرو۔ خاموشی سے ہماری بات مانو گے تو فائدے میں رہو گے ورنہ...!"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے ہم کچھ نہیں پوچھیں گے تم جو چاہے کرو" شیام گھبرا کر بولا۔

"گڈ اشرف تم ان لوگوں کے ساتھ اسی کمرے میں رہو خان محمد تم میرے ساتھ آؤ" انسپکٹر عمران خاں محمد کو لیکر دوسرے کمرے میں آ گئے۔

"ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے خان محمد نہ میک اپ کا سامان"

"جی ہاں۔ اور یہ آپ نے شک سے بچنے کے لئے کیا تھا" خان محمد بولا

"ہاں۔ مگر شک انہیں پھر بھی ہو گیا ہے خیر میرے پاس معمولی سا میک اپ کا سامان ہے میں اپنا حلیہ ذرا سا بدل کر اپنے اسی جاسوس کے گھر جاتا ہوں جس نے ہمیں خط دیا تھا وہاں سے میک اپ کر کے نوچن داس کی طرف جاؤں گا تم لوگ اس دوران یہیں رہو گے یہ لوگ بے ضرر سے ہیں"

"ٹھیک ہے سر۔ لیکن ایک مسئلہ ہے"

"وہ کیا...؟"

"اس خط کے مطابق ہمارے جاسوس نے نوچن داس کے انٹرویو کا بندوبست کروایا ہے۔ اور یہ انٹرویو لینے آپ جائیں گے اس صحافی کے روپ میں لیکن اگر اس دوران وہ صحافی بھی وہاں پہنچ گیا تو... خان محمد بولا

"ایسا نہیں ہو گا۔ اس صحافی کے گھر کی نگرانی کی جائے گی۔ جاسوس نے سارا بندوبست کر رکھا ہے اسی لئے تو میں نے یہاں آنے سے پہلے فون کر دیا تھا" وہ بولے۔

"ہوں۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ مگر سوچ لیں بغیر کسی ہتھیار کے نوچن داس کی تجربہ گاہ میں جانا خطرناک ہو گا"

"یہ خطرہ مول لینا ہی ہو گا۔ تم اس شخص شیام سے کپڑوں کا ایک جوڑا لے آؤ" وہ بولے اور خان محمد سر ہلا کر چلا گیا۔ جلد ہی انسپکٹر عمران دوسرا لباس پہن چکے تھے اور چہرے پر تل اور مونچھ کا اضافہ کر چکے تھے انہوں نے بالوں کا سٹائل بھی بدل لیا تھا۔

گھر سے نکل کر انہوں نے ادھر ادھر دیکھا اور احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے چلنے لگے۔ ابھی وہ سڑک پر پہنچے انہیں کرنل رائے نظر آ گیا۔ وہ عقابی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ انسپکٹر عمران فوراً سر جھکائے ایک اور گلی میں مڑ گئے اور پھر دوسری طرف سڑک پر جا کر نکلے پھر انہوں نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ دے دیا۔

ان کے جانے کے بعد کاشف اور خان محمد ان دونوں باپ بیٹوں کے ساتھ کمرے میں بیٹھے تھے۔

"میں کھانا پکانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اگر اجازت دو تو کھانا پکا لوں" شیام ڈرتے ڈرتے بولا۔

"کیا خیال ہے۔ بھوک تو ہمیں بھی لگ رہی ہے" کاشف بولا۔

"ٹھیک ہے آپ اس کے ساتھ باورچی خانے چلے جائیں۔ میں یہیں ٹھہروں گا اس بوڑھے کی نگرانی کے لئے مجھے کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں" خان محمد بولا

"پھر بھی ہوشیار رہنا" کاشف بولا اور شیام کے ساتھ باورچی خانے کی طرف بڑھا۔ اسی وقت دروازے پر کسی نے دستک دی۔

بڑا سا ٹرک جنگل میں داخل ہوا اور خاصی اندر جا کر رک گیا۔ ٹرک سے کچھ لوگ اترے اور پچھلا تختہ ہٹا دیا۔ پھر انہوں نے اندر جال میں لپٹی چیز کو باہر کھینچ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے تالاب کے کنارے لے آئے۔ ایک شخص نے جال کا منہ کھولا اور اس میں سے ایک مگرمچھ باہر نکلا سب نے اسے تالاب میں دھکیل دیا۔

تالاب میں پہنچ کر مگرمچھ نے سر نکال کر باہر دیکھا اور پھر پانی میں غائب ہو گیا۔

نوچن داس کے کمرے میں داخل ہو کر انسپکٹر عمران ٹھٹھک سے گئے۔ کمرے میں کرنل رائے بھی تھا۔

"آیئے۔ آیئے۔ مسٹر خوشی داس۔ دیکھئے میرے پاس وقت بہت کم ہے اس لئے ذرا جلدی انٹرویو کر لیں"

نوچن داس بولا

"میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا جناب" انسپکٹر عمران بیٹھتے ہوئے بولے۔

"سنا ہے آج کل آپ کسی خاص نیو کلیئر ہتھیار پر کام کر رہے ہیں" انسپکٹر عمران نے پوچھا

"ایک منٹ مسٹر خوشی۔ ذرا یہ بتائیں امر ناتھ صاحب نے میرا کام کر دیا ہے یا نہیں" اچانک کرنل رائے نے پوچھا۔

"جی۔ وہ میری ان سے ملاقات نہیں ہو سکی" انسپکٹر عمران بولے

"تب پھر آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں" کرنل رائے نے پستول نکال لیا۔

"کیا مطلب!" نوچن داس چونک اٹھا۔

"مطلب یہ کہ امر ناتھ کا کوئی وجود نہیں یہ ضرور کوئی غلط شخص ہے" ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر عمران نے چھلانگ لگائی مگر نوچن داس نے دیوار پر لگا ایک بٹن دبا دیا ایک شعاع چھت سے نکل کر انسپکٹر عمران پر گری اور وہ ساکت ہو کر گر پڑے۔

"میں نے ہر قسم کے خطرے کا انتظام کیا ہوا ہے" نوچن داس بولا

"ویری گڈ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ کون ہے" کرنل رائے بولا اور ان کی طرف بڑھا اور ان کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔

"اوہ... یہ... یہ تو انسپکٹر عمران ہے" وہ چونکا۔

"کیا... !!" نوچن داس چلایا۔

"ہاں۔ مزہ آ گیا۔ یہ تو بہت اہم آدمی ہمارے ہاتھ لگا ہے اس کے بدلے ہم اپنی بہت سی باتیں منوا سکتے ہیں۔ پروفیسر اب آپ دیر نہ کریں اور جو بھی تجربہ کرنا ہے فوراً کر لیں"

"ہوں۔ اب یہی کرنا ہو گا" نوچن داس بولا

تنویر اور ثاقب گھبرا گئے پھر ثاقب چھلانگ لگا کر تنویر کے کندھوں سے اتر گیا۔

"یہ فرار کی ناکام کوشش تھی" ثاقب منہ بنا کر بولا۔

"یہاں فرار کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اب تمہارا کوئی اور بندوبست کرنا ہو گا۔ راجو، شامی سب لوگ ادھر آؤ۔ وہ چلایا اور پھر تین چار غنڈے اندر آ گئے انہیں اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو کہ یہ ہل بھی نہ سکیں۔

کمرے میں بہت سے لوگ جمع تھے اور درمیان میں میز پر کرسٹل پڑا تھا۔

"انسپکٹر عمران تو ہمارے قبضے میں آ چکا ہے اور اس کے چند ساتھی بھی ایک گھر سے پکڑے گئے ہیں۔ فی الحال وہ سخت قید میں ہیں لیکن خطرہ پھر بھی موجود ہے کہ دشمن ملک سے کچھ اور جاسوس نہ آ جائیں لہٰذا اب ہم یہ تجربہ شروع کر دیں گے۔

"نوچن داس بولا ٹھیک ہے، سارے انتظامات مکمل ہیں" ڈاکٹر شیام بولا

اور پھر انہوں نے احتیاط سے کرسٹل کو کاٹ کر کیڑہ نکال لیا اور نازک ترین اوزاروں کی مدد سے اسے چیر ڈالا۔

"یہ اس کیڑے کا خون ہے۔ آپ اس کا جائزہ لیں" نوچن داس بولا اور ڈاکٹر شیام سلائیڈ پر خون لگا کر خورد بین سے اس کا جائزہ لینے لگا۔

فون کی گھنٹی بجی۔ آئی جی صاحب نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔ جی۔ کیا کہا۔ اوہ۔ میں پہنچ رہا ہوں"

"کیا ہوا خیر تو ہے" ڈی آئی جی بولے۔

"نہیں خیر نہیں ہے۔ پروفیسر سلطان اپنی کار میں ائر پورٹ جا رہے تھے کہ ان کی کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی"

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا"

"ہاں اور مجھے تو یہ ایک سازش لگتی ہے پہلے تنویر اور ثاقب کہیں غائب ہو گئے ہیں اور اب پروفیسر سلطان کی کار کا حادثہ ہمیں فوراً ہسپتال پہنچنا ہے"

"چلیئے" دونوں تیزی سے ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس وقت کمرے میں اہم اعلیٰ عہدیدار موجود تھے۔

"تو پھر آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں سر۔ جبرستان انسپکٹر عمران کے بدلے اپنے چند جاسوس چھڑوانا چاہتا ہے"

"میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں وہ جاسوس بھی اب ہمارے لئے بوجھ ہیں ہم ویسے بھی انہیں سزائے موت دینے کا فیصلہ کر ہی چکے تھے۔ اگر ان کے بدلے ہمیں انسپکٹر عمران اور ان کے ساتھی واپس مل جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ہمیں ان لوگوں کی ضرورت ہے"

"اور یوں بھی سر جس چیز کا سارا جھگڑا تھا وہ تو ختم ہو چکی وہ کرسٹل ضائع ہو چکا ہے۔ جبرستان کے مطابق وہ تجربہ بھی ناکام ہو گیا ہے۔ اس چکر میں پروفیسر سلطان بھی بری طرح زخمی ہو چکے ہیں۔ ابھی تک وہ ہسپتال میں ہیں"

(ایک ماہ بعد)

"ہم اپنی تلاش میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ سر" ایک فوجی بولا

"افسوس کتنی محنت سے ہم نے اس کیڑے کے خون سے مطلوبہ ڈی این اے نکالا تھا۔ اور اسے مگرمچھ کے انڈوں میں مکس کر دیا تھا۔ اور وہ مگرمچھ ہی تالاب سے کہیں غائب ہو گیا" نوچن داس افسوس زدہ لہجے میں بولا۔

"مگر سر آخر یہ سب تھا کیا اس کیڑے کے خون میں کیا تھا" فوجی افسر بولا

"ہاں اب بتانے میں کیا حرج ہے دراصل لاکھوں سال پہلے یہ کیڑے ڈائنو سارز کے جسم پر رہتے تھے اور اس کا خون چوس کر گزارہ کرتے تھے۔ پروفیسر کا خیال تھا کہ ان کیڑوں کے خون میں ڈائنو سارز کا خون بھی شامل ہے لہٰذا کیوں نہ ایسے کسی کیڑے کا فوسل ڈھونڈا جائے اور کیڑے کے خون سے ڈائنو سارز کا ڈی این اے نکال کر اسے اس سے ملتے جلتے کسی جانور مثلاً مگرمچھ میں شامل کر دیا جائے اس طرح مگرمچھ کے انڈوں سے ڈائنو سارز پیدا ہوں گے" نوچن داس نے بتایا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر اس کا فائدہ" فوجی حیران ہو کر بولا۔

"دراصل پروفیسر سلطان ڈی این اے میں کچھ تبدیلیاں کرنا چاہتا تھا کہ کسی طرح ڈائنو سارز پالتو جانور بن جائے اور ان سے فوجی مقاصد کے کام لئے جائیں ذرا سوچو آج کل کوئی اس خوف سے کیمیائی ہتھیار استعمال نہیں کرتا کہ وہ خود بھی اس کا شکار ہو جائے گا لیکن اگر کسی فوج کے مقابلے میں ڈائنو سارز چھوڑ دیئے جائیں تو وہ تو فوج کو تہس نہس کر دیں گے جس طرح پہلے ہاتھیوں سے کام لیا جاتا تھا"

"اوہ۔ تو یہ منصوبہ تھا" فوجی بولا

"ہاں چلو اب اس جنگل میں رک کر کیا کرنا"

وہ سب خیمے سے نکلے اور باہر کھڑی جیپ کی طرف بڑھے اسی وقت زمین لرزنے لگی "شش ۔۔۔ شاید زلزلہ آ رہا ہے" فوجی ہکلایا۔

"ارے۔ اف۔ یہ کیا" نوچن داس چلایا۔ دوسرے فوجیوں نے بھی مڑ کر دیکھا اور دھک سے رہ گئے ایک بہت بڑی بلا ان کے سر پر موجود تھی۔ اس کا محیط بے تحاشا تھا اور وہ تین ٹانگوں پر کھڑی تھی گردن بہت لمبی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی۔

"یہ ۔ ۔ ۔ یہ کیا ہے" ایک فوجی چلایا۔

"شش ۔ ۔ ۔ شاید ۔ ۔ ۔ یہ۔ یہ۔ وہی ڈائنو سارز ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ مگرمچھ اس جنگل میں ہی کہیں تھا اور اس کے انڈے سے یہ۔ یہ بلا پیدا ہو چکی تھی"

"مم ۔ ۔ مگر۔ یہ۔ ڈائنو سارز تو نہیں لگتا"

"ہاں شاید صدیوں میں اس کے ڈی این اے میں کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے اور ۔۔۔ اور ڈائنو سارز اس بلا میں تبدیل ہو گیا ہے"

اسی وقت اس بلا یا بھوت نے حرکت کی اور ان کی طرف بڑھا۔

"بھاگو" نوچن داس چلایا اور وہ سب اندھا دھند بھاگ کھڑے ہوئے۔

پوری کی پوری عمارت اچانک دھڑام سے گر پڑی۔ گاڑیوں کو ایمرجنسی بریک لگانے پڑے اور پھر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں ایک بہت بڑی بلا ان کے سامنے موجود تھی۔ لوگ چیختے چلاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگے سارے شہر کا نظام تباہ و برباد ہو گیا۔ وہ بلا جدھر کا رخ کرتی ادھر تباہی و بربادی پھیل جاتی۔

"یہ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے نوچن اب بتاؤ کیا کریں۔" جبرستان کا صدر چلا رہا تھا۔ "مم۔ مجھے کیا معلوم تھا سر کہ اس تجربے کا یہ انجام ہو گا میں نے تو ملک کے لئے بہتر ہی سوچا تھا"

"خاک بہتر سوچا تھا اب بتاؤ کہ اس بھوت پر کیسے قابو پائیں یہ تو سارے ملک کو تہس نہس کر دے گا دوسرے ممالک بھی چیخ رہے ہیں کہ یہ بلا کہیں ان کے ملک میں نہ گھس جائے"

"سر ایک ہی طریقہ ہے کہ اس پر زہریلے کیمیائی ہتھیاروں سے حملہ کر دیا جائے"

"کیا اس سے ہمارا ملک متاثر نہیں ہو گا" صدر نے کہا

"وہ تو ہو گا سر مگر کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا ملک تو یوں بھی متاثر ہو رہا ہے"

"ٹھیک ہے کچھ کرو۔ اس سے پیچھا چھڑاؤ"

"یہ ۔ ۔ ۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں" پروفیسر سلطان بولے۔ وہ اب صحت یاب ہو کر گھر آ چکے تھے۔ "وہی جو حقیقت ہے دراصل ہماری سوچ ہی غلط تھی ہمیں قدرت کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہئے تھا قدرت کا اپنا ایک نظام ہے جو چیز جس زمانے میں موزوں ہوتی ہے اللہ اسے اسی زمانے میں پیدا کرتا ہے جن جانوروں اور چیزوں کا زمانہ گزر چکا ہمیں انہیں دوبارہ دنیا میں لانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ انسپکٹر عمران بولے۔

"ہاں۔ تم ٹھیک ہی کہتے ہو" پروفیسر سلطان نے ایک آہ بھری۔

"شکر کریں کہ کیمیائی ہتھیاروں کی مدد سے اس بلا کو ختم کر دیا گیا ورنہ تو ساری دنیا ایک خوف میں مبتلا ہو جاتی" تنویر بولا۔ نمبر زیرو مگرمچھ غائب ہونے کا سن کر اور پروفیسر کو زخمی کر کے جب واپس جبرستان فرار ہوا تو ان دونوں کو آزاد کر دیا گیا تھا کیونکہ اسے مگرمچھ کی تلاش کے سلسلے میں بلا لیا گیا تھا۔

"ہاں۔ اللہ کا شکر ہے ایک دن میں اس نے اتنی تباہی پھیلا دی تو چند دن میں نہ جانے کیا ہو جاتا۔ خیر ایک لحاظ سے اچھا ہوا کہ ہم یہ تجربہ نہ کر سکے جبرستان کو اپنے کئے کی سزا خود ہی مل گئی"

"واقعی ہم سب تو بال بال بچے" ثاقب بولا۔

یہ بھی بھلا کوئی غم ہیں

پیارے اللہ میاں!
ہمیشہ کی طرح رحیم و کریم رہیں!!!
اللہ جی! [illegible]

تو دل ہے دل میں رہتے ہو تو ٹھیک ہے ... بھلا پاس آ کر کیا بتانا درد ہے کتنی تکلیف ہے۔ آپ تو اذیت پسند نہیں پھر مسلمان اتنی تکلیف میں کیوں ہے

میں نے تو سنا تھا اللہ جی کے آس پاس کوئی غم نہیں پھر یہاں اتنے کانٹے ہیں ...... انہیں دور کیوں نہیں کر دیتے

پھر گنواؤں کیا وہ کانٹے جو آس پاس ہیں؟ میں کیا بتاؤں ...... تو سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے اور چاہے تو ذرہ سا ان غم کے یہ کانٹے نکال دے ...... وہ کانٹے جو [illegible] ...... وہ کانٹا جو میرے [illegible] کے غم کا ہے' وہ جو ...... میرے لوگوں کی [illegible] کا غم ہے؟ وہ کانٹا جو میرے لوگوں کے بکھرنے کا غم ہے' وہ کانٹا جو آزاد ہو کے بھی خود ساختہ پابندیوں کی زنجیر میں جکڑے ہے ...... وہ کانٹا جو میرے لوگوں کے مقصد سے دور ہٹنے کا غم ہے' وہ کانٹا جو بچھڑوں کی تڑپ کا غم ہے ...... وہ کانٹا جو مظلوم لوگوں کی محرومیوں کا غم ہے اور وہ کانٹا جو تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات سے دوری کا غم ہے!!!

اور بس یہی اور صرف یہی غم کے کانٹے ہیں جو تو نکال دے تو تیرے سارے مسکین کانٹوں سے پاک ہوں گے میں دیوانہ ...... پاگل ہوں کیا جسے یہ غم ہو کہ فلاں خوبصورت لباس میرے پاس کیوں نہیں' فلاں میگزین میں میری تحریر کیوں نہیں چھپی یا فلاں شخص نے میرے ساتھ Misbehve کیا' نہیں اللہ میاں نہیں یہ بھی بھلا کوئی غم ہیں یا غم کے کانٹے؟؟؟؟ نہیں تو ...... کانٹے تو بس ان غموں کے ہیں جو میرے لوگوں کے دل زخمی کر گئے اور ان [illegible] میرے دل میں ہر لمحہ چبھ رہی ہیں ...... یا اللہ ان [illegible] ...... تو پیار ہے ...... بس تو پیار ہے!!! [illegible] پیار کی ادا سکھلا ...... تیری سب سے پیاری [illegible]!!!

کلیاں

میرا نام عائشہ سعید ہے اور میں سیکنڈ ائر میں ہوں۔ میوزک اور مطالعہ میرا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ کھیلوں میں کرکٹ اور بیڈمنٹن پسند ہیں۔ اب سوچا ہے کہ کیوں نہ کلیاں پر زور آزمائی کی جائے۔

چلو کباب

3 چمچ مارجرین، مرغی یا گائے کا گوشت آدھا کلو، پسی ہوئی پیاز ایک عدد، پسا ہوا لہسن ایک چمچ، نمک ایک چمچ، لیموں کا رس 1/2 پیالی، تھوڑی سی دار چینی۔

ترکیب:۔ گوشت کو ایک گھنٹے کے لئے فریز کریں۔ پھر نکال کر ان کے ٹکڑے کر لیں۔ سب سے پہلے گوشت میں لیموں کا جوس ڈالیں اور ساتھ ہی لہسن، پیاز، نمک، کالی مرچ، اور دار چینی ملا دیں۔ ان تمام چیزوں کو اچھی طرح مکس کر لیں۔ مارجرین کو پگھلا کر ان ٹکڑوں کے اوپر لگائیں۔ پھر انہیں باربی کیو کر لیں۔ یا ایک کڑاہی میں ایک چمچ مارجرین ڈال کر گرم کریں اور گوشت ڈال کر ڈھک دیں اور پندرہ منٹ تک پکائیں۔

میرا نام زمرد طاہرہ یوسف ہے میں دسویں کلاس میں پڑھتی ہوں۔ ٹی وی دیکھنا کہانیاں پڑھنا اور شاعری کرنا میرا شوق ہے پروین شاکر میری پسندیدہ شاعرہ ہیں خدا انہیں جنت نصیب کرے۔

تلے ہوئے سیب

اجزاء:۔ سیب بڑے 3 عدد، انڈے 3 عدد، میدہ آدھ پاؤ، چینی آدھ پاؤ، گھی حسب ضرورت

ترکیب:۔ سیب چھیل کر گول گول کاٹ لیں۔ تیز چاقو کی نوک سے بیج نکال لیں۔ انڈوں کی سفیدی اور زردی الگ الگ پھینٹ لیں اتنا پھینٹیں کہ سفیدی جھاگ ہو جائے پھر اس میں چینی اور میدہ ملا دیں اور خوب پھینٹتے جائیں جب یہ سب یکجان ہو جائیں تو زردی بھی اس میں شامل کر لیں اب سیب کا ٹکڑا لے کر اس تیار شدہ آمیزے میں لتھیڑیں اور فرائی پین میں گھی کڑکڑا کر تلتے جائیں ایک ایک ٹکڑا آہستہ سے ہلکی آنچ پر تلیں اور سرخ ہونے پر اتارتے جائیں۔ مزیدار سی آسانی سے تیار ہونے والی سویٹ ڈش تیار۔

میرا نام مسرت نذیر ہے میں کافی عرصے سے پھول پڑھ رہی ہوں مجھے کوکنگ کرنے کا بہت زیادہ شوق ہے بعض اوقات تو یہ شوق جنونی ہو جاتا ہے۔ مزے مزے کے کھانے آپ بھی اچھے ذوق سے بنائیں اور خوب شوق سے نوش فرمائیں۔

پنیر سینڈوچ

اشیاء:۔ ڈبل روٹی سلائس، پنیر 105 اونس، میونز حسب ضرورت، کالی زیتون، حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ توسٹ کو سینک لیں پھر اس پر پنیر کی تہہ لگالیں اور درمیان میں میونز لگا دیں اور سائیڈوں سے کالی زیتون لگا کر کھانے کے لئے پیش کریں۔

میرا نام میمونہ وحید ہے III ایئر کی طالبہ ہوں اور پھول 90ء سے پڑھ رہی ہوں پہلے میں بہت سارے رسالے پڑھتی تھی پھر میں نے پھول کو اپنا لیا پھول میں کوئز کا سلسلہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اور کھانا کھانے کا بھی شوق ہے۔ پکانا کچھ نہیں آتا سوائے چند چٹ پٹی ڈشز کے جو حاضر خدمت ہیں۔

بادامی قورمہ

اشیاء:۔ گوشت بغیر ہڈی کے آدھ کلو، بادام دس عدد، سرخ مرچ ثابت چھ عدد، دھنیا ثابت ایک چائے کا چمچ، خشخاش اور سفید زیرہ (ثابت) ایک چائے کا چمچ، ناریل دو انچ کا ٹکڑا چوکور، بھنے ہوئے چنے دو چائے کے چمچ، چھوٹی الائچی تین عدد، لونگ تین عدد، کالی مرچ چھ عدد، بڑی الائچی ایک عدد، دہی ایک پیالی، ادرک، لہسن ایک چائے کا چمچ، پیاز درمیانہ سائز دو عدد، گھی آدھی پیالی، نمک حسب ذائقہ

ترکیب:۔ گوشت کو دھو لیں۔ پیاز چھیل کر لچھے دار کاٹ لیں۔ بادام، لال مرچ، دھنیا، سفید زیرہ، خشخاش اور ناریل کو فرائی پین میں بغیر گھی کے بھون لیں پھر چنے ملا کر سل پر باریک پیس لیں۔ دہی کو خوب اچھی طرح پھینٹ لیں۔ ایک دیگچی میں گھی اور پیاز کے لچھے ڈال کر آنچ پر رکھ دیں۔ پیاز بادامی ہو جائے تو گھی سے نکال وہ بھی باریک پیس لیں گھی میں چھوٹی و بڑی الائچی لونگ اور کالی مرچ ڈال دیں۔ الائچیاں پھول جائیں تو ادرک، لہسن تمام پسے ہوئے مسالے، نمک اور پاؤ پانی ڈال کر مسالہ بھون لیں پھر گوشت ڈال دیں۔ گوشت کا باقی پانی بھن جائے تو دہی ڈال دیں۔ دہی کا پانی بھن جائے تو اندازے سے گوشت گلانے کے لئے پانی ڈال دیں۔ گوشت گل جائے اور تھوڑا سا شوربہ باقی رہ جائے تو آنچ سے اتار لیں۔

میرا نام سمیرا شفیق ہے۔ میں نے حال ہی میں (ایف اے) اے گریڈ میں پاس کیا ہے اور بی اے میں ایڈمیشن لیا ہے۔ میرا پسندیدہ مشغلہ اچھی اچھی کتابیں پڑھنا اور جمع کرنا ہے۔

مصالحے دار ٹینڈے

اشیا: ٹینڈے ایک کلو پیاز ایک پاؤ

مرچ اور نمک حسب ذائقہ مسالے دو چمچ ادرک ایک گھی سرخ ٹماٹر 4 عدد ہری مرچیں 5 عدد اگر چاہے تو ایک پاؤ قیمہ گھی پاؤ

ترکیب: ان سب چیزوں کو (یعنی ٹینڈوں کے علاوہ) چھیل کر کاٹ لیں اور پھر ان سب کو اچھی طرح مکس کر کے گرائنڈ کر لیں اس کے بعد ٹینڈوں کو چھیل لیں اور لمبی نوک والی چھری یا چمچ لے کر ٹینڈوں کے سروں میں سوراخ کر کے اندر سے مادہ نکالیں اور یہ مکس چیزوں کو چمچ کی مدد سے خالی ٹینڈوں میں بھریں ان ٹینڈوں کو گرم گرم گھی میں ڈال کر ان کو بھونتے جائیں پھر تھوڑے سے اور پیاز لیں اور اس کو علیحدہ دیگچی میں ڈال کر بھونیں پھر اس میں بھونے ہوئے ٹینڈے ڈالیں تھوڑی دیر تک اوون میں رکھیں یا ہلکی آنچ میں رکھے مزیدار سالن تیار ہے

میرا نام رضوانہ غفار ہے اور میں تھرڈ ائیر میں پڑھتی ہوں میں کھانا بنانے کے ساتھ ساتھ اچھا کھانا کھانے کی بھی شوقین ہوں۔ میں اکثر نئی نئی ڈشز بناتی رہتی ہوں تاکہ گھر والوں پر [illegible]ائی کرتے ہوئے میں مہمانوں کو لذیذ کھانے کھلا سکوں میرے گھر والے میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

جیم رول ود آئس کریم

اشیاء:

خشک خوبانی آدھا پاؤ
چینی ایک پیالی
لیموں ایک عدد
ڈبل روٹی کے سلائس چار
بڑے چمچ
مکھن چار بڑے چمچ
بٹر پیپر 2 عدد
سرخ کھانے کا رنگ ایک چٹکی
پانی 2 پیالی
جیلاٹن پاؤڈر 2 چمچ

(ترکیب):۔ خوبانی کو دھو کر بھگو دیں کم از کم دو گھنٹے کیلئے بھیگا رہنے دیں پھر خوبانی کی گٹھلی نکال کر دو پیالی پانی ڈال کر شیک کر لیں۔ اب کسی برتن میں ڈال کر اسے چولہے پر رکھ دیں اور پکنے دیں گاڑھا ہونے پر چینی ڈال دیں اور لیموں کا رس نچوڑ کر وہ بھی اس میں ڈال دیں اور ساتھ ہی سرخ کھانے کا رنگ بھی ڈال دیں جب چینی کا پانی خشک ہونے لگے تو جیلاٹن پاؤڈر ڈال کر گھوٹ دیں اور پھر ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں اب ڈبل روٹی کے سلائس پر ایک طرف ہلکا ہلکا مکھن لگائیں اور ٹھنڈی خوبانی کا جیم ایک چمچ بھر کر رکھیں اور کنارے سے پکڑ کر رول کر دیں اور بٹر پیپر میں لپیٹ کر فریزر میں رکھ دیں جب پیش کرنا ہو تو نکال کر بٹر پیپر سمیت دس منٹ کیلئے اوون میں رکھ دیں ہلکا براؤن ہونے پر نکال لیں اور بٹر پیپر اتار کر آئس کریم کے ساتھ یا ناشتے میں بچوں کو دیں یقیناً پسند آئے گا۔

میرا نام عائشہ ہے سال دوئم کی سٹوڈنٹ ہوں میرے مشاغل باغبانی اور قدرتی مناظر کی فوٹوگرافی کرنا ہے پیار مجھے اپنے بھائیوں سے ہے بہنیں میری بہترین دوست ہیں میرے فیورٹ کھانے چکن بریانی آلو بھی قیمہ اور آلو سے بنی ہوئی ساری ڈشز آئس کریم اور چاکلیٹ بھی چھوٹے اور خود غرض برے لگتے ہیں فیورٹ گیمز بیڈ منٹن اور کرکٹ ہیں۔

چکن الاکیو

چکن کے باریک ٹکڑے ابلے ہوئے دو کپ آلو ابلے ہوئے دو عدد، مسٹرڈ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، انڈہ ایک عدد، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، ڈبل روٹی کا چورا دو کپ، مرغی کی ٹانگوں کی ہڈیاں ابلی ہوئی چار یا چھ عدد، مکھن تین چمچ

درمیانے سائز کے آلو ابالنے کے بعد شریڈ کر کے برتن میں ڈال لیں اسی برتن میں ابلے ہوئے چکن کا چورا، نمک، کالی مرچ اور مسٹرڈ پاؤڈر ڈال دیں اب ان سب چیزوں کو ہاتھوں سے اچھی طرح مکس کریں ہڈی کے سرے پر فریزن مکھن اچھی طرح لگائیں تاکہ ہڈی کا سرا چھپ جائے مواد کو چار حصوں میں تقسیم کریں اور ایک حصہ لے کر ہاتھ پر رکھ لیں اور اس کا پیالہ سا بنائیں اور درمیان میں ہڈی رکھ کر مواد کریں اس کے ساتھ لپیٹ دیں اب اس کو پھینٹے ہوئے انڈے میں رول کریں پھر بریڈ کرامز میں رول کر کے اس کو تیل میں ڈال دیں اور درمیانی آنچ پر گولڈن کر لیں چٹ پٹی ڈش تیار ہے سلاد کے پتے ٹماٹر اور سبزیوں کا سلاد بنائیں اور چائے یا کھانے کے ساتھ کھائیں۔

میرا نام شبنم جبیں ہے پھول میں لکھا تو پہلے بھی ہے مگر کلیاں کے صفحے کے لئے پہلی مرتبہ لکھ رہی ہوں۔ وہ بھی اس دعا کے ساتھ کہ پہلی کوشش ہی بنے لگ جائے اور مختلف قسم کی ادبی، مذہبی کتابیں، پڑھنا بہت اچھا لگتا ہے۔ کوکنگ اور بیکنگ کا بھی بہت شوق ہے۔ پینٹنگ کا بھی شوق ہے

مفید باتیں

گوشت خراب ہونے بچانے کا طریقہ

گرمیوں کے موسم میں گوشت کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے ایک سوتی کپڑے کا ٹکڑا لیکر سرکہ اور پانی ملا کر اس میں ڈال کر نکال لیں۔ اب اس کپڑے میں گوشت ڈال کر رکھ دیں۔ جلدی خراب نہیں ہو گا۔

گوشت جلدی گلانے کی ترکیب

(1) پکتے ہوئے گوشت میں ایک کلو گوشت میں ایک چھالیہ ڈال دیں۔ گوشت جلد گل جائے گا۔

(2) پکتے ہوئے گوشت میں ایک چٹکی میٹھا سوڈا یا ایک کھانے کا چمچ شکر ڈال دیں۔

پیاز کاٹنے کا طریقہ

اگر آپ چاہتی ہیں کہ پیاز کاٹتے ہوئے اور بعد میں آپ کو رونا نہ پڑے تو ایسا کریں پیاز چھیل کر دو حصوں میں کاٹ کر کچھ دیر پانی میں ڈبو دیں۔ پھر کاٹیں، پیاز میں ایک قسم کا اسپٹ پایا جاتا ہے اسی لئے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں گرتی ہیں۔

کھانے میں زہریلی چیز کا شک دور کرنا

کھانا پکاتے وقت اگر یہ شک ہو جائے کہ اس میں کوئی زہریلی چیز شامل ہو گئی ہے تو چمچ میں وہ کھانا لیکر آگ میں ڈال دیں جو بھی آپ بنا رہی ہیں اگر نیلے رنگ کی شعاعیں نکلیں تو اس کا مطلب ہے کہ کھانا کسی زہریلی چیز کے گرنے یا غلطی سے ڈالے جانے کی وجہ سے زہریلا ہو گیا ہے۔

ماسک

گلاب کا عرق 3 ٹیبل سپون دلیہ، دو ٹیبل سپون، دودھ دو ٹیبل سپون پانی حسب ضرورت پانی میں دودھ اور دلیہ لیکر ہلکی آنچ پر پکا لیں۔ عرق گلاب بھی ملا دیں۔ پیسٹ بن جائے تو اتار کر ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھیں۔ نیم گرم ہو تو چہرے پر لگا لیں۔ خشک ہونے پر اتار لیں

اسکن ٹونر

دودھ: 2 ٹیبل سپون ایک عدد لیموں گلاس عرق گلاب ایک ٹیبل سپون ان سب اشیاء کو ملا کر کاٹن وول سے چہرے پر لگا لیں گردن پر بھی 15 منٹ بعد دھو لیں۔

پھول بک شیلف

BOOKSHELF

زہرا ستار

فاتح سبونہ، جینٹلمین بسم اللہ، جینٹلمین الحمد للہ، جینٹلمین للہ اللہ اور برف کے قیدی کے مصنف کرنل اشفاق حسین، کا قلم اردو مزاح نگاری کے وجود میں نئے خون کی روانی کا باعث ہے آج بھاگتے دوڑتے دور میں چند ہی کتابیں ایسی ہیں جو آپ کے ذہن و دل کو اطمینان و سکون اور باوقار اور مہذب مزاح اور تفریح فراہم کرتی ہیں اور چلتے چلتے کوئی نہ کوئی لفظوں اور جملوں کے خوبصورت موتی آپ کے دامن میں ڈالنا نہیں بھولیں جو آپ کو اگر ایک ساعت بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنے پر آمادہ کرتی ہیں تو دوسری ساعت آپ کو لازماً سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں جو اس قدر سچے لفظوں اور جذبوں سے مزین ہوتی ہیں کہ آپ کو اس کتاب کو قبول کرنے اور اپنا دوست بنانے میں بالکل دشواری محسوس نہیں ہوتی اور یہ سب کچھ آپ کو کرنل اشفاق حسین کی کتابوں میں نظر آتا ہے مجھے امید ہے آپ میں سے بیشتر قارئین اس بات سے اتفاق کریں گے اور جو نہ کریں۔ تو وہ ایک نظر بک شیلف ضرور پڑھیں جہاں کچھ مسکراہٹیں اور زندگی بخش آنسو ملیں گے وہاں بہت سی سچائیاں اور حقیقتیں بھی آپ کی منتظر ہوں گی۔

سوال جواب

س:۔ سوالنامے کے جواب میں ایک دن ہمیں جی ایچ کیو طلب کیا گیا ایک جنرل کی سربراہی میں ایک لمبا چوڑا بورڈ بہت سے افسروں سے پوچھ گچھ میں مصروف تھا ہماری باری آئی چند بے ضرر سے سوالات جنرل نالج سے متعلق عرب کا جغرافیہ وغیرہ وغیرہ

بہت سے سوالوں کے بعد ایک ماہر لسانیات نے سوال داغا

"صاحب یہ بتائیے منفضرہ کا کیا مطلب ہے؟"

"جی معلوم نہیں"

"کیوں"

"نہ جاننے کے لئے کسی جواز کا ہونا ضروری ہے کیا؟"

"لیکن آپ نے لکھا ہے کہ آپ عربی پڑھنا چاہتے ہیں"

"اسی لئے لکھا ہے کہ عربی جانتے نہیں ہیں جانتے ہوتے تو کوئی اور زبان سیکھنا چاہتے۔"

بورڈ کے ارکان قائل ہوگئے ہمیں عربی زبان سکھانے کے لئے منتخب کر لیا گیا۔ (جنٹلمین الحمد للہ)

"کچھ نہیں ماں بس ذرا لڑائی ہوگئی تھی"

چھ دسمبر کی رات گیارہ بجے کا وقت ہوگا بلیک آؤٹ کی وجہ سے ہر طرف تاریکی تھی گلبرگ کے ایک چھوٹے سے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے ایک خاتون دروازہ کھولتی ہیں "کون" "جی آپ کا کوئی فوج میں ہے" "میرا تو سب کچھ فوج میں ہے" ماں نے جواب دیا میجر شبیر آپ کا بیٹا ہے؟

"جی ہاں"

"جی وہ شہید ہوگئے ہیں"

شبیر کی والدہ بڑے تحمل سے خبر سنتی ہیں جسد خاکی سلیمانکی سے روانہ ہو چکا تھا رات کو کسی بھی وقت گھر پہنچنے کا امکان تھا۔ شبیر کے والد رشتہ داروں کو اطلاع دینے کیلئے نکل کھڑے ہوئے اور شبیر کی والدہ نے ڈرائنگ روم میں پلنگ ڈالا۔ اس پر سفید اجلی چادر ڈالی اور آنکھوں میں نمی کا غبار لئے سڑک پر آگئیں۔ صبح چار بجے کے قریب ایک فوجی ٹرک گلبرگ چوک میں نمودار ہوا شبیر کی والدہ آگے ہوئیں اور ٹرک سے میت اتروائی گئی۔

شبیر خون آلود وردی میں ملبوس سفید چادر والے پلنگ پر لیٹے تھے۔ ماں خاموش ٹکٹکی باندھے شبیر کو دیکھتی رہیں۔ بچپن کی وہ لڑائیاں یاد آگئیں۔ شبیر کا ایک ہی جواب ذہن میں گونج رہا تھا کچھ نہیں ماں بس ذرا لڑائی ہوگئی تھی۔ ماں تو قمیض بھی نہیں بدل سکتی تھی کہ شہیدوں کو انکی وردی میں دفنایا جاتا ہے۔

فاتح سبونہ کرنل اشفاق حسین) مرسلہ طاہرہ نبی خان حویلیاں کینٹ

"اعتماد"

آپ نے پورے اعتماد سے اس کو نیچے اترنے کا حکم دیا بازو زخمی تھا اور اس سے درد کی ٹیس اٹھ رہی تھیں بھارتی ڈرائیور کو پاس ہی پڑی ہوئی پچیس پونڈ کا گولہ پھینکنے والی ایک توپ کو ٹرک میں رکھنے کا حکم دیا جب توپ بندھ گئی تو ایک ایمونیشن سے بھرا ہوا ٹریلر بھی ٹرک سے بندھوایا اور زخمیوں کو ٹرک میں سوار کروانے کے بعد ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالا اور بھارتی ڈرائیور کو اپنے دو ساتھیوں کے درمیان بٹھایا ٹرک کو اپنے کیمپ کی طرف لے چلے۔ بھارتی ڈرائیور چلایا۔

"سرا! اودر تے مسلے نہیں، کدر چلے او؟"

شبیر نے جواب دیا

"بس اور دا ای جانا ایہہ۔ آپاں وی مسلے ای آں" ادھر بھارتی ڈرائیور کو جب پتہ چلا کہ جس افسر کی وہ بلا چوں چراں تعمیل کرتا رہا ہے شبیر کے ساتھی اس کی مشکیں کس چکے تھے۔

(فاتح سبونہ.... کرنل اشفاق حسین طاہرہ نبی خان حویلیاں کینٹ)

مشکلے نیست کہ آسان نشود

ایک دلیر اور جرات مند آدمی زندگی کی یکسانیت سے کبھی سمجھوتہ نہیں کرتا وہ مہم جوئی کے نئے پہلوؤں کی تلاش میں رہتا ہے روز مرہ کے واقعات جو ایک کم نظر کوتاہ نظر، کوتاہ نظر، شخص سے گہرے غور و خوض کے متقاضی ہوتے ہیں وہ انہیں خاطر میں ہی نہیں لاتا دنیا کی نظروں میں شاید وہ لاپروا کہلائے لیکن در حقیقت اس کی نگاہ بلند مقاصد اعلیٰ اور اڑان اونچی ہوتی ہے وہ کوہ وہ بیابان سے سیل تندور بن کر گزر جاتا ہے اور اونچی چٹانوں پر پہنچ کر بسیرا تو کر لیتا ہے لیکن کار آشیاں بندی سے بے نیاز رہتا ہے طلوع ہونے والا ہر دن اس کیلئے کچھ کر گزرنے کی تمناؤں کا نقیب بن کر آتا ہے اور چھا جانے والی ہر رات اس سے پوچھتی ہے کہ آج تو نے کیا کیا؟ اور اس سوال کو وہ شانے اچکا کر، ہونٹ چبلا کر، یا سر جھٹک کی نظرانداز نہیں کر سکتا پسند و ناپسند کا معیار بھی زندگی کے اسی رویے سے استوار ہوتا ہے نفیس طبیعتیں کلیوں کے کھلنے، پھولوں کے مسکرانے، اور چمن کی مہکاروی میں خوش رہنے کے جواز ڈھونڈ لیتی ہیں افسردہ اور قنوطیت پسند لوگوں کو بہتے جھرنوں کا مترنم پانی خوش آتا ہے نہ برسات کے دنوں میں آسمان پہ بکھرے دھنک رنگ مدھم طبیعت کے لوگ لکیر کے فقیر بنے ضابطوں کی پابندیوں میں محدود رہ جاتے ہیں جبکہ خطر پسند طبیعتوں کے لئے دفتری دبیز فائلیں پاؤں کی زنجیر بنتی ہیں قربتوں کے رشتے ان کے ذہن میں جو سما جائے۔ اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں۔

(فاتح سبونہ محمد بلال عاصم' اشفاق حسین)

"خوش باشیم"

محض گھٹتی گھٹتی سانسوں کا نام زندگی نہیں ہے یہ نشیب و فراز سے عبارت ہے دکھ اور سکھ ساتھ ساتھ چلتے ہیں کون ایسا ہے جو کہہ سکے کہ اس کی زندگی دکھوں سے عاری ہے دکھ تو آتے ہی ہیں لیکن بے شک ہر دکھ کے بعد سکھ ہے۔ ہر مصیبت کے بعد راحت ہے ہر تنگی کے ساتھ فراخی ہے۔ کانٹوں کے بالکل قریب پھول اگتے ہیں بلکہ کانٹے تو اپنی خشونت خود تک ہی محدود رکھتے ہیں پھولوں کی مہک چاروں طرف بکھرتی ہے ہواؤں کو معطر کرتی ہے اور دور تک پھیل کر مائل بہ کرم رہتی ہے انسان اپنے خالق کی انتہائی حسین تخلیق ہے۔ اس کی صلاحیتیں بے پایاں ہیں۔ اور قدرتیں بے شمار اسے زیب نہیں دیتا کہ ذرا ذرا سی مشکلات پر اس کی: تخلیق ہے اس کی صلاحیتیں بے پایاں ہیں اور قدرتیں بے شمار اسے زیب نہیں دیتا کہ ذرا ذرا سی مشکلات پر اس کی جبیں شکن آلود ہو جائے اور طبیعت پژمردہ مسکراہٹ چاہے زبردستی کی ہی کیوں نہ ہو انسان کی اداس کیفیتوں کو بدلتی ضرور ہے۔ غم کو بانٹنے والے ملتے بھی کہاں ہیں۔؟

(جینٹلمین الحمد اللہ اشفاق حسین)

(از فاتح سبونہ... اشفاق حسین محمد بلال عاصم چیچہ وطنی)

"سپر مین"

کرنل امام علی نے بریگیڈ ہیڈ کوارٹر کو میجر شبیر کی شہادت کی اطلاع دینے کے بعد ان کی سائی ٹیشن لکھی تین دسمبر سے شہادت تک کے تمام واقعات تفصیل سے قلمبند کرنے کے بعد لکھا۔ اس طرح پاکستانی فوج ایک ایسے اعلیٰ ترین نوجوان افسر سے محروم ہوگئی جسے بلاشبہ "سپر مین" کہا جا سکتا تھا انتہا درجے کا "مخلص" قابل اعتماد' مضبوط' ہمہ وقت مستعد' ہر دم تیار' بے غرض کارکن' باہمت اور دلیر افسر جس نے پاکستان

کے کاز کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا شجاعت کے ان عظیم کارناموں پر میں اسے بعد از شہادت نشان حیدر دینے کی پر زور سفارش کرتا ہوں۔ (فاتح سبونہ۔ نعیمہ حکیم ٹھٹھہ صادق آباد)

خواہشوں کا نگر

کچھ محبتیں، پھولوں کی طرح ہوتی ہیں۔ خاموش خاموش لیکن ان کی مہک ان کے ہونے کی پہچان ہوتی ہے کچھ لپکتے شعلوں کی طرح کہ ان میں جلنے والے خود بھی جلتے ہیں اور ان کے قریب رہنے والے بھی یہ تپش محسوس کرتے ہیں اظہار کی ضرورت بھی کہاں باقی رہتی ہے کچھ محبتوں میں ندی کی لہروں کی سی روانی ہوتی ہے اور کچھ میں میدانی دریاؤں کی سی طغیانی۔ کچھ ٹوٹنے والے تاروں کی طرح ہوتی ہیں۔ آناً فاناً چمک کر فنا ہو جانیوالی محبتیں اور کچھ محبتیں قطبی ستاروں کی سی پائیدار مستقل راہ دکھانے والی محبتیں کچھ محبتیں آبشاروں کی طرح ہیں کہ جب نچھاور ہوتی ہیں تو شور مچاتی دندناتی ہوئی اور کچھ دور پربتوں کے دامن سے پھوٹنے والے جھرنوں کی طرح ٹھنڈی میٹھی دھیمی دھیمی شفاف محبتیں، محبتیں جینے کا عزم عطا کرتی ہیں۔

تیسرا عشق تھا جو غبار بن کر قدم قدم پر ساتھ تھا۔
تیری خواہشوں کا دیا بجھا تو نگر نگر ہے دھواں دھواں
(نعیمہ حکیم ٹھٹھہ صادق آباد، جنٹلمین الحمد ﷲ)

جنگ یا پکنک

"میجر غازی نے سر سے پیر تک ان کا جائزہ لیا۔ ٹخنے پر اڑسا ہوا چھرا، کاندھے پر لٹکی جی تھری رائفل اور ہاتھ میں اچھلتا ہوا دستی بم، کمپنی کمانڈر کیلئے اضافی سی چیزیں تھیں۔ میجر غازی نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

"بھئی! یہ سب کیا ہے؟"

"سر! آپ کو نہیں پتہ، ہم اٹیک میں جا رہے ہیں؟" میجر شبیر نے ہنستے ہوئے جواب دیا

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ ....." میجر غازی نے چھرلے اور رائفل کی طرف اشارہ کیا پھر دستی بم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ .... تمہارے ہاتھ میں ...... ایچ ای تھرٹی سکس ہے یا ٹینس کا بال؟

میرے خیال میں تمہارے ہاتھ میں HF-36 ہے، ٹینس کا بال نہیں۔

"اچھا سر!" میجر شبیر نے شرار تاً گرینیڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

دونوں قہقہہ لگا کر ہنس دیئے پھر میجر شبیر نے اپنے حلیے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سر! یہ ذرا میں نے شوشا کیلئے کیا ہے۔ کمپنی کا مورال بڑھانے کیلئے .... دوسرے ذرا موڈ بنانے کیلئے، ذرا جنگ پہ جا رہے ہیں۔"

"تم جنگ پہ جا رہے ہو کہ پکنک منانے جا رہے ہو کہ موڈ بنانے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔"

(فاتح سبونہ۔ مبشر فیروز) اسلام آباد

اک لوٹنا یہ بھی تھا

"ماں شبیر کے روز روز کے جھگڑوں کی عادی ہو گئی تھی اس نے پوچھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ کہ کیا ہوا۔ لیکن جھگڑے کے بعد شبیر گھر لوٹتا تو اس کی ملگجی، تار تار یا خون آلود قمیض بدلتے ہوئے اس کی ماں کو سکون ملتا تھا۔ سات دسمبر 1971ء کو شبیر گھر لوٹا" تو ماں اس کی قمیض بھی نہ بدل سکتی تھی کہ شہیدوں کو انہی کپڑوں میں دفنایا کرتے ہیں۔ جن میں وہ شہید ہوں۔"

(فاتح سبونہ۔ مبشر فیروز اسلام آباد)

ہاں! بھئی کہاں ہے اداریہ؟

بریگیڈیئر: ہاں بھئی کہاں ہے اداریہ

ایڈیٹر: سر یہ رہا، ذرا جلدی میں لکھا ہے چھوٹی موٹی غلطیاں ہوں گی شاید بریگیڈیئر لائیں دکھائیں (آہستہ آہستہ پڑھتا ہے)

قائد ملت لیاقت علی خان ہمارے ان رہنماؤں میں سے تھے جو ناشتہ کئے بغیر دفتر چلے جاتے تھے (حیرت سے) اچھا ی......!!!

بریگیڈیئر: (پڑھتا ہے) ملت کی تعمیر میں افراد اہم کردار ادا کرتے ہیں وہ متحد رہیں تو سیمنٹ کی ضرورت نہیں پڑتی سیمنٹ ویسے بھی بارش میں بھیگ کر خراب ہو سکتا ہے البتہ موسمی اثرات سے قائد ملت لیاقت علی کا بیٹا سلامت علی بیمار ہو جاتا ہے ایک تو چھٹی نہیں ملتی دوسرے کراچی کی ٹکٹیں کنفیرم نہیں ہوتیں

(ایڈیٹر کی گھبرائی گھبرائی آواز" سر! وہ، دراصل، یہ اداریہ"

ان ساری مصروفیات کے باوجود جب ہمارے قلم میں روانی آگئی تو اکرام قمر لوٹ آئے، انہوں نے ہلال کی ادارت سنبھالی اور ہمیں رپورٹنگ پر لگا دیا گیا، رپورٹنگ کے شعبے میں ہم شہر شہر گھومے طرح طرح کے لوگوں سے ملے، یونٹ کمانڈروں سے لیکر سربراہ مملکت تک اور عام سپاہیوں سے لیکر جنرلوں تک، چھوٹے رینک میں بڑے لوگ دیکھے، بڑے رینک میں چھوٹے، افسروں میں زاہدان شب بیدار بھی ملے میخوار بھی، پیار، محبت اور حسن سیرت کی مسکراتی تصویریں بھی اور نخوت و غرور میں مبتلا نفرت کی تعبیریں بھی زندگی دکھوں کا گھر ہے، نوبت نہیں دیتا کہ اشرف المخلوقات چہرے پر نفرت کی شکنیں لئے المجضوں کو عام کرتا پھرے پیار سے ملنا، مسکرا کے ملنا، نیکی ہے اور نیکی کر گزرنی چاہئے، کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو، شاید کہ کبھی کام آئے۔

(فرزانہ صابر، صادق آباد جنٹلمین الحمد اللہ سے اقتباس)

شکل بنائیں

سٹاف نپے تلے قدموں سے آگے بڑھتا ہے فرضی دشمن کے پیٹ میں سنگین گھونپ کر نکالتا ہے۔ اور چیختا ہے "پوائنٹ وڑرا" دشمن راہی ملک عدم ہو جاتا ہے اور سٹاف "حیدر" کا نعرہ لگائے ہوئے آگے بڑھ جاتا ہے بات صرف مظاہروں تک محدود رہتی گو ہم یقیناً سٹاف کی پھرتی، تیزی اور قوت کی داد دیتے لیکن دو تین مظاہروں کے بعد ہی سٹاف نے ہمیں صف آراء کیا سنگین کے کور اتروائے اور دشمن سے دست بدست لڑائی کا آغاز کروایا دیا کچھ دیر بعد سٹاف نے انفرادی طور پر مشقیں کروانی شروع کیں ایک افسر کو باہر نکالا "صاحب ذرا بتائیں، کیا سیکھا آپ نے؟"

"آن گارڈ" افسر دھاڑا اور رائفل سیدھی کرتے ہوئے حملے کیلئے تیار ہو گیا۔

"اب ہم اپنی حفاظت کی پوزیشن میں ہیں، دشمن پر حملہ کرنے کیلئے چہرے پر غصہ طاری کریں۔ سنگل...."

"ہاں ہاں! شکل سور جیسی بنائیں" سٹاف نے لقمہ دیا

"سٹاف! آپ جیسی شکل تو نہیں بنا سکتا میں" افسر نے بڑی بے چارگی سے کہا

"آپ کوشش تو کریں" سیدھا سادا سٹاف پورے انہماک سے افسر کی طرف متوجہ تھا ادھر باقی افسر بڑی مشکل سے ہنسی روک رہے تھے سٹاف نے ان افسروں کو ہنستے دیکھا تو بات اس کے پلے پڑی تب اس نے سنگینی لڑائی کو برطرف اور "سنگین تربیت" کا آغاز کیا تھوڑی دیر ہی میں سارے قہقہے رخصت ہو گئے۔

جنٹلمین الحمد اللہ، ناہید اختر پشاور)

(جنٹلمین الحمد اللہ از اشفاق حسین، فرزانہ یاسمین پشاور سے)

اللہ کا گھر

اور اللہ میاں کی عظمت تو دیکھ گھر ہے اس کا لیکن کوئی انتظار گاہ نہیں، کوئی ڈرائنگ روم نہیں، کوئی بیڈ روم، پرائیویٹ چیمبر، کمرہ خاص کچھ نہیں، زنان خانے مردانے کی کوئی تمیز نہیں دیوان خاص بھی کوئی نہیں، ہاں دیوان عام ہے کھلی کچہری جس میں داخلے کیلئے کسی پہریدار سے پوچھنا پڑتا ہے نہ کوئی زنجیر کھینچنی پڑتی ہے کوئی منشی کوئی پی اے کوئی سیکرٹری کوئی پی ایس سی نہیں۔ اس کے باوجود جو کوئی دیوان عام میں داخل ہو جاتا ہے وہی وی آئی پی ہو جاتا ہے سٹیٹ گیسٹ جو جو کچھ کہتا ہے بڑی احتیاط کے ساتھ باریک بینی کے ساتھ نوٹ کیا جاتا ہے اللہ میاں ہر شخص کو الگ الگ ٹریٹ کرتے ہیں۔ ذاتی توجہ کے ساتھ۔

(جنٹلمین اللہ اللہ صفحہ نمبر 88 مبشر سعید گوجرہ)

پونچو ڈیل گاڈو کا خطاب

جب ایک شخص صبح سویرے اس حالت میں بیدار ہو کہ اس کے چاروں طرف پہاڑوں کا سکوت ہو برف سے ڈھکی ہوئی بلند چوٹیاں ہوں تو منظر بہت ہی پروقار اور سنسنی خیز لگتا ہے لیکن اس منظر میں خوف بھی پنہاں ہوتا ہے انسان خود کو تنہا اکیلا بالکل اکیلا محسوس کرتا ہے خدا کے سوا کسی اور ہستی کا احساس نہیں ہوتا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں خدا وہاں خود موجود تھا ہم سب نے اسے محسوس کیا اپنے دلوں کے اندر اس لئے نہیں کہ ہم سب بہت نیک افراد تھے اور سارا سارا دن عبادت میں مصروف رہتے تھے نہیں بلکہ اس لئے کہ خدا کا وجود وہاں ویسے ہی واضح طور پر محسوس ہوتا ہے ہم جسے خدا کا ہاتھ کہتے ہیں وہاں دل کی آنکھ سے صاف دکھائی دیتا ہے اور انسان چاہتا ہے کہ اس کی رہنمائی میں چلے اور جب وہ لمحہ آیا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا۔ ہمیں خیال آیا کہ اگر یسوع مسیح اپنے حواریوں کی خاطر اپنے جسم کی قربانی دے سکتا تھا تو ہمیں بھی اس کے نقش قدم پر چلنا چاہئے اور ایک دوسرے کو اپنے خون اور گوشت کی قربانی کرنی چاہئے اسی جذبے نے ہمیں زندہ رہنے میں مدد دی وقت گزر گیا ہے۔ ہم انسانی گوشت کے رسیا نہیں ہوئے یہ زندگی بچانے کی ایک جدوجہد تھی اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا دیار غیر میں ہم نے اس موضوع کو نہایت احتیاط سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اپنے ہم وطنوں کے درمیان ہم لگی لپٹی کے بغیر پوری بات بیان کر رہے ہیں۔

(برف کے قیدی، مرسلہ = حافظ محمد نعیم فیصل آباد)

ایڈیٹری ایک دن کی

زندگی صرف ایک دفعہ ہی ملتی ہے۔ لہٰذا زندگی کو ایسے گزارنا چاہئے جیسے کہ اسے گزارنے کا حق ہے۔ ویسے تو زندگی ہر شخص گزار لیتا ہے۔ وقت کا پرندہ اپنے پر پھیلائے آنکھیں بند کیے بس اڑتا چلا جا رہا ہے۔ ذرا سوچیں کل ہم کہاں تھے اور آج کہاں پر ہیں۔ اپنے اچھے عمل اور اچھے اخلاق سے دوسروں کے دلوں میں جگہ پیدا کرلیں تو کل سب لوگ اچھے الفاظ میں یاد کریں گے۔ آپ یہ سوچیں کہ آج ہمارے بڑے جس عمر اور جس مقام پر ہیں اس جگہ کل کو ہم نے بھی جانا ہے۔ تو کیوں نہ ہم ابھی سے ان دنوں کو شاندار طریقے سے گزارنے کیلئے محنت کریں۔

میں نے بھی اپنی زندگی کا ایک چھوٹا سا مقصد بنا رکھا تھا کہ ماہنامہ پھول کی ایک دن کی ایڈیٹری کرنی ہے اور ضرور ضرور کرنی ہے اور آج میں آپکے سامنے ہوں۔

سابقہ ایڈیٹرز کی طرح سے مجھے کوئی ڈیڑھ دو ماہ پہلے ہرگز ہرگز نہیں بلکہ صرف دس دن پہلے یہ خوشخبری ملی تھی۔ دس دن آج کل کے فل سپیڈ دور میں کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ مگر میرے لئے تو یہ دس دن دس سال کے برابر ہو رہے تھے۔ بڑی مشکل سے یہ دن گزرے۔ پھر 8 اکتوبر کو صبح خوشی خوشی نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ جس نے آج کا یہ خوبصورت ترین دن دیکھنے کو دیا۔ ٹھیک 8 بجے میں امی جان کے ساتھ لاہور کی طرف روانہ ہوئی۔ لاہور کی سرزمین پر قدم رنجا فرماتے ہی ٹریفک کے ایک اژدھے نے ہمارا استقبال کیا۔ گاڑیوں کی پاں پوں پی نے اعصاب پر برا اثر ڈالا۔ اف خدایا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے پاکستان کی ساری کی ساری آبادی اسی ایک خوبصورت شہر کو دھواں دار کرنے کیلئے اکٹھی ہوگئی ہے۔ سانس لیتے ہوئے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے صدیوں سے آکسیجن کی بجائے دھوئیں میں سانس لیتے آرہے ہیں۔

میں طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ایک گھنٹہ لیٹ پھول کے آفس گئی تھی۔ اس لئے میرا بھائی وقاص سارے راستے مجھے مذاق کرتا ہوا آیا کہ آج تو تم بڑے لوگوں میں شمار ہو رہی ہو اور بڑے لوگ بھلا کہاں وقت کی پابندی کرتے ہیں۔

آپ سب کو بتا دوں کہ پھول کے آفس تک جانے کیلئے مجھے تو کسی قسم کی رکاوٹ یا گھوری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ایک اچھے سے بابا جی کو میں نے بتایا کہ پھول کی ایڈیٹری کو آئے ہیں۔ انہوں نے فوراً ایک آدمی کو ہمارے ساتھ بھیجا اور میں جو یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ تھرڈ یا فورتھ فلور پر جانا پڑے گا مگر یہاں تو چند قدم چلنے کے بعد ہی گراؤنڈ فلور پر ہی پھول کا آفس آگیا۔ آفس میں گئے تو بھیا خوش ہو کر ملے۔

سلام دعا کے بعد تعارف ہوا۔ بھیا نے وقاص کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا چائے پئیں گے تو وقاص جھٹ سے بول اٹھا۔ جی جی پی لیں گے۔ کیا حرج ہے۔ اس پر ایڈیٹر بھیا نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہا مجھے کب امید تھی انکار کی۔ خیر جی چائے آئی۔ بھیا نے مجھے آرڈر کیا فریحہ بیٹا چائے بناؤ۔

پتہ نہیں چائے کیسی بنی تھی۔ کیونکہ میں تو خوشی کے مارے اپنی چائے میں چینی ڈالنا بھول گئی تھی۔ بھیا ہنستے ہوئے پوچھنے لگے کہ فریحہ آپ کھانا تو کھائیں گی۔ میں حیران ہوئی کہ ابھی تو چائے پی ہے بھیا کھانے کا ابھی سے ہی کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا ظاہر ہے بھیا۔ کھانے کا ٹائم ہوگا تو کھانا کھاؤں گی۔ وہ شائد سوچ رہے تھے کہ چائے پر ہی یہ لڑکی قناعت کرے گی۔

پھر بھیا سے کام کے متعلق بات ہوئی۔ انہوں

مہمان اداریہ

گاڑی اپنی مخصوص رفتار سے چلی جا رہی تھی کہ ایک دم قریب سے [illegible] ٹرک گزرا۔ ٹرک چونکہ کافی بڑا تھا اس لئے ذرا آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ ٹرک کے پچھلے حصے پر [illegible] تو وہاں پر لکھے گئے شعر نے اپنی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ شعر پڑھتے ہی دل و دماغ مختلف طرح کی سوچوں میں ڈوب گئے۔

سپیروں سے [illegible] سانپوں کی پٹاریاں
انسان ہی کافی ہے انسان کو ڈسنے کے لئے

شاعر کی ذہنی سوچ اسکے دل کا کرب اور اسکے جذباتی غصوں کا لاوا [illegible] کر اور شعر کی صورت اختیار کر گئے ہیں کہ اب انسان سانپ کی طرح بے وفا ہو گیا ہے۔ لاکھ احسانوں اور وفاؤں کے بوجھ تلے بھی ڈسنے سے گریز نہیں کرتا۔

یہ کڑوی حقیقت ہے کہ انسان جتنا انسان سے خوفزدہ ہے دنیا میں کسی اور چیز سے اس قدر خوفزدہ نہیں ہے۔ یہ تلوار، بندوق، لاٹھی، چاقو سب انسان کی محتاج ہوتی ہیں۔ یہ خود بخود نہیں چلتی۔ انسان کی نیت، سوچ اور عمل ان کو چلاتے ہیں۔ خاندان الگ الگ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ گھروں کے درمیان تو فاصلے بڑھے ہی ہیں، دلوں کے فاصلے بھی بڑھ گئے ہیں۔ ادھر انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا سکڑ کر رہ گئی ہے۔ گھنٹوں کے فاصلے چند لمحوں میں طے ہونے لگے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی ایسی مشین بھی ایجاد ہو جو کہ دلوں کے فاصلوں کو بھی کم کر دے۔

ہمارے پاس اس وقت اسلام ہی واحد ہتھیار ہے جس کو تھامے ہوئے ہم دنیا میں ہر مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

فریحہ ارشد رانا، گوجرانوالہ

نے کافی سارے کام کرنے کو کہے۔ مگر میں ان میں سے تھوڑا سا ہی کام کر سکی۔ کیونکہ وقت کم تھا اور مقابلہ سخت تھا۔ امی اور وقاص کو بھیا نے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ میرے حصے میں بھی اعظم بھائی کی کرسی آئی۔ بقول منظر بھائی کے اعظم بھائی اس دن چھٹی پر تھے۔ مگر ابھی میں کام میں مصروف تھی کہ اعظم بھائی خوب بن ٹھن کر آ گئے اور دو منٹ کیلئے کرسی لی اور پورے 25 منٹ بیٹھے رہے۔ پہلا کام جو بھیا نے دیا تھا وہ تھا انعامی کوپن سے بچوں کے ناموں کی لسٹ بنائیں۔ ابھی میں لسٹ بنانے میں مصروف تھی کہ آسیہ ناز کے بلانے پر متوجہ ہوئی۔ اتنی دیر میں کینٹین بوائے بھیا سے آرڈر لینے کے بعد ہنستا مسکراتا اور شرماتا ہوا میری ٹیبل کے پاس آیا۔ میرے بولنے سے پہلے ہی بولا۔ دال چاول لے آؤں۔ مگر جب میں نے کہا کہ اور کیا ہے۔ کھانے کو تو وہ نان سٹاپ شروع ہو گیا۔ سیکنڈ لاسٹ نمبر میری پسندیدہ ڈش یعنی بریانی کا تھا۔ سو جھٹ سے کہا کہ بریانی لے آئیں۔ جب اس نے منظر بھائی سے پوچھا تو کہنے لگے کہ میں آجکل ڈائیٹنگ کر رہا ہوں یہ سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ بریانی آئی اور میں نے بھوک نہ ہونے کے باوجود ایسے کھائی جیسے صدیوں سے بھوکی ہوں۔ کیونکہ پھر بھلا کہاں اس قسم کا کھانا نصیب ہونا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں کون سا روز روز پھول کے آفس آ رہی ہوں۔ آسیہ کو بہت دفعہ صلح ماری مگر آسیہ کی ناں ہاں میں نہ بدل سکی۔

اسکے بعد مرحلہ تھا تمام سلسلے (جو آپ پھول میں ہر ماہ پڑھتے ہیں) انکو الگ الگ لفافوں میں بند کرنے کا۔ یہ یقیناً ایک تھکا دینے والا کام تھا۔ عرفان بھائی نے مجھے ایک عدد بڑا سا ڈبہ دیا تھا جو کہ بھرا ہوا تھا۔ میں اس میں سے تحریریں نکالتی رہی نکالتی رہی اور بس نکالتی ہی رہ گئی۔ کیونکہ اس ڈبے میں سے چیزیں اپنا کام تمام کرنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ ظہر کی نماز کیلئے بھیا دفتر سے گئے تو جاتے جاتے اس دن کی ڈاک بھی مجھے دیتے گئے۔ میرے ہاتھ اتنی تیزی سے حرکت کر رہے تھے کہ مجھے اپنے آپ پر حیرت ہونے گی۔ ویسے آپس کی بات ہے کہ مجھے خط کھولنے اور پڑھنے کا بہت مزہ آ رہا تھا۔ میری شدید خواہش تھی کہ میں ڈھیر سارے خط کھولوں۔ اس لئے بہت انجوائے کر رہی تھی۔ ایک خط بہت ہی مزے کا تھا میں نے سارا تو نہیں پڑھا تھا مگر یہ لائنیں پڑھ کر مجھے بہت ہنسی آئی۔ براہ کرم جو بھی آج ایک دن کا ایڈیٹر ہے میرا خط بھیا کو ضرور ضرور پڑھوائے۔ جو یہ خط بھیا کو نہ دے اس پہ اللہ کی مار۔ میں نے بلاتاخیر وہ خط بھیا کو تھما دیا۔ اسکے علاوہ ساتھیو' آپ میں سے بہت سے ساتھی ایسے ہیں جن کو کنجوس مکھی چوس کہنے کو میرا بہت دل چاہ رہا ہے۔ کیونکہ لفافوں کی اکثریت میں سے تحریریں اتنی چنی منی پرچیوں پر نکلیں کہ مجھے شبہ ہونے لگا کہ جیسے ہم سب ملکر ابھی سونا چاندی ہیرا موتی کھیلیں گے۔ حد ہو گئی ناں بھی کنجوسی کی۔ جہاں چھوٹے صفحوں پر پیسے خرچ کرتے ہیں وہاں ذرا بڑا صفحہ

لے لیا کریں اور بعض کاغذ تو ایسے تھے کہ جن کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ جیسے یہ ردی میں سے نکالے ہوں۔ بعض ساتھی تو اس سلسلے میں انعام کے مستحق تھے۔ اتنی چھوٹی چھوٹی پرچیاں اور اوپر سے لکھائی اتنی چھوٹی کہ خوردبین کی ضرورت مجھے شدت سے محسوس ہونے لگی۔ بھئی پلیز پلیز پلیز آپ ذرا بڑا کاغذ استعمال کیا کریں اور ہاں بعض ساتھی ایسے بھی تھے جن کی تحریریں اچھی تھیں مگر انہوں نے ڈھیروں ڈھیر صفحات آپس میں باندھے نہیں تھے بہت سے صفحے ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔ اس طرح۔ اور آپ گلہ کرتے نظر آتے ہیں کہ جی ہماری تحریریں شائع نہیں کرتے آپ لوگ۔ یہ دوہرائی گئی باتیں ہیں۔ مگر آپ لوگ عمل ہی نہیں کرتے ناں۔ ان باتوں پر۔ اس لئے میں پھر سے آپ کو بتا رہی ہوں کہ آپکا ہی فائدہ ہے اس میں۔ اب خود ہی دیکھیں کہ بعض ساتھیوں نے ایسی لکھائی کی تھی دیکھ کر دل خوش ہوتا تھا اور بعض نے ایسا لکھا تھا کہ پڑھنا مشکل ہو رہا تھا۔ بھئی آپ ماہنامہ پھول میں اپنی تحریر بھیج رہے ہوتے ہیں کوئی امتحانی پرچہ تو حل نہیں کر رہے ہوتے جو اتنی گندی لکھائی کرتے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ یہ اختر بھیا کا حوصلہ ہے جو آپ سب کی تحریریں خوب مزے لے لے کر اور خوب مگن ہو کر پڑھتے ہیں۔ اب آپ اچھے بچوں کی طرح سے کہنا مانیں گے ناں میرا۔ تاکہ کل کو کوئی اور ایک دن کا ایڈیٹر یہ گلہ کرتا نظر نہ آئے۔ پھر وعدہ رہا ناں۔ شاباش۔ آپ سب ہیں ہی بہت اچھے۔

آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں۔ پھول کے آفس کے ساتھ نیشن اخبار کی ایڈورٹائزمنٹ کا شعبہ ہے۔ وہاں پر ایک صاحب سارا دن زور زور سے بولتے رہے۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ وہ ایک لمحے کیلئے بھی خاموش نہیں ہوئے۔ پتہ ہے میرا دل کیا چاہ رہا تھا کہ کاش وہ صاحب بین الاقوامی مقابلے میں شرکت کریں۔ یقیناً اول انعام لیکر آئیں گے۔ ایک منفرد ریکارڈ کے ساتھ۔ میں حیران تھی کہ ان میں اتنی طاقت کہاں سے آئی ہے۔ کبھی کسی سے بہت نرمی سے بات کرتے کبھی سختی سے۔ کبھی بہت غصے کبھی پیار سے اور کبھی ایسے ہی ٹرخا دیتے۔

کسی وقت پنجابی اور پھر اردو بولتے اور کبھی پنجابی' انگلش اردو تینوں کا مکسچر بولتے تو نئی زبان دریافت ہونے کا شبہ ہونے لگتا۔ مجھے تو سچی بات ہے کہ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ان سے کسی نے کہہ رکھا ہے کہ میاں اگر تم خاموش ہوئے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

ایڈیٹر بھیا پھر عرفان بھائی کو بلا کر ان سے پوچھنے لگے۔ فریحہ نے سارے دن میں کیا کیا کام کیا ہے۔ کام کی تھکاوٹ کی وجہ سے سارا دن بیٹھ بیٹھ کر میرا تو سر دکھنے لگا اور ایڈیٹر بھیا کو نجانے کیسے خبر ہوئی انہوں نے مجھ سے چائے کا پوچھا بہت دل چاہ رہا تھا چائے کو۔ اس لئے فوراً ہاں کر دی۔

سوا پانچ بجے میں نے سارے کے سارے کام ختم کر ڈالے۔ پھر بھیا سے مختلف موضوعات پر بات ہوئی۔ کتابوں کے مطالعہ پر بات ہوئی تو کہنے لگے آپ کو یہ اپریل کا شمارہ ہی دے دیتا ہوں۔ یہ ہی آپکا انعام ہے۔ یہ سن کر دل دھک سے رہ گیا۔ کیونکہ کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا مجھے بہت شوق ہے۔ پھر بھیا نے ایک تحریر "سرڈھائی کلائی" جو کہ کافی مزے کی تھی اس میں سے لفظی غلطیاں دور کرنے کو کہا۔ میں ابھی اس میں سر کھپا رہی تھی کہ بھیا نے مجھے خوبصورت کا گفٹ پیک تھمایا۔ کھولنے پر پتہ چلا کہ اس میں تو بھیا کے دستخط کے ساتھ خوبصورت کتابیں ہیں۔ دل تو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ہی باغ باغ ہو گیا۔ پونے چھ بجے کے قریب امی جان اور وقاص مجھے لینے آ گئے۔ میں نے ایڈیٹر بھیا کو ایک خوبصورت سا پین سیٹ گفٹ دیا۔ بھیا بجائے شکریہ ادا کرنے کے مسکرا مسکرا کر کہنے لگے آپ کو پتہ ہے ناں جو ایسا کام کرتا ہے میں اس کو مکہ رسید کرتا ہوں۔ بھیا شکریہ کو آپ مکہ کہتے ہیں۔ آپکی اردو تو بہت ہائی ہے۔ بائی دا وے بھیا اپنے سے چھوٹوں کو تو مکہ دے دیا مگر بڑوں کو ایسا کام کرنے پر کیا دیتے ہیں۔ اب خدا ہی جانے بھیا کو گفٹ کیسا لگا۔

ایڈیٹر بھیا بہت [illegible] ہیں۔ جتنے مرضی مصروف ہوں۔ اگر کوئی بات کریں تو ہمیشہ مسکرا کر جواب دیتے ہیں۔ انکی مسکراہٹ دیکھ کر لگتا ہے کہ جیسے یہ کبھی نہیں تھکتے۔ کسی بات کا جواب اگر جلدی نہ دیں تو بعد میں ضرور اس بات کی طرف آتے ہیں۔

بھیا کے ماتھے پر کبھی ہم نے شکن نہیں دیکھی۔ اس وقت بھی بھیا بہت زیادہ مصروف تھے مگر وہ ہمارے ساتھ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اتنے میں منظر بھائی عرفان بھائی سب خدا حافظ کہہ کر جاتے رہے۔ اب وہ لمحہ تھا جب ہم نے خدا حافظ کہہ کر جانا تھا۔ دل بہت بوجھل سا ہو رہا تھا۔ جس وقت میں نے بھیا کو خدا حافظ کہا تو احساس ہوا وقت کتنی جلدی گزر گیا ہے۔ ایک وہ لمحہ تھا جب ہم نے دفتر میں داخل ہو کر بھیا سے سلام لی تھی۔ وقت اور زندگی دونوں گزرتے چلے جاتے ہیں اگر زندگی میں نشیب و فراز نہ ہوں تو ہم زندگی کو زندگی کیوں کہیں۔

اس ایک دن میں اتنا کچھ سیکھا کہ بیان سے باہر ہے۔ پہلے میں کہا کرتی تھی کہ یہ ایک دن کے ایڈیٹر ایسا کیوں کہتے ہیں۔ مگر جب میں خود اس تجربے سے گزری تو احساس ہوا کہ واقعی ہم لوگ وہاں بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ جب کبھی آپ اس تجربے سے گزرے ناں تو مانیں گے اس بات کو۔

گھر واپس آ کر اس رات اپنی ڈائری میں اس دن کی روداد لکھی تو ایسے لگا جیسے یہ دن میری زندگی کے بہت سے خوبصورت دنوں کی فہرست میں سب سے پہلے نمبر پر ہے۔

زندگی کے سب لمحے یادگار ہوتے ہیں
لوٹ کر نہیں آتے ایک بار آتے ہیں

انعامی خط

وہ ایک سہانی جمعرات تھی جب میں اپنے ٹیلی فون کی شامت لے آیا تھا۔ میں نے پھول کا نمبر ڈائل کیا۔ مگر بزی دوسرا نمبر ڈائل کیا وہ اس سے بھی بزی تیسرا ڈائل کیا وہ اس سے بھی بزی چوتھا نمبر ڈائل کیا وہ اس سے..... بس مجبوراً ایک ترکیب ذہن میں آئی۔ پہلا نمبر پھر ڈائل کیا مگر قصہ وہی ڈھاک کے تین پات والا پھر تو مجھ پر جنون طاری ہو گیا۔ میں بار بار ری ڈائل کرتا رہا کہ کبھی تو ملے گا آخر کار میرا اٹھارواں حملہ کامیاب رہا اور ٹھیک ٹیون گئی۔ کوئی دس رنگ ہونے کے بعد آپریٹر نے ریسیو کیا۔ ہم نے جھٹ ایڈیٹر بھیا سے بات کروانے کو کہا اور انہوں نے ہولڈ کروا کر میوزک چلا دیا۔ پہلے تو موسیقی کی لے پر سر دھنتے رہے مگر جب انتظار کی گھڑیاں طویل ہونا شروع ہوئیں ہم باقاعدہ کھڑے ہو کر ڈانس کرنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ ایڈیٹر بھیا کی میٹھی دلنشین شرارتی آواز آئی ہیلو ہم فوراً جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اب تو گفتگو ہوئی حاضر خدمت ہے۔ ہم نے سلسلہ کلام شروع کر دیا اور نان سٹاپ بولنے لگے میں ملک آصف شہزاد رائیونڈ سے بول رہا ہوں جی کیا فرمایا ہاں ہاں بالکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں کیسے ہیں۔ مجھے پہلے ہی پتہ تھا افطار پارٹیوں کی برکت سے بہت "ول" ہیں۔ جی جی فروری کا شمارہ خرید لیا ہے اور مکمل پڑھ بھی لیا ہے۔ ابھی تبصرہ کیا کرنا بس جو پوچھیں گے سچ سچ بتاتا جاؤں گا۔ ہاں جی رسالہ میرے بالکل سامنے پڑا ہے۔ لیں پہلا صفحہ دیکھ لیا۔ ہاں جی مجھے پتہ ہے اسے ٹائٹل کہتے ہیں آپ نہ بھی بتاتے تو میں نے بتانا ہی تھا۔ اچھا سچ سچ بتائیں یہ بچی پاکستانی ہے یا کسی انگریز نگر کی ہے۔ اچھا میں بتاؤں کیا انعام دینگے۔ نہیں بھیا یہ تو آپ کنجوسی دکھا رہے ہیں۔ چلیئے انعام نہ سہی شاباش تو دینگے ناں۔ اچھا تو سنیں۔ بچی کے عین نیچے شاہد آفریدی کی تصویر ہے۔ اگر میں کہوں کہ یہ شاہد آفریدی کے بچپن کی تصویر ہے تو ارے آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔ چھوڑیں جی مجھے پتہ تھا آپ میرے جواب پر ضرور ہنسیں گے۔ نہیں جی اب ایسا بھی نہیں ہے۔ اگر گھر والے اور دوسرے مجھے بیوقوف کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں سچ مچ بیوقوف ہوں۔ چھوڑیں جی میں نہیں کرتا ٹائٹل پر تبصرہ آگے چلیں ماشاءاللہ..... اتنے اشتہارات۔ شکر ہے کرنوں والا صفحہ آ گیا ورنہ میں تو مارے حیرت کے اکتا گیا تھا۔ بت شکن کرنیں واقعی ہی اچھی تھیں۔ اچھا اب آئیں آپ کے ادارے کی طرف نہیں جی نہیں نہ نہ۔ میں کیوں جھوٹ بولوں ناں بابا ناں کسی قسم کا بھی لالچ مجھے جھوٹ بولنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ ٹھہریئے میں ذرا ٹیپ ریکارڈ میں اپنا بیان ریکارڈ کر لوں تاکہ بطور گواہ کام آ سکے ہاں جی تو سنیں مگر نہیں ذرا کان ادھر کریں۔ (آپ مجھے وہ قلم بطور تحفہ دے سکتے ہیں جس سے آپ اداریہ لکھتے ہیں۔ اتنا اچھا اور روح پرور اور ایمان افروز اداریہ لکھنے والے قلم کو میں ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا۔ مگر میں تو واقعی ہی بیوقوف ہوں قلم تو لے لوں گا۔ مگر وہ الفاظ کا ذخیرہ نا محدود سوچیں اور اچھے اچھے ایمان افروز جملے کہاں سے لاؤں گا۔) ہاں جی اب کہانیوں کی طرف بھی آ رہا ہوں۔ ایک الجھن جو سلجھ گئی۔ راحیلہ بلوچ واقعی ہی کم لکھتی ہیں مگر اچھا لکھتی ہیں۔ میری طرف سے انہیں دوچار تھاپیاں لگا دیجئے (گاؤں والی نہیں) بلکہ دوچار دھموکے بھی جڑ دیں تو اس کی کافی حوصلہ افزائی ہو جائے گی (آصف میاں! یہ حق اب صرف ان کے میاں کا ہے وہ شرارتاً استعمال کریں یا سنجیدہ۔ ہم اس معاملے میں پڑنے کے نہیں) ویسے ایک بات ہے آپ دھموکے جڑنے کے بہت ایکسپرٹ ہیں۔ کیونکہ میں بھی آپ کی اس حوصلہ افزائی کا شکار ہو چکا ہوں۔ ہاں ہنسیں خوب ہنسیں۔ مگر سن لیں اب آپ اس قسم کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکیں گے کیونکہ میں آپ سے چھ سات گز دور والی سیٹ پر بیٹھا کروں گا۔ ماں کی ممتا تو پہلے ہی بہت اچھی لگتی تھی مگر باپتا بدر منیر صاحب سے کہیں ایک اور ایسی کہانی لکھیں۔ (میں دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ کہیں لائن نہ کٹ جائے مگر ایس ٹی ڈی لائن کا یہی تو فائدہ ہے جتنے منٹ مرضی کریں) خیر دو تصویریں پڑھی ایم شکیل یوسفی صاحب بالکل میری طرح حرکتیں کرتے ہیں میں بھی اسی قسم کی شرارتیں کرتا رہتا ہوں۔ یہ کہانی پڑھ کر آدھا گھنٹہ ہم ٹوتھ پیسٹ کمپنی کی مفت پبلسٹی کرتے رہے ویل ڈن شکیل صاحب سو روپیہ میری طرف سے ایڈیٹر بھیا سے لے لیں۔ تصویروں سے یاد آیا آپ کا ایک صفحہ چھوٹے بچوں کی شرارتوں سے مزین تصویروں کیلئے وقف ہوتا تھا۔ وہ اب کہاں گیا۔ میری فرمائش ہے کہ وہ پھر سے دیا کریں۔ واہ کیا بات ہے۔ ارے میری نہیں زبیر مدنی کی اور بشرہ ذہین آمینہ فوزیہ کی تحریریں واقعی ہی واہ کیا بات ہے۔ شہزادگل کا پیوند پڑھ کر آنکھ سے ایک ننھا سا آنسو لڑھکا اور میرے ہاتھ میں موجود امپورٹڈ ٹشو (شہزاد امپورٹڈ ٹشو یقیناً کسی ہمسایے یا دوست کے گھر سے اٹھایا ہو گا۔ وہاں سے اٹھانا اور لانا یہ بھی تو امپورٹ ہی ہوئی ناں)

یہ اچھا کام کیا آپ نے کہ ہائے وائے کرتے اشعار کی بجائے ایک اچھے شاعر کے عمدہ اور باذوق اشعار چھاپنے شروع کر دیئے ہیں۔ امید ہے یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ سانجھے دکھ سکھ جواب نو پرابلم کے نام سے چل رہا ہے۔ اس کے بارے میں بتائیں کہ صوفیہ شہزادی جوان پرابلمز کو حل کرتی ہیں۔ کوئی اسی سال کی بڑی بوڑھی ہیں۔ یا کوئی سائیکالوجسٹ ہیں جو ان پرابلمز کو چٹکی بجاتے ہی حل کر لیتی ہیں اور اگر نہیں تو پھر تو واقعی ہی وہ مسائل میں گھری ایک مظلوم لڑکی ہے۔ جو اپنے دکھ درد مسائل کو ایک طرف رکھ کر دوسرے کے مسائل کو حل کر رہی ہیں۔ ویسے ہمت ہے ان کی ویسے ایڈیٹر بھیا آپ بہت سیانے ہیں۔ اپنا اچھا خاصا بوجھ ان غریبوں پر ڈال دیا ہے اور خود مسکراتے رہتے ہیں نہ نہ فون بند کرنے کی دھمکی تو نہ دیں۔ بڑی مشکل سے تو نمبر ملتا ہے۔ قسم سے اتنا مصروف نمبر تو ایف ایم 100 والوں کا بھی نہیں ہوتا۔

ایک راز کی بات بتاؤں میں کھانے بہت اچھے پکا لیتا ہوں اور یہ کمال صرف اور صرف کلیاں کا ہے۔ تھینک یو کلیاں سسٹرز کہ آپ نے اپنے اس بہت چھوٹے بھائی کو کوئی کام کرنے جوگا تو بنایا اب یہ بھائی سسرال والوں کے طعنے نہیں سنے گا (سبحان اللہ گھر دامادی کی پوری منصوبہ بندی کر رکھی ہے) بچیاں واقعی ہی خدا کی رحمت ہوتی ہیں۔ ظریف صاحب نے ناریل کا ٹکڑا اچھا لکھا ہے۔ انہیں بہت مبارکباد ماریہ مجید کا انتخاب پیروڈی منظر بہت مزا دے گیا مصنف منشاء یاد نے لطیف پیرائے میں بہت اچھا لکھا ہے۔ کھیل کھیل میں کھیل کی نذر ہو گیا انکل نسیم اختر صاحب کا انٹرویو واقعی ہی بہت اچھا تھا کیونکہ میں خود بنفس نفیس پھول فورم میں شریک تھا اور ان کی سب باتوں کو اپنے ان کانوں سے سنا اور اپنے دل میں محفوظ کر لیا مگر ایک شکوہ ہے کہ آپ بہت کم بولے اور ہمیں اپنے اقوال اختری سے محروم رکھا۔ پھول بک شیلف میں اقتباسات اور وہ بھی ابن انشاء کے پڑھ کر مزا آ گیا۔ پھول بڑا مقبول اب ہیڈنگ کے ساتھ بہت خوبصورت ہو گیا ہے۔ پھول اخبار واقعی ہی مطالعاتی اخبار ہے۔ مگر اگر یہ الگ ملتا شمارے کے ساتھ تو کیا بات تھی۔ ٹیلی فونک کالم میں۔ ننھے منے پھولوں کے ساتھ ساتھ سورج مکھی اور گوبھی کے پھولوں کی آپ کے ساتھ نوک جھونک بہت مزیدار اور ٹوٹی فروٹی کا مزا دیتی ہے۔ کڈز سپیشل میں منکی اب بہت فارورڈ ہو گیا ہے۔ جو کہ ایک اچھی تبدیلی ہے۔ قرآن کوئز کا سلسلہ جاری رکھیئے گا کیونکہ ہماری دینی معلومات میں بہت اضافہ ہو رہا ہے۔ اب آتے ہیں ارے یہ کیا آپ تو خراٹے لینے لگے ارے بھیا یہ تو غلط بات ہے آپ کو پتہ ہے اب میں آپ کے سفرنامے "اک سفر اچھا لگا" کے بارے میں بات کرنے جا رہا ہوں اب دیکھا ریسیور کو کتنی مضبوطی سے پکڑ لیا ہے۔ پہلے ایک بات تو بتایئے۔ آپ کیوں ہمیں خالص تحریروں کی خوراکیں دے رہے ہیں۔ ملاوٹ شدہ اشیاء کھا کھا کر ہم عادی ہو چکے ہیں۔ اور آپ ہیں کہ خالص اور سچل (سچی) تحریریں کھلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ارے یہ کیا آپ تو بھاگ لیئے چلیئے کوئی بات نہیں میں پھر کسی دن نمبر ملا لوں گا۔ مگر مجھے امید ہے کہ قارئین اس ٹیلی فونک خط سے بہت محظوظ ہوں گے۔

(ملک آصف شہزاد مہران رمضان ٹیکسٹائل ملز
رائے ونڈ ضلع لاہور)

خصوصی انعام۔1

☆... سویٹ بھیا میں نے کہیں پڑھا تھا کہ خوشی اس حسین اور نازک تتلی کی مانند ہوتی ہے جس کو پکڑنے کیلئے ہم جتنا بھاگتے ہیں یہ اتنی ہی ہم سے دور اڑتی ہے لیکن جب ہم اس کا تعاقب کر کے اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو یہ خود بخود آہستہ سے آکر ہمارے شانوں پہ بیٹھ جاتی ہے۔ بھیا میری تو سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ میرا خط انعامی ہو مگر آپ نے ایک دو دفعہ حوصلہ افزائی کے سرٹیفکیٹ بھیج کر اس خوشی کو شانوں کے پاس سے گزار دیا۔ جبکہ میرے شانوں پہ ایک نشست ابھی بھی اس خوبصورت تتلی کے انتظار میں ہے۔

فروری کا ہنستا مسکراتا شمارہ میرے سامنے ٹیبل پر پڑا ہے۔ بچی کی سویٹ سی مسکراہٹ مسکرانے پر مجبور کر رہی ہے۔ مسکرانے سے مجھے ایک بات یاد آئی۔ ایک دفعہ کسی صاحب نے شفیق الرحمن صاحب سے پوچھا کہ جناب میں نے فن زندگی پر چند کتابیں پڑھیں جو مجھے بے حد پسند آئیں۔ ان میں مسکرانے اور خوش رہنے کی خاص طور پر تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے پھرتیلا بننے کی کوشش کی اور معمول بنا لیا کہ چہرے پر مسکراہٹ رہے۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ میں ہر وقت مسرور رہنے لگا۔ مگر نہ جانے کیوں دوسروں پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ اب تو یہ حال ہے کہ جہاں جاتا ہوں لوگ مشتبہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ چند ایک تو صاف صاف پوچھ چکے ہیں کہ کیا بات ہے؟ آپ ہی کچھ بتائیں یا تو مجھے مسکرانا نہیں آیا یا میں نے غلط کتابیں پڑھ لی ہیں۔ تو پتہ ہے شفیق الرحمن صاحب نے کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ نہ تو آپ کی مسکراہٹ میں نقص ہے نہ ان کتابوں میں دراصل ہمارے ہاں خوش رہنے کا رواج نہیں ہے آپ نے جو کتابیں پڑھی ہیں وہ مغربی کتابیں اغیار کیلئے لکھی گئی ہیں۔ ہمارے لئے نہیں مگر جناب ہمارا پیارا سا پھول تو صرف ہمارے لئے ہے جو ہمیشہ ہمیں ہنستے مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔

جاوید اختر صدیقی کی کرنوں کا انتخاب پورے رسالے کو روشن کر گیا۔ مگر کاش یہ باتیں ہمارے لیڈر بھی جان جائیں۔

بھیا آپ یہ نہ سمجھیے گا کہ میں آپ کی خوشامد کر رہی ہوں مگر یہ بات طے ہے کہ جتنے بھی بچوں کے رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ سب ایک ہی لائن پہ چل رہے ہیں یہ بات صرف میں نہیں بلکہ سب پھول بچے کہتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پھول بچوں کی تربیت ہی ایسی کی ہے کہ بچے ہونے کے باوجود انکی ذہنی اپروچ دوسرے بچوں کی نسبت بہت High ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہم لوگوں کو اس قسم کے اداریئے کہ "سردیاں شروع ہو رہی ہیں سویٹر پہن لیں اور سردیاں جا رہی ہیں سویٹرز اتار دیں" بچگانہ حرکتیں معلوم ہوتے ہیں۔

شازیہ نذیر سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور

خصوصی انعام۔2

ڈیئریسٹ ایڈیٹر بھیا

کچھ عرصہ سے میں پھول کے ساتھ بہت زیادہ اٹیچ ہو گئی ہوں۔ جب تک پھول پڑھ نہ لوں اور اس کیلئے کچھ لکھ نہ لوں چین نہیں آتا۔ میری آپی کہتی ہیں کہ شکر ہے تمہیں میٹرک کے پیپرز سے پہلے پھول کی لت نہیں پڑ گئی تھی۔ دراصل پھول نے ہمیں بہت کچھ دیا۔ بہت سی معلومات' بہت سا اعتماد اور ڈھیر سارا پیار سب سے بڑھ کر اپنے پیارے اللہ میاں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتنی زیادہ باتیں۔ بچوں کے کسی بھی رسالے میں اللہ تعالیٰ کے متعلق اتنے سلسلے نہیں ہیں۔ بھیا ایک چیز میرا موڈ آف کر دیتی ہے جب پھول مطلوبہ ڈیٹ پر نہیں ملتا دن میں دو' دو مرتبہ بھائی کے چکر لگواتی ہوں۔ (چھوٹا ہے اس لئے کہنا مان لیتا ہے اور دوسرا تجربہ مجھے یہ ہوا کہ جب آفس فون کرنے پر آپ نہیں ملتے ایک مرتبہ میں نے فون کیا تو آپ کا پوچھنے پر کافی دیر میوزک کے بعد آواز سنائی دی ہم سمجھے آپ ہیں لیکن وہ اعظم بھائی تھے اس وقت وہ شوخی کے موڈ میں تھے میں نے پوچھا کون تو بولے قائداعظم آپ کے متعلق پوچھا کہ آپ آفس کب آتے ہیں تو بولے کبھی کبھی دکھائی دے ہی جاتے ہیں (حالانکہ میں نے ٹائمنگ پوچھی تھی) بھیا یاد سے یاد آیا کہ اعظم بھائی نے اپنے ساتھ یاد کیوں لگایا ہے حالانکہ وہ تو موجود ہیں انہیں کہیں کہ اپنا تخلص مجھے دے دیں تاکہ میں آپ لوگوں کو یاد آتی رہوں بھیا اس کچھ عرصہ میں جب سے میں پھول پڑھ رہی ہوں مجھے ندیم اکرام بٹ اور عائشہ میرکی تحریریں "مجھے خواب سہانے آئے" اور اللہ بس پیار ہی پیار نے بہت متاثر کیا اور آپ نے تو شاید اداریہ اور اک سفر اچھا لگا لکھ کر متاثر کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ بھیا میرے پچھلے خطوط میں اگر آپ کو کوئی بات بری لگی ہو یا میں نے کوئی تلخ کلامی کی ہو تو اس کیلئے سوری (کیونکہ زندگی کا کیا بھروسہ واپسی ہو گی بھی یا نہیں) (کیا سمندری سفر پر جا رہی ہیں۔ حوصلہ رکھیں اللہ خیر کرے گا) آپ سے بس ایک منی سی ریکوسٹ ہے کہ پلیز مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں کیونکہ نامعلوم اللہ میاں کس کی دعا قبول کر لیں۔

القرآن اور اک سفر اچھا لگا کی تو کیا ہی بات ہے۔ بائی چانس اس دن میں نواں سپارہ ہی پڑھ رہی تھی سمجھ کر پڑھنے کا تو اور ہی زیادہ مزا آیا اور اک سفر اچھا لگا میں شرطے والی بات کا بہت مزا آیا (یعنی جب اس نے آپ سے سوری کی) میری آپی کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا لیکن بھیا آپ کی باتیں پڑھ کر تو ہمارا بھی شدت سے دل کرنے لگا ہے کہ ہم بھی اللہ میاں کے گھر جائیں۔ کیونکہ آج سے پہلے ہم نے حج کا رسمی انداز ہی دیکھا تھا یعنی لوگوں کے دیئے ہوئے تحائف اور تبرکات ہی سے پتہ چلتا تھا کہ وہ حج کر آئے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے اپنی فیلنگز نہیں بتائی تھیں

عائشہ خان۔ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

خصوصی انعام۔3

انعامی خط.... انعامی خط.... انعامی خط آخر یہ انعامی خط ہوتا کیا ہے اور اس پر کیا انعام ملتا ہے رسالے میں مسلسل انعامی خط کی گردان پڑھ پڑھ کر ایک دن ہم نے سوچا... آخر ہم اپنے بہت سے عزیزوں کو خط لکھتے ہیں مگر وہ کبھی انعامی نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ غلطیوں سے ہی بھرا ہوتا ہے۔ آخر کیا چکر ہے کہ ہر پھول ساتھی کبھی عاجزانہ اور کبھی دھمکیانہ انداز سے خط کے انعامی ہونے کی استدعا ضرور کرتا ہے۔ خیر جناب ہم نے سوچا کہ چلو بھئی ہم بھی اس دفعہ انعامی خط لکھ ڈالیں مگر یہ انعامی خط ہوتا کیسا ہو گا یہ سوال ہنوز ہمارے ذہن میں موجود ہے۔ بہرحال کافی غور و خوض اور پچھلے تمام خطوط کے مطالعے کے بعد یہ بات ذہن میں آئی کہ انعامی خط منفرد ہوتا ہے اب چاہے وہ طنز و مزاح لئے ہوئے ہو یا سنجیدگی....

میں مانتی ہوں کہ میں منفرد ہوں مگر اور کوئی بھی یہ بات کہتا نہیں

خیر کوئی بات نہیں ہمیں دوسروں کی باتوں میں نہیں آنا چاہئے بلکہ اپنے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو سامنے لانے کیلئے کوشاں رہنا چاہئے مجھے امید ہے کہ آج نہیں تو کل سب جان جائیں گے کہ میں منفرد ہوں بشرطیکہ میں جدوجہد کروں اپنی انفرادیت کیلئے....

اب آتے ہیں رسالے کی طرف ٹائٹل خاصا خوفناک سا تھا بچی بلاشبہ خوبصورت تھی مگر عجیب سے تھی آپ دو منٹ سے زیادہ نظر جما کر نہیں دیکھ سکتے ٹائٹل پر براجمان بچی کو..... اسکے بعد کرنیں پڑھیں اور سر سے پاؤں تک کرنوں کی روشنی نے ہمیں منور کر دیا اور اس سے زیادہ کرنوں کی کوئی تعریف نہیں کی جا سکتی کہ بھلا روشنی کی بھی کوئی تعریف ہوتی ہے۔ کہانیوں میں "دو تصویریں" علاج و پیوند بس ٹھیک رہی تھیں راحیلہ بلوچ کی الجھن جو سلجھ گئی موضوع پرانا مگر انداز نیا لئے ہوئے تھی۔ ماریہ مجید کی "پھر وہی منظر" اچھی تھی مگر سچی بات ہے مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اسکا مرکزی خیال کیا تھا اسکے علاوہ "باپتا" بدر منیر کی کہانی نے خاصا کنفیوژ کیا کہ یہ باپتا کیا چیز ہے بعد میں پتہ چلا کہ ماں سے ممتا ہوتی ہے اور باپ سے باپتا کیا سچ یہی باپ سے باپتا ہوتی ہے؟ میں نے تو پہلی بار یہ لفظ سنا ہے بہرحال یہ بھی ایک اچھی تحریر تھی۔

سلسلہ وار کہانیاں بھوت حکومت بارود بارڈر اور بلا اچھی جا رہی ہیں اور خدارا ان کا اختتام بھی کہیں ساحل سے دور کی طرح نہ کیجئے گا۔

....اب میں کرتی ہوں اختتام اب چاہے آپ اس خط کو انعامی قرار دیں چاہے حوصلہ افزائی کا انعام دیں چاہے کوڑے کی ٹوکری میں پھینک دیں چاہے سنسر کر کے شائع کریں مگر..... اور کچھ نہ سہی رسید ضرور دیجئے گا کہ آخر گھر والوں کو منہ دکھانا ہوتا ہے....

محسنہ خلیل میجر خلیل احمد مرزا ہمالیہ ہاؤس۔ میرپور

کرکٹ...... کوڑا کرکٹ

☆...... کرکٹ سے دلچسپی نہیں اس لئے کوڑا کرکٹ سمجھ کر اس حصے کو علیحدہ کر دیا جتنے بھی سلسلے جو مستقل ہیں۔ مثلاً "لطیفہ کچھ یوں ہے" "اونے پونے" "NO PROBLEM" "کوئی شعر نیا کوئی بات نئی" وغیرہ تمام سلسلوں میں سے ہر ایک ساتھی کو ایک انعام دیا جائے بے شک 2 روپے کی ایک کتاب ہو۔ (یہ دو روپے کی کتابیں آپ کے ہاں ہی ملتی ہیں۔ ذرا ہمیں بھی تو دکھایئے کیسی ہوتی ہیں) اور اگر چاہیں تو "پھول بڑا مقبول" میں انعامی خطوں کی تعداد کم کر دیں۔ محمد ظریف صاحب کی تحریر "ناریل کا ٹکڑا" کے مطابق کیا واقعی ناریل کے ٹکڑے کی وجہ سے زبان کی جلن وغیرہ میں کمی آ جاتی ہے؟ (میاں ٹرائی کر کے دیکھ لیں ہم کیا بتائیں ہاں زبان ذرا کم جلایئے گا) "پھر وہی منظر" ماریہ صاحبہ کا انتخاب سر سے گزر گیا۔ س۔ ب۔ دانش صاحب کی تحریر "کھیل کھیل میں" ایک سبق آموز تحریر تھی "انعامی کوپن" کی بیک سائیڈ پر کوئی اشتہار دیا کریں یا صفحہ خالی چھوڑ دیا کریں۔ "پھول بک شیلف" ایک اچھا سلسلہ ہے لیکن ان ساتھیوں کے لئے جن کو مختلف ادیبوں کی کتابیں اکھٹے کرنے کا شوق ہے۔ (محمد شہزاد احسان۔ جہلم)

کچھ سکون ملا

☆...... عمران سہیل بوبی کے کارٹون نہ دیکھ کر کچھ سکون ملا۔ سرپرائز وزٹ اور سرپرائز گفٹ میں بھیا کا فوٹو دیکھ کر ایسے لگا جیسے انہوں نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ بھیا جانی! لڑکیوں سے اتنا نہیں ڈرنا چاہئے کہیں انہوں نے آپ کو "بھوت حکومت" کی کہانی تو نہیں سنائی جو آپ اتنے سہمے سہمے لگ رہے ہیں۔ (عبدالرؤف۔ نازی جنوبی۔ تحصیل تونسہ شریف)

ثقلین کا انٹرویو

☆...... ایک سال سے پھول پڑھ رہی ہوں اس میں شرکت کا شرف پہلی مرتبہ حاصل ہو رہا ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ بس ایک عرض ہے اور وہ یہ کہ آپ ثقلین مشتاق کا انٹرویو ضرور شائع کر دیں اور بالکل اسی طرح جس طرح آپ نے رمیض راجہ کا انٹرویو لیا تھا اور تصویریں بھی اسی حساب سے دیجئے گا۔ (فرح یہ کام تو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں بلکہ ثقلین کا سب سے پہلا انٹرویو پھول میں ہی چھپا تھا) (فرح ناز۔ گلشن جدید فیز I کراچی)

شاعری کی توڑ پھوڑ

☆...... 14 دسمبر 1997 کو صادق آباد میں پھول کلب کی افتتاحی تقریب آپ کی صدارت میں منعقد ہوئی اس پروگرام میں بیت بازی کا مقابلہ بھی شامل تھا جس ٹیم نے یہ مقابلہ جیتا اس کی ایک ممبر میں بھی تھی۔ انعام میں پھول رسالہ بھی دیا گیا جس مطالعہ سے میں بہت متاثر ہوئی اور اس نے مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ "واقعی پھول ہے" اس لئے مجھے پھول کا شعری کالم بہت پسند آیا اور میں باقاعدہ اس میں حصہ لینا چاہتی ہوں اس کے لئے آپ کی رہنمائی اور اصلاح کے علاوہ مدد کی طلب گار بھی ہوں کیونکہ میں خود بھی شاعری کی ٹانگ توڑنے کی کوشش کرتی رہتی ہوں۔ (شبانہ! آپ نے شاعری کی ٹانگوں کی توڑ پھوڑ کا کام بڑی مہارت اور کامیابی سے کیا ہے۔ ہم کوشش بھی کرتے تو اس کمال کو نہ پہنچ پاتے۔ سبحان اللہ رہنمائی کے بغیر یہ عالم ہے تو بعد میں تو آپ یقیناً مظلوم شاعری اور مضروب شعرا کے جلوس ہی نکلوا کے چھوڑیں گی) (شبانہ کوثر دیپ۔ صادق آباد)

انگلش الفاظ کیوں؟

☆...... سب کہانیاں بہت دلچسپ تھیں۔ سوائے بھوت حکومت کے، اس کہانی کا تو سر پیر ہی نظر نہیں آتا۔ بھیا میں کئی ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ خطوں میں انگلش کی بھرمار ہوتی ہے۔ بھیا یہ اردو کا رسالہ ہے اس لئے کیا ہی اچھا ہو کہ ہم جو الفاظ انگلش میں لکھتے ہیں اسے اردو میں لکھ دیں۔ (ثاقب میاں ذرا ذرا سی بات پر پریشان نہ ہوا کریں۔ آپ نے اس موضوع پر پورا صفحہ لکھا ہے۔ انگلش بولنے اور لکھنے نہ لکھنے پر اللہ میاں بالکل ناراض نہیں ہوتے۔ انہوں نے ایسی کوئی دھمکی بھی نہیں دی۔ پھر بھلا کیا مسئلہ ہے جن کو آتی ہے وہ شوق سے بولیں۔ جن کو نہیں آتی وہ شوق سے اس کے خلاف بولیں۔ انشاءاللہ ایسے ہی زندگی گزر جائے گی۔ (سید ثاقب مظفر۔ جہانگیرہ، صوبہ سرحد)

دشمنی ختم کر لیں

☆...... بھیا میرا یہ خط ضرور چھاپ دیں مہربانی ہو گی اور مجھ سے دشمنی ختم کر کے صلح کر لیں کیونکہ میں بہت اچھی ہوں چاہیں تو پھول ساتھیوں سے پوچھ لیں اور کیوں بھائیو اور بہنو میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں۔ (بی بی رانی! اتنے زور سے کہہ رہی ہو تو مان لیتے ہیں) (سمیرا عبدالقیوم)

لطیفے سوتی کپڑے جیسے تھے

☆...... بھوت حکومت کو ہم نے بھاگ دوڑ کر کراس کیا۔ شاہد آفریدی کے اس بیان پر ہمیں پورا یقین ہے کہ وہ دیوانے میں پلیز کرکٹ کا لفظ بیچ میں سے نکال دیں۔ لطیفے تو عائشہ میر کے اس سوتی کپڑے کی طرح تھے جو 100 مرتبہ مشین میں دھل چکا ہو۔ (اخوت اویس۔ فورٹ کالونی ملتان)

پلیز یہ تحریر

☆...... پھول واقعی پھول ہے اس کی جگہ کوئی اور رسالہ نہیں لے سکتا۔ اس دفعہ آپ کو کچھ نہیں بھیج رہی کیونکہ میں اب تک بہت سی تحریریں بھیج چکی ہوں۔ پلیز اس دفعہ میری یہ تحریر چھاپ دیں۔ (ثوبیہ کلثوم۔ چک نمبر 6R/110)

دھمکی کی مد میں

☆...... خط مختصر لکھ رہا ہوں۔ (بڑی نوازش مجیب میاں) اگر آپ نے ہمت افزائی کی تو آئندہ بھرپور تبصرے کے ساتھ حاضر ہو جاؤں گا (یہ البتہ صریحاً دھمکی کی مد میں آتا ہے) (مجیب الرحمان لغاری۔ ٹنڈو محمد خان سندھ)

باپتا ممتا سے بڑھ کر

☆...... محمد بدر منیر کی "باپتا" نے بہت متاثر کیا۔ ماں کی ممتا کے بارے میں تو واقعی بہت کہانیاں پڑھیں اور سنی تھیں لیکن باپ کی باپتا کے بارے میں پریشان ہو گئے کیونکہ باپتا کے بارے میں عام طور پر جو تصور ہوتا ہے وہ یہ کہ غصے سے سرخ چہرہ اور ہاتھ میں "دس نمبر" باٹا کا جوتا لیکن یہاں تو بدر صاحب نے بتایا کہ بعض حالات میں باپتا ممتا سے بڑھ جاتی ہے (روزینہ رشید۔ شکرگڑھ)

بہت سے دل ٹوٹ گئے ہونگے

☆...... شاہد آفریدی کا انٹرویو اچھا لگا البتہ ان کی منگنی کا سن کر بہت سے دل ٹوٹ گئے ہوں گے۔ اداریہ ہمیشہ کی طرح خوب رہا اور ہمیشہ کی طرح سمجھ بھی آ گیا۔ "کرنیں" ذہن و دل کو روشنی سے منور کر گئیں۔ (بہت سے دل لکھ کر آپ نے تکلف ہی کیا ہے۔ ہمیں تو ایک آدھ کا ہی اندازہ ہو سکا ہے۔ وہ بھی واللہ اعلم) (مہ پارہ جبیں۔ پشاور)

میرے اخراجات بھجوا دیجئے گا

☆...... ٹیلی فونک کالم میں دونوں انعامی فون بے کار اس سے اچھے فون تو بھیا میں خود آپ کو کر سکتی ہوں (شومئی قسمت کہ ہمارے گھر میں فون نہیں ہے) اچھا جی بھیا خط انعامی کرتے وقت اس بات کا خیال رکھئے گا کہ میں نے 3 روپے کے پیپرز 25 روپے کا پین دو روپے کی سیاہی 2-50 پیسے کا لفافہ اور دو روپے بھائی کو رشوت دے کر خط پوسٹ کروایا ہے۔ (یہ جملے چھاپنے پہ اسی کلئے اور قاعدہ کے لحاظ سے ہمارے تو کئی ہزار روپے لگ گئے ہیں کیا خیال ہے اخراجات کا بل نہ بھجوا دیں) (سیدہ فرح بتول)

پھول ساتھیوں پر احسان

☆...... میں آپ کو یہ خط ایک کام کے سلسلے میں لکھ رہا ہوں وہ یہ کہ آپ کی لکھی ہوئی کتابیں ابھی تک ہمارے شہروں میں نہیں پہنچیں۔ میں ملتان مظفر گڑھ اور DG KHAN کے تمام بک اسٹالوں سے پتہ کیا لیکن آپ کی کوئی کتاب بھی نہیں ملی۔ بھیا ہمیں آپ کی کتابوں کا شدت سے انتظار ہے مہربانی فرما کر ہماری کتابیں جلد از جلد ہمارے علاقوں میں تقسیم کروائیں آپ کا یہ ہم پھول ساتھیوں پر احسان ہو گا۔ (شفیق میاں! ہوا یوں کہ کتابوں کا پہلا ایڈیشن جو خیال تھا سال بھر میں ختم ہو گا دیکھتے دیکھتے ہی ختم ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے۔ کسی بک سٹال سے نہ ملے تو براہ راست ادارہ مطبوعات طلبہ 1۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ سے منگوائی جا سکتی ہیں۔ پھول ساتھیوں کے لئے انہوں نے 30 فیصد خصوصی رعایت کا اعلان کیا ہے۔ (شفیق ملک مظفر گڑھ)

پہلی جسارت

☆...... پہلی بار خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ اگر آپ میرا خط انعامی نہیں کرتے تو نہ کریں اگر کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ (سہیل میاں ابھی معیار اتنا اپ نہیں ہوا کہ اس طرح کی عمدہ "خطیاں" (یہ خط کی ہمشیرہ کو کہتے ہیں) بھی انعامی ہونے لگیں)

انٹرویوز اچھے تھے

☆...... آزاد کشمیر کے گولڈن جوبلی صدر سردار ابراہیم نسیم اختر اور شاہد آفریدی کے انٹرویو بہت ہی پسند آئے اور اختر عباس کا اک سفر اچھا لگا تو بہت ہی پسند آیا۔ (محمد اقبال ناز چک 119 کسووال)

ایک شکایت کرنی ہے

☆...... مجھے آپ سے شکایت کرنی ہے لیکن میں خط کو ابن بطوطہ کا سفر نہیں بنانا چاہتی۔ اس وقت تو میں ایک ہی شکایت بیان کروں گی۔ وہ یہ ہے آپ ان لوگوں کی تحریروں کو شائع کیوں نہیں کرتے جو تقریباً ہر ماہ آپ کی یاد دہانی کے لئے بھیجتے ہیں۔

اپنی گرہ سے کچلا نہ مجھے آپ دیجئے
پھول میں تو نام میرا چھاپ دیجئے

(عنبر رخسانہ گھمن عارف والا)

بھیا! آپ کتنے خوش قسمت ہیں

☆...... "اک سفر اچھا" بھیا آپ کتنے خوش قسمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی یہ سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ آیت من القرآن اچھا سلسلہ ہے یہ پھول ساتھیوں کو قرآن پاک پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ بھیا آپ لکھتے وقت کہ "پھول میں وہ سب کچھ ہے جو آپ کو اچھا لگتا ہے" "بس ایک چیز کی کمی ہے اور وہ ہے ہمارا خط۔ (محمد طاہر سلیم ملتان)

آپ سفارش کر دیں

☆...... کڈز سپیشل میں تصویری کہانیاں پسند آئیں۔ انور بادشاہ کے آنے کے بعد اس سلسلے میں بہتری آئی ہے۔ دونوں قسط وار کہانیاں خوب جا رہی ہیں۔ بھیا کہانیوں کے متعلق رائے شماری کی میں بے حد مخالفت

کرتا ہوں۔ ایسی تجویزیں دینے والے ساتھیوں کو ہو سکے تو "بلیک لسٹ" یعنی پابندی کر دیں۔ ایسے سیاست دانوں کی پھول کو ضرورت نہیں۔ بھیا اپنے دوست اختر عباس عابد سے ابھی تک صلح نہیں ہوئی۔ بھیا ہو سکے تو آپ ہی سفارش کر دیں۔ دوستوں کے دم سے رونق ہوتی ہے۔

اے دوست ہم نے ترک تعلق کے باوجود
محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی

(سید ذوالفقار حسین زلفی۔ جھاوریاں)

سننے والے بدل گئے

☆... No Problem کی بھی کیا بات ہے۔ ہائی دا وے یہ آپ نے آپی کو کہاں بھیج رکھا ہے۔ سلسلہ دکھ سکھ سانجھے جیسا ہے مگر دکھ سکھ سننے والے بدل گئے۔ بھوت حکومت محمد عادل منہاج صاحب کی سلسلہ وار کہانی میں انسپکٹر عمران اور کرنل رائے کی آپس میں لڑائی کافی مزیدار جارہی ہے۔ دیکھیں کہ کرنل صاحب کامیاب ہوتے ہیں یا کہ انسپکٹر فوسل کے کیڑے کو اڑانے کے لئے۔ (فیض الرحمن۔ اوکاڑہ)

ایک تجویز

☆... تمام خطوط بیشک کالی سیاہی سے شائع کریں۔ مگر خط لکھنے والے بچوں کے نام مخالف رنگ میں ہوں۔ مثلاً خط کالے اور نام سرخ سیاہی سے یا نیلی سیاہی سے یا پھر سبز سیاہی سے" اس طرح پیارے پھول سے بچوں کو پھول بڑا مقبول میں اپنے نام ڈھونڈنے میں آسانی رہے گی۔
حلیمہ بشیر۔ بہاولپور

مایوسی گناہ ہے

☆... میں میٹرک کی طالبہ ہوں میں جب بھی پھول میں لکھتی ہوں کوئی خط شائع نہیں ہوتا۔ لیکن پھر مجھے یاد آیا کہ "مایوسی گناہ ہے" یہی سوچ کہ میں نے دوبارہ خط لکھنا شروع کیا۔ میں اداریے اور سفرنامے سے بہت متاثر ہوں۔ پھول آج ہی ہاتھ لگا ہے اور ختم بھی کر ڈالا۔
(سیمی نور خان نیازی۔ سرگودھا)

سوچنے والی بات

☆... "بھوت حکومت" عادل صاحب اب آپ کیسی باتیں کرتے ہیں ہمیں اپنے ملک کی حکومت' سیاست تو سمجھ میں آتی نہیں ہے اور آپ خواہ مخواہ بھوتوں کی حکومت کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں ہے ناں سوچنے والی بات خیر کیا کہیئے!
کلیاں! گو ہمیں کھانے پکانے سے کچھ خاص لگاؤ نہیں ہے تاہم کیا بتائیں ایک بار "نوید گل" صاحب کی کلیاں چھپی دیکھ کر ہم نے بھی کچھ ڈشز لکھ بھیجیں تھی مگر ابھی تک چھپی نہیں پتہ نہیں کیوں؟
محمد عمران ساجد۔ چکوال

بڑھیا کی تصویر

☆... ٹائٹل پر جو بچی تھی ویسے تو وہ بچی لگ رہی تھی لیکن بالوں سے تو مجھے وہ کوئی 60 سالہ بڑھیا لگ رہی تھی کیونکہ بال مکمل طور پر سفید تھے اور اس سے بھی زیادہ بڑھیا ہونے کی وجہ دانتوں سے معلوم ہوگئی کیونکہ سامنے صرف 5 دانت نظر آ رہے تھے باقی سب غائب تھے تو اس سے یہ پکا ثبوت کہ ٹائٹل پر ایک بوڑھی عورت کی ہی تصویر تھی۔
حافظ محمد یوسف۔ گوجرانوالہ

یہ محبت کشمیر

☆... سردار محمد ابراہیم خان کی باتیں پڑھ کر دکھ اور افسوس بھی ہوتا ہے اور حیرانگی بھی۔

دکھ اور افسوس اس طرح کی 5 فروری یوم یکجہتی کا دن بڑی زور و شور سے ہر سال منایا جاتا ہے اور پیسہ بھی کافی بہایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو ہم انکی تابعداری کرتے ہیں لیکن دوسری طرف ہم انکی دل آزاری کرتے ہیں۔ ہم انڈیا کی ہر چیز کو بڑی شوق سے پسند کرتے ہیں اور اسے اپنے دل کے خانے میں بھی سنبھال کر رکھتے ہیں۔ یہ محبت تو کشمیر نہ ہوئی نہ بلکہ بھارتی ہوئی۔
علی رضا۔ دیپالپور

واقعی پڑھنے کی چیز ہے

☆... میں پھول میں پہلی دفعہ خط لکھ رہی ہوں اور حیران کن بات تو یہ ہے کہ میں نے پھول بھی پہلی دفعہ ہی پڑھا ہے پڑھ کر ایسا لگا کہ واقعی ہی پڑھنے کی چیز ہے بعض باتوں کی سمجھ نہیں بھی آئی پھر بھی اچھا لگا کیوں؟ پتہ نہیں۔ میں نے اپنی والدہ کو اک سفر سنایا ان کی آنکھوں میں بے اختیار بوڑھیا والا واقعہ سنکر آنسو آگئے۔
عائشہ کنول۔ لاہور

آپ تو سب کچھ کر سکتے ہیں

☆... کشمیر کے حوالے سے ضرور کوئی نہ کوئی فیچر یا کوئی تحریر شائع کیا کریں۔ آپ تو سب کچھ کر سکتے ہیں تو آپ پلیز نئی نسل کو کشمیر کیلئے جہاد کرنے کو تیار کریں۔ میرا بس چلے تو بہت سارے لڑکے اور لڑکیوں کو لے کر کشمیر جاؤں اور خوب جنگ کروں اور بھارتیوں کو ختم کر دوں اتنی اذیت دوں ان درندوں کو کہ ان کی نسلیں بھی پھر کسی مسلمان کو اذیت دینے کا نہ سوچیں۔
سونیا لطیف۔ مظفر گڑھ

میری ماما کہتی ہیں

☆... آپ نے بچوں کو ہر اچھے کام میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا ہے۔ میری ماما کہتی ہیں کہ پھول عام رسالوں کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس میں سب سے زیادہ خاص بات یہ ہے کہ اس میں تحریک بہت زیادہ ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ بچے ہر فن ہر اچھے کام میں آگے آئیں۔ بچے لکھیں کچھ نہ کچھ تو ضرور لکھیں۔
ستارہ جاوید گوجرانوالہ

☆... نسیم انکل کی اچھی اور پیاری باتیں دل میں گھر کر گئیں۔ انہوں نے یہ سچ کہا کہ ہمارے ہر عمل میں ہماری ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا بھرپور تعاون شامل ہوتا ہے چونکہ ذہن سوچوں کا مرکز ہوتا ہے لہٰذا سوچیں ہی ہمارے ذہن اور جسم کو عمل پر اکساتی ہیں۔ اگر ہماری سوچ صحیح ہوگی تو ہم عمل بھی اسی کے مطابق کریں گے۔
(غزالہ صدیق راولاکوٹ آزاد کشمیر)

اچھے لوگوں کے انٹرویو

☆... شاہد آفریدی کیلئے حافظ ذکریا صاحب نے کچھ زیادہ مکھن استعمال کر دیا۔ اب تک میرے خیال میں انہوں نے صرف ایک مرتبہ سینچری بنانے کے سوا کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔ پھر کیوں اتنی اہمیت دی جارہی ہے۔ تعلیم ضروری ہے تو پھر خود کیوں نہیں پڑھا۔ پھر پیسے کو اہمیت کیوں دی۔ ابھی عمر صرف سترہ سال ہے اور ہر کوئی شادی کے بارے میں کیوں سوال کرتا ہے۔ فلموں میں کام کرنے پر تو ان کی ماں انہیں جان سے مار دے گی۔ ویسے تو بڑے مذہبی ہیں۔ پھر فلمیں اور گانے کیوں سنتے ہیں' قول و فعل میں اتنا تضاد ہے ایسے لوگوں کا انٹرویو دینے کی بجائے اچھے پڑھے لکھے لوگوں کا انٹرویو دیا کریں ایسے فضول لوگوں کا نہیں۔

کرکٹروں کے انٹرویو

☆... مجھے پھول میں کرکٹروں کے انٹرویو بہت اچھے لگتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ پھول میں راشد لطیف کا انٹرویو شائع کریں۔
محمد ارسلان حیدر آباد

شرطے والی بات

☆... میری دلی خواہش ہے کہ میرا بھی نام ان انعامی خطوط میں آئے اب آگے میری قسمت پہلے خط میں "ش" کا اتنا استعمال دیکھ کر میں عش عش کر اٹھی۔ خطوط کے اوپر ہیڈ لائن کا استعمال بھی اچھا تھا۔
ٹیلی فونک کالم میرا پسندیدہ سلسلہ ہے۔ لیکن ایڈیٹر انکل! اس دفعہ کے ٹیلی فون اتنے اچھے نہ تھے۔ "اک سفر اچھا لگا" واقعی اچھا لگا۔ شرطے والی بات پڑھ کر بہت غصہ آیا لیکن جونہی آگے پڑھی غصہ ٹھنڈا ٹھار ہو گیا۔
عائشہ نثار۔ لاہور

تھینک یو بھیا

☆... مایوسی تو گناہ ہے جب میں نے پہلا خط لکھا اور اس دفعہ کے شمارے میں رسید کو بھی غائب پایا۔ بس مایوسی کے سیاہ بادل جو دور بیٹھے تھے مجھ پر حملہ کیا اور بس پھر کیا خاموشی کی چادر ڈھانپ لی۔ لیکن پھر کیا ایڈیٹر بھیا آپ کا خط ملا آپ نے بہار اور مستقل مزاج لوگوں کی خوبی یاد دلائی اور پھر میں بھی بہار بن گئی۔ آپ نے ہمت بندھائی' حوصلہ دکھایا اور پھر وہ ساری ناراضگیاں دھواں ہوگئی۔ (بھیا Thank You)
اسما سجاد چاون۔ رحیم یار خان

حیران ہو جاتی ہیں

☆... ایک عجیب بات سنیئے۔ جب بھی میں اپنی کسی کلاس فیلو کو اپنا خط دکھاتی ہوں تو وہ حیران ہو کر یہ پوچھنے کی بجائے کہ یہ تمہارا خط ہے تم نے لکھا ہے وغیرہ یہ پوچھنے بیٹھ جاتی ہیں تمہاری کوئی کہانی نہیں چھپی وغیرہ وغیرہ اس لئے میں بھی کہانی لکھنے کی فکر میں بیٹھی ہوں۔ (آپ فکر نہ کیا کریں تو اچھا ہے)
سدرہ صدف۔ گوجرانوالہ

پھول نے تو واقعی ہی کمال کر دیا

میرے والد ایک کاروباری آدمی ہیں اور ہر وقت کاروبار کے متعلق بات چیت ہوتی رہتی ہے ایک دن ایسا ہوا کہ ہم لوگ پھول رسالہ پڑھ رہے تھے کہ والد صاحب گھر تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا کہ سب کیا پڑھ رہے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ پھول رسالہ پڑھ رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک اچھا کاروبار ہے کہ نام بھی کمایا جائے اور پیسہ بھی یہ بات سن کر میں خاموش ہو گیا لیکن ایک رات میں نے دیکھا کہ والد صاحب پھول رسالہ پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے ہی جا رہے ہیں میں یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوا اب تو انہوں نے باقاعدہ رسالہ پڑھنا شروع کر دیا ہے۔
شیخ سلیم قادری۔ لاہور

ہم جذباتی ہو گئے

پھول اخبار بھی بہت اچھا تھا کیونکہ پھول اخبار ہر شہری خبروں کو اُبھارتا ہے "حضرت صالح کی اونٹنی" بہت اچھا تھا اور سب سے آخر میں جو بیڈ ٹائم سٹوری کی کمی تھی وہ "اک سفر اچھا لگا" نے پوری کر دی اسے پڑھ کر ہم جذباتی ہو گئے پڑھتے ہوئے ایسا لگا جیسے ہم بھی مدینہ میں ہوں۔ (فیصل ظفر محلہ انعام آباد مظفر گڑھ)

پھر میں کیا کروں گا

☆...اگر یہ خط نہ چھپا تو میں آپ کے دفتر آکر آپ کے ساتھ وہ ہی سلوک کروں گا جو میں نے اپنے ٹیچر صاحب کے ساتھ ٹیسٹ میں فیل کرنے کی وجہ سے کیا تھا اور ہاں آپ کو شاید پتہ نہیں کہ میں نے اپنے ٹیچر صاحب کے ساتھ کیا کیا تھا تو ذرا دھیان سے سنیں میں نے اپنے ہاتھ میں ایک ڈنڈا پکڑا اور ٹیچر صاحب کے کمرے کے پاس پہنچ کر میں نے ارد گرد دیکھا اور کسی کو نہ پا کر میں جلدی سے اندر گھس گیا۔ اندر گھس کر میں نے دیکھا کہ وہ ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے میں نے فوراً ڈنڈا سیدھا کیا اور ان سے کہا سر یہ ڈنڈا مجھ سے لے لیں اور مجھے جتنا مرضی مار لیں لیکن مجھے ٹیسٹ میں پاس کر دیں اس کے ساتھ ہی میں نے رونا شروع کر دیا تو سنا آپ نے کہ میں اپنے ٹیچر صاحب کے ساتھ کیا کیا تھا۔

عثمان غنی غوری۔ شیخوپورہ

تعریف بھرے خطوط

☆...پھول ساتھیوں میں سے اکثر ساتھی کہتے ہیں کہ آپ تنقید بھرے خطوط شائع نہیں کرتے بلکہ میں تو کہتی ہوں کے آپ تعریف بھرے خطوط بھی شائع نہیں کرتے۔ ایڈیٹر بھیا میرے خطوط آپ کا کیا بگاڑتے ہیں۔ اب میں ایسی زبان بھی نہیں لکھتی جو آپ سمجھنے سے قاصر ہوں اور ایسا تبصرہ بھی نہیں جو قابل اشاعت نہ ہو۔ پھر کیا وجہ ہے؟ اور ہونے یہ سا [illegible] یہ کے خطوط شائع ہونا تو درکنار رسید حاضر میں بھی نام نظر نہیں آتا کہ چلیں دل کو تسلی ہی ہو جائے کے ملا تو تھا اب آپ ہی بتا میں کہ میں کب تک صبر کرتی۔

(سائرہ نذیر۔ فیصل آباد)

دعاؤں کی بھوکی

☆....بھیا مجھے دعائیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ میرا دل کرتا ہے بس کوئی ہر وقت بیٹھا مجھے دعائیں دیتا رہا اس معاملے میں میں باقاعدہ لالچی ہوں۔ نانو کی لاڈلی ہوں انکی خدمت بہت ساری کرتی ہوں اور وہ مجھے دعائیں دیتی ہی چلی جاتی ہیں دادو تھیں تو وہ آخری سانس تک ہم بہن بھائیوں کو دعائیں دیتی رہیں۔ روز ٹیوشن آتے جاتے ایک مائی ملتی ہیں۔ وہ بکریاں چرایا کرتی ہیں اور میں لالچی، روز انہیں سلام کرتی ہوں اور وہ آگے سے دعاؤں کا بھاری ٹوکرا میرے سر پر رکھ دیتی ہیں اور بھی نہ جانے کتنے لوگ ہیں جن سے میں اپنے لئے دعا کروایا کرتی ہوں بھی کبھی تو لگتا ہے کہ یہ سب اگر دعائیں نہ کریں اور اللہ سائیں مانے ناں تو ہم سب تو کچی چھت کی طرح بیٹھ جائیں گے۔

عائشہ کوثر۔ لاہور

ہرے کیا بات ہے

☆...فروری کا ہنستا مسکراتا ہوا شمارہ تین تاریخ کو ملا۔ جیسے ہی یہ ہمارے ہاتھ میں آیا ہم نے پھول بڑا مقبول کا کالم نکالا اور اپنا خط تلاش کرنے لگے، ابھی ہم تلاش کر رہے تھے کہ ہمارے منہ سے ایک نعرہ نکلا "ہرے کیا بات ہے پھول کی" اس لئے کہ ہمیں اپنا خط نظر آ گیا تھا۔ چلو انعامی نہ سہی دو تین لائنیں تو شائع ہوئیں، سارے دوستوں کو دکھایا کہ دیکھو ہمارا پھول کتنا اچھا ہے کہ ہمارا پہلا خط ہی شائع کر دیا۔

محمد شعیب پشاور

سوال اچھے کہ جواب

☆...No Problem اور اونے پونے بہت اچھے لگے عائشہ میر بہت بونگے سوالوں کا مزاحیہ انداز میں جواب دیتی ہیں سوال اتنے اچھے نہیں ہوتے جتنے جواب اچھے ہوتے ہیں بھیا جی کلیاں موجود ہیں چھلیاں کہاں گئی پلیز چھلیوں کا میں ہر ماہ انتظار کرتی ہوں ایڈیٹری ایک دن کی

سعدیہ فیض کی بہت بہت اچھی لگی بھئی ایک دھمکی تو واقعی لاجواب تھی کہ پھول کا پرانا شمارہ کھا کر خودکشی کر لوں گا۔

شازیہ ابراہیم۔ لاہور

پھول کے دیوانے

☆...اگر آفریدی صاحب کرکٹ کے دیوانے ہیں تو ہم پھول کے دیوانے ہیں۔ کرنیں پڑھی جو کہ ہمیشہ کی طرح منور ہوتی ہیں اس مرتبہ سلطان محمود غزنوی کے بارے میں کرنیں دل پر گہرا اثر ڈال گئیں اب رخ کیا اداریئے کا اداریہ پہلے کی طرح دل میں گھر کر گیا۔

سہیل منصور ناصر۔ تلہ گنگ

تیرا اور رب کا پیار

☆..."کوئی شعر نیا کوئی بات نئی" دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا کیونکہ ہمارا فیورٹ سلسلہ جو ہوا پہلا شعر حمیرا ناز سرور کا پڑھ کر انکی یاد آ گئی اور دل اداس ہو گیا۔ کبھی کبھی اپنے رب سے میں شکوہ کرتا ہوں کہ جن لوگوں سے ہم بہت پیار کرتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس کیوں بلا لیتے ہیں جن کے بغیر جینے کا تصور بھی مشکل لگتا ہے۔ تو دماغ نے جواب دیا کیا تیرا پیار اور تیرے رب کا پیار برابر ہیں پھر اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

محمد فاروق قیصر۔ میانوالی

ہم خط لکھتے ہیں....

☆...6'5 ماہ آپ لوگوں سے آدھی ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کی ہم نے رسالہ نہیں پڑھا۔ یا خط نہیں لکھے ہم خط لکھتے تھے لیکن بھائیوں کی سست روی کی وجہ سے پوسٹ نہ ہو سکے۔ پچھلے ماہ بھی میں نے خط لکھا لیکن میرے ناک کا آپریشن تھا اس لئے پوسٹ نہ ہو سکی اب پھر خط لکھ رہی ہوں۔ سب کو ہماری جانب سے عید مبارک۔ (باسی) ہم اپنی محفل کا آغاز ذہنوں میں نور پھیلاتی ہوئی کرنوں سے کرتے ہیں جس کے لئے جاوید اختر نے تعاون کیا ہے۔ اب اداریے کی باری ہے جو ہمیں بہت آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے۔ جسے پڑھ کر ہمیں اپنے رویوں پر سخت شرمندگی ہوئی۔ ا۔ ایک الجھن تھی جو راحیلہ بلوچ نے بہت اچھے طریقے سے سمجھا دی۔ "بابا" کی باری ہے جس کیلئے تعاون کیا ہے بدر منیر نے اپنی نوعیت کی منفرد کہانی۔ محمد بدر منیر کی دوسری کہانی کو بھی پورے نمبر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایم خلیل یوسفی علی رضا بلو۔ محمد فاروق انجم۔ محمد ظریف۔ س م دانش کی تحریروں کو بھی پاس کیا جاتا ہے۔ وہ کہانی جس نے ہمارے ذہنوں کو جھنجوڑ دیا وہ "پیوند" ہے۔

(خدیجہ سعدیہ رضوانہ۔ سرگودھا)

خوشی سے جھوم اٹھا

☆...اونے پونے میں اپنا نام دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اس دفعہ کی ساری تحریریں اچھی تھیں اور قسط وار کہانیوں میں بارود، بارڈر اور پہلا نمبرون اور بھوت حکومت نمبر ٹو رہی۔ انکل آپ لطیفے ذرا نئے اور اچھے دیا کریں وہی پرانے لطیفے آپ دوبارہ چھاپ دیتے ہیں۔

وقاص زاہد۔ لاہور

عید کا چاند

☆...سال نو کا دوسرا شمارا اپنے وقت سے کافی پہلے مل گیا۔ خواہش تو عید کا چاند دیکھنے کی تھی مگر چاند کی بجائے ایک بک اسٹال پر ماہنامہ پھول کا تازہ شمارہ نظر آیا جس پر چاند سی بچی اپنے پانچ دانتوں کی نمائش کر رہی تھی۔

بچے "بچے" ہوتے ہیں یہ غمگین ہوں یا خوش ہوں سب کچھ عارضی ہوتا ہے ایڈیٹر بھیا بچوں کی شرارتیں زندگی کی علامت ہیں۔ ہمارے ہاں روتی اور سسکتی ہوئی زندگی کے بیچ چند بچوں کی اٹھکھیلیاں خوشگوار احساس سے نوازتی ہیں۔

شیخ احسان الحق۔ خانیوال

کیا ساری زندگی کچھ نہیں کھانا

☆..."ایڈیٹری ایک دن کی" بھیا اس میں تو آپ کا بہت فائدہ ہو گیا۔ سعدیہ نے کچھ بھی نہیں کھایا بیچاری بھیا ڈریں اس دن سے جب میں آپکے دفتر پہنچ گئی۔ کنٹین ویران ہو جائے گی اور کنٹین بوائے چکر لگا کر بے دم ہو جائے گا اور آپ بے بسی سے مجھے دیکھیں گے۔ آنکھوں میں التجائیں لئے کہ بی بی اب بس کرو کیا اب ساری زندگی کچھ نہیں کھانا۔

اور ہاں آپ نے خطوں کی ہیڈنگ دینا شروع کر دی ہے۔ جو بالکل اچھی نہیں ہے اس سے ایک تو جگہ ضائع ہوتی ہے۔ اس کی جگہ خط شائع کرنے کی جگہ بڑھ سکتی ہے ورد و سرا یہ کہ خطوں کا مزہ خراب ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے پرہیز کریں۔

نادیہ نورین۔ بہاولپور

گڈ او ئے....

☆...اپنے فیورٹ کھلاڑی "شاہد آفریدی" کا انٹرویو پڑھا بہت دلچسپ تھا۔ ہم نے سوچا بھی نہیں تھا کہ اس دور میں ایسا نیک لڑکا بھی ہو سکتا ہے۔

اسکے ساتھ ہم یہ پڑھ کر بھی بہت حیران ہوئے کہ کرکٹر اور وہ بھی پانچ وقت نماز کا پابند "گڈ او ئے"

ممتاز علی خان۔ سانگھڑ

پراپیگنڈہ غلط ثابت ہو گیا

☆...اداریہ میں ایک چھوٹے سے مسئلے پر آپ کا انداز بیاں قابل ستائش ہے اداریہ پڑھ کر بہت سے پھول ساتھیوں کا یہ پروپیگنڈا کہ اداریہ مشکل ہوتا ہے' غلط ثابت ہوا۔ "ایک الجھن جو سلجھ گئی" ایک اچھی کاوش تھی۔ راحیلہ بلوچ صاحبہ نے پرندوں کی آزادی کا سبق دیا ہے بھلے لوگو! پرندوں کی آزادی تو ایک طرف یہاں تو انسانوں کو آزادی حاصل نہیں ہے کہیں بھی دیکھ لیں کشمیر ہو یا فلسطین اور بوسنیا ہو یا چیچنیا

خلیل احمد ملک۔ فیصل آباد

اسکا الگ مزہ ہے

ہم پہلے جواب عرض وغیرہ رسالے مطالعے کے لئے لیتے تھے۔ مگر کزن کے کہنے پر پھول کو پڑھا۔ تو پسند آیا۔ پھول بچوں کا ہی نہیں بڑوں کا بھی رسالہ ہے۔ جیسے وہ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ بڑوں کے شوق ہی سے عرض ہے۔ ہماری دادی اماں کو پھول سے بے حد لگاؤ ہے۔ ان پڑھ یعنی پڑھی ہوئی ہیں ہے جب مہینہ شروع ہو جائے تو بھیا یا مجھ کو کہتیں ہیں۔ بیٹا ذرا مجھے بھی پڑھ کر سنا تو کیا باتیں لکھی ہیں اس میں ہم ان کو جب ایک سفر اچھا لگا وغیرہ پڑھ کر سناتے ہیں۔ تو کئی بار تو وہ آپ کو ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتیں ہیں۔

"پھول" کو پڑھنے سے جو مزہ آتا ہے۔ وہ تو ایک الگ بات ہے۔ مگر اس میں جو معلومات ہوتی ہیں۔ آپ کی باتیں مختلف لوگوں سے پھول فورم کے ذریعے ملاقاتیں ایک الگ مزہ ہے۔

ساجدہ فیض اوکاڑہ

ہمیں وہاں بلالو

☆... صادق آباد پھول کلب گرلز ونگ باقی سارے کلبز سے زیادہ نمبر لے گیا۔ بھئی بہنوں یا خود ہمارے پاس آجاؤ یا ہمیں وہاں بلالو۔ بیچ میچ اے ون گوجرانوالہ گرلز ونگ حمیرا ناز سرور کے انتقال کے باعث کچھ مدھم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حمیرہ ناز کو جوار رحمت میں جگہ دے (آمین) ہماری دعاؤں سے ہر جگہ پھول کلب قائم ہو چکا ہے اس لئے ہمیں جلدی سے فرسٹ پرائز عطا کر دے۔

(سمیرا شفیق جڑانوالہ)

ہمارا دل باغ باغ کر دیا

شکریہ بہت بہت (بھئی کس بات کا) اس مرتبہ ہماری رپورٹس کی خبر ٹائٹل پر دے کر اور تصاویر رنگین دے کر ہمارا دل باغ باغ کر دیا۔ اس مرتبہ صادق آباد سے بہت سے لوگوں نے لکھا ہے۔ اور تو اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ ایجنسی سے رسالے 2 تاریخ سے پہلے ہی ختم ہو گئے۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ہم نے رحیم یار خان' خانپور اور تو اور فیصل آباد تک دوڑ لگائی۔ تب کہیں جاکر یہ کمی پوری ہوئی۔

کرنیں بہت پسند آئیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔

اداریہ شروع کیا تو حیرت ہوئی۔ آپ نے بھی کیا بچوں والی حرکت کی نماز میں ایسی حرکت تو بہت عجیب لگی۔ مگر آخر میں پہنچ کر اداریے کی وجہ سمجھ آگئی۔

ماریہ رشید صادق آباد

اتنا اچھا رسالہ

☆... بھیا اس دفعہ پھول بہت اچھا تھا اس دفعہ ہی کیا بلکہ ہر دفعہ ہی پھول رسالہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ بھیا کیا بات ہے آپ کا اتنا اچھا رسالہ آپ ہمیں فراہم کرتے ہیں۔ بھیا آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں کیونکہ آپ ہمیں اتنا اچھا رسالہ فراہم کرتے ہیں۔

حنا مقبول۔ فیصل آباد

خیر یہ تو فلسفہ ہے

☆... قول اخیری ہے کہ: "اگر خواہش دل سے اور تکمیل کے یقین سے کی جائے تو پھر کوئی بڑی سے بڑی طاقت اس کو پورا ہونے سے نہیں روک سکتی" اور ویسے بھی انسانی ارادے اور خواہش سے مضبوط کوئی چیز نہیں اور ہمت ہی اپنے مقصد سے وفا کرنا سکھاتی ہے۔ خیر یہ تو فلسفہ ہے میری تو یہ کوشش ہے کہ میرا یہ خط انعامی ہو جائے۔ ڈاکٹر اظہر کی کہانی "بارود' بارڈر اور بلا" زبردست رہی جبکہ منہاج کی کہانی بھی سسپنس سے بھرپور تھی۔

عدنان حسن عابدی۔ کراچی

☆... آج میں اتنی خوش ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی۔ میں نے پہلی بار مقابلے میں حصہ لیا اور جیت گئی۔ یقین ہی نہیں آ رہا۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ جب میرے بھائی نے آکر بتایا کہ میرا پھول میں انعام نکلا ہے۔ میں سمجھی کہ شاید وہ میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔ اس نے مجھے ایڈیٹر بھیا کی جانب سے بھیجا ہوا مبارکباد کا خط دیا۔ میں نے اسے پڑھا' اور پھر پڑھا تب کہیں جاکر مجھے یقین آیا۔

رابعہ ظہیر احمد میر لارنس روڈ لاہور

☆... فروری کا شمارہ پڑھا بہت مزیدار تھا کہانیوں ابھی جواب نہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ پھول کو کھلا کرے۔

دیدگ نظر ور دیگ شہر تربت

عید آئی۔ کارڈ لائی

مبشرہ لطیف

ظفر اقبال شان' ریواز گارڈن' شمائلہ ارشد باغ جھنگ' مقصود عالم سید بھائیز' سعدیہ طیبہ پاکستانی' چکوال' انوار خواجہ بھیرہ' صائمہ کرن' صبیحہ مہوش' ابریرہ' ایم۔ اے۔ کاوش' عقیلہ اقبال گجرات' محمد مبین اختر بورے والا' ارحم شبیر' سائرہ نذیر فیصل آباد' نبیلہ ثقلین' کاشف ثقلین' منزہ ثقلین خانیوال' علی رضا' مہتاب نور' آفتاب نور جیکب آباد' محمد رشید ہاشمی' صدف چودھری' اسماء' سعدیہ' عباس راحت اعوان چونگی امر سدھو' صائقہ اعوان' محمد شہید الحسن اعوان میانوالی' ارتضا حاصل پور' خالد محمود خان ٹوبہ ٹیک سنگھ' کرن کلفٹن' محمد عاطف علی' ڈھڈی کبیر والا' طیبہ فاطمہ' شفاء نادیہ ایم ایوب منیر' ستار فیملی' خالد محمود گوجرانوالہ' ندیم اکرم بٹ' نعیم اکرم بٹ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج' محمد رمضان نظامی سرگودھا' ایم مختار احمد صدیقی' اوکاڑہ' ابراہیم میراث' اے وائی ثاقب ساہیوال' عبید احمد اختر' ترنڈہ سوائے خان' محمد وسیم خان حیدر آباد' فاطمہ حمیرا فاروق فیملی' روزینہ راشد' اسوہ' دیبا بنات شہادت' وزیر آباد صائمہ مظہر علوی' شاہد علی نارووال' سعدیہ ثنا اللہ صدف باقر ہنزہ بلاک' محمد یامین سرگودھا' آفتاب عالم قریشی حیدر آباد' افتخار الحسن فیصل آباد' صبا جمیل رائے ونڈ' ثنا بتول' شہباز حسن' آصف رفیق دیپالپور' زاہد گلشن خوشاب' سمیرا انجم ساہیوال' حاجی شمشاد علی فیصل آباد' وقار قریشی سیالکوٹ' نسرین عصری' ذکیہ سمیعہ' مریم خالد' گوجرانوالہ' عظمیٰ غزل' ملتان صابر حمید جاوید فیصل آباد' محمد عثمان حیدر صدیقی ٹوبہ ٹیک سنگھ' رابعہ ہاشمی' عائشہ ہاشمی' میمونہ ہاشمی' ایم او فاروق ہاشمی' عثمان ہاشمی' نعمان و عبدالحنان ہاشمی' تنویر حسین طاہر فقیر والی' ایم شبیر لنگڑیال' آمل شاکر' کلران' ایچ ایم محسن شاد باغ' عمران سہیل بربی اوکاڑہ' نورین ریاض لاہور' شاہوانہ ایوب زنیرہ ایوب' محمد رشید ہاشمی' میاں مقصود احمد پنجاب' ایچ منصور الحق' ببرک لودھی لاہور' سیدہ مہوش منور اینڈ فیملی' غزالہ و عالیہ صدیق شیخ' شازیہ احسان' جویریہ علیم' اعجاز احمد اعجاز' نادیہ و سعدیہ ثنا اللہ' آغا نوید لاہور' عظمیٰ حق و بشریٰ اینڈ فیملی شاہد بلوچ بہاولپور' محمد اسلام نشتر اسلام آباد' عقیل احمد عقیل گوجرانوالہ عائشہ و ثناء سرفراز' افشاں معروج توفیق بٹ' زنیرہ نجم ملتان' عظمیٰ غزل ملتان' ایم حسین آزاد' یزمان منڈی' تسلیم سلطانہ' عاشق علی' شمع گل ایوب کراچی' صادق آباد کلب بوائز' سعدیہ' نادیہ' شازیہ لاہور' ایم ابوبکر حیدر' میاں زاہد نواز' ننکانہ صاحب' محمد خورشید سلیمان' راولپنڈی' نزہت' سعدیہ لاہور' فریحہ بخاری' ثمینہ کرن روزینہ رشید نارووال' عرفان احمد' شاہ کوٹ' صائمہ و عابدہ اکرم' صادق آباد اعظم یاد لاہور' ایم شہزاد مغل' گوجرانوالہ۔

کاشان جعفری' کراچی۔ کرن' ایس عدنان' حسن عابدی' کراچی' آسیہ' سعید' صادق عثمان' فیصل عظیم خان' فہد و فیاض عزیز خان' عرفان الحق صدیقی' سیالکوٹ۔ رشا علی' لاہور۔ بابر قریشی' لاہور۔ مزمل نواز' گوجرہ۔ اکبر معراج' کراچی۔ طیبہ فاطمہ لاہور' حافظ عتیق لارنس پور لاہور' عائزہ عرفان گجرات' نور محمد جمالی' اوستہ محمد بلوچستان' سماہ انجم (P-230) اے ایم سراجی صادق آباد۔ صدف گیلانی شیخو شریف۔

Hand Made کارڈز ان کی جانب سے موصول ہوئے۔

نوید الیاس' فرح سعید سیالکوٹ خولہ مجید لاہور' عنبرین شوکت کوٹ رادھا کشن' محمد صغیر قمر' راولپنڈی (آئندہ کوشش کریں شاید اچھا کارڈ مل جائے) آصف شبیر شاہین کوہاٹ (شکر ہے انہوں نے جہاز ہی بھیجا کہیں جاج نہیں بھیجا) ان کی جانب سے خوبصورت کارڈ موصول ہوئے۔ علی احمد صادق آباد (بڑا سا کارڈ ملا) رضوانہ غفار' ریحانہ غفار فیصل آباد' صائمہ' فوزیہ گل' نیاز آصف لاہور (انہوں نے اس بار نظم لکھی) ابن آدم پسروری' عارف عثمان لاہور' سیدہ مشتاق۔

کچھ کارڈز نئے سال پر موصول ہوئے

سعدیہ کلثوم' طاہرہ عفت گوجرانوالہ' گوجرانوالہ' غزالہ صدیقی' آزاد کشمیر' ستار فیملی گوجرانوالہ' جویریہ خان' خالد شکیل جڑانوالہ نازش طفیل' شکیلہ انجم نازش ہاشمی' بجیا' بیا' ارم' عالی جاہ' عرفان احمد' شاہ کوٹ' طارق منظور احمد لاہور' زنیرہ و شاہوانہ ایوب' جویریہ انجم بخت' محمد رشید ہاشمی۔

ہم تو بھیا سے عید ملنے گئے تھے۔ وہاں ان کی میز پر اتنے سارے کارڈز دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ ابھی کارڈز پر تبصرے شروع ہی کئے تھے کہ انہوں نے سارا ڈھیر تھما دیا اور کہا پہلے ان کی فہرست بنائیے پھر تبصرے فرمائیے۔ ان سے پوچھا بھیا سب سے اچھا کارڈ کس کا لگا تو انہوں نے بلا تامل بتایا کہ ماریہ مجید کے دو کارڈز تھے وہ سب سے پیارے لگے۔ مزنہ' زہرا ستار' عظمیٰ' شاد' صدف بتول' عاصمہ نصیر چیمہ اور طیبہ فاطمہ کے کارڈز خوبصورت ترین کارڈز میں سے تھے۔ میں سوچ رہی تھی کہ میں نے بھی بھیجا ہوتا تو اس فہرست میں نام آ جاتا۔ سوچنے کا یہ لمحہ خوش قسمت تھا کہ دعا پوری ہوئی اور نام سب سے اوپر آگیا...... تو آپ کا کیا خیال ہے۔

دوسرے رسائل بندے بندی کا دل توڑ دیتے ہیں مگر پھول کسی کا دل نہیں توڑتا اسکا اخلاق اچھا ہے اور امید ہے آئندہ بھی اچھا رہے گا حمیرا ناز سرور کی وفات کا کافی دکھ ہوا اللہ تعالیٰ اسکو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اسکے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اس دفعہ پھول ٹائٹل سمیت اچھا تھا ہر تحریر خوشبو بکھیر رہی تھی کوئی تحریر ایسی نہ تھی جو دل کو بری لگی ہو۔ (فقط آپکی چھوٹی بہن بنت بشارت وزیر آباد)

کراچی: پاکستان کریسنٹ یوتھ آرگنائزیشن کے زیراہتمام مقابلہ حسن نعت کا منظر

پھول کا ہر انداز نیا — انٹرنیٹ پر بیسٹ آف پاکستان ایوارڈ حاصل کرلیا

ایوارڈ پھول کو [illegible] پاکستانی کلچر پیش کرنے پر ملا۔ 45 سے زائد ممالک کے لوگ پیغامات بھیجتے ہیں۔ قارئین کی مبارکباد

لاہور (منظور وحید سے) ماہنامہ پھول نے انٹرنیٹ پر ایک برس مکمل کرنے کے ساتھ بیسٹ آف پاکستان ایوارڈ بھی حاصل کرلیا ہے۔ یہ ایوارڈ اب تک انٹرنیٹ پر پیش کی جانے والی تمام پاکستانی آئٹمز میں مقابلے کے بعد دیا گیا۔ ایوارڈ پھول کو انٹرنیٹ پر اعلیٰ ترین اور معیاری مواد پیش کرنے کے علاوہ پاکستانی کلچر اقدار خیالات و معلومات پیش کرنے پر دیا گیا۔ یاد رہے کہ پھول واحد پاکستانی اردو جریدہ ہے جو گذشتہ ایک برس سے انٹرنیٹ پر ہے اور اسے انٹرنیٹ پر دنیا کا پہلا اردو جریدہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ پھول نے گذشتہ ایک برس میں عام شماروں کے علاوہ تین خاص نمبر بھی شائع کئے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے پھول کو سینکڑوں کی تعداد میں دنیا بھر سے اردو دان طبقے کی طرف سے پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ انٹرنیٹ پر پھول پڑھنے والوں اور ای میل سے پیغام بھیجنے والوں میں دنیا کے 45 سے زائد ممالک کے لوگ شامل ہیں بیسٹ آف پاکستان ایوارڈ کو ویب سائٹ دیکھنے کے لئے

H.TTP/W.W.W.BEST

OF PAKISTAN COM. PK

کا کوڈ ترتیب دیا گیا ہے۔ پھول کے انٹرنیٹ پر قارئین کے انٹرنیٹ پر پھول کی سالگرہ مکمل ہونے اور پہلی سالگرہ پر بیسٹ آف پاکستان ایوارڈ حاصل کرنے پر چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی ایڈیٹر اختر عباس انٹرنیٹ پر پھول کی سائٹ بنانے والے ادارے سائبر ورکس اور پھول انشاء اللہ ترقی اور جدت کی نئی منزلوں کو حاصل کرتا رہے گا اور ملک کی عزت میں اضافے کا باعث بنتا رہے گا۔

پھول کلب وقت کی اہم ضرورت ہے: شیخ آفتاب احمد

اٹک میں کلب کی سالانہ ایوارڈ تقریب سے وزیر مملکت کا خطاب

عید کے دن پھول کلب کی ٹیم نے واہ گارڈن کا دورہ کیا [illegible]

اٹک (جاوید اقبال سے) ایک سال اور بیتا' محبتوں اور خوشبوؤں کے سفیر اپنے کام میں مگن رہے۔ پھول کلب اٹک نے ہمیشہ اپنے ساتھ قدم بہ قدم چلنے والے ساتھیوں کی قدر کی۔ اس سال کے اختتام پر بھی سارا سال محنت کرنے والوں کیلئے سالانہ ایوارڈ تقریب کا انعقاد گورنمنٹ کالج اٹک کے قائداعظم ہال میں کیا گیا۔ اس تقریب کی صدارت میجر (ر) محمد یاسین نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے شکایات سیل کے انچارج وزیر مملکت شیخ آفتاب احمد تھے۔ ان کے علاوہ دیگر اہم شخصیات میں عزیز الرحمان پرنسپل گورنمنٹ کالج اٹک' خالد صبا سوشل ویلفیئر آفیسر' ڈاکٹر ارشد منظور' ممتاز سیاسی رہنما افتخار اعوان عبدالعزیز چشتی اور مختلف تعلیمی اداروں کے پرنسپل صاحبان شامل تھے۔ پھول کلب اٹک کے صدر جاوید اقبال نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ مختلف تعلیمی اداروں کے طلباء و طالبات نے رنگارنگ پروگرامات پیش کئے۔

تقسیم انعامات کا مرحلہ آپنچا دھڑکتے دل' بے چین آنکھیں اور بے تاب کان کمپیئر کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ سال کے دو بہترین نوجوان صحافی خالد رشید اور عظمت علی خان کو قرار دیا گیا ان کو تین تین ہزار روپے نقد اور خوبصورت شیلڈ دی گئیں۔ بہترین پھول ورکرز جہانزیب خان اور واجد مسعود کو دو' دو ہزار روپے نقد اور شیلڈ جبکہ ایمن اصغر عائشہ رشید او عامر خان کو خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ اٹک کے ایک سینئر صحافی ابراہیم خان نیازی کو بھی خصوصی انعام دیا گیا۔ پائنرز ماڈل سکول اٹک پبلک سکول اور پاک اکیڈمی کو خصوصی سکول ایوارڈ دیئے گئے۔ مہمان خصوصی شیخ آفتاب احمد نے کہا کہ پھول کلب جیسی تنظیمیں وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ ایسی تنظیموں کے ذریعے بچوں میں تعلیم' تربیت اور تفریح کا جذبہ ابھارا جاتا ہے۔ ہمارے آج کے بچے کل کے معمار ہیں ان کی بہتر پرورش خوشحال مستقبل کی ضمانت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسلم لیگ حکومت کا مشن علم کی روشنی گھر گھر پہنچانا ہے۔ ہم نادار طلبا کی کفالت کیلئے جلد پیکج پیش کریں گے۔ انہوں نے پھول کلب اٹک کی کارکردگی کو سراہا اور انعام یافتگان کو مبارکباد دی۔

پھول کلب اٹک نے "عید کے رنگ' پھول کے سنگ" کے عنوان سے رنگا رنگ پروگرامات ترتیب دیئے۔ 28 جنوری کو عید شو کی رنگارنگ محفل کا انعقاد کیا گیا۔ اس محفل میں (20) نادار طلبا طالبات کو عید کے کپڑے اور دیگر تحائف دیئے گئے تقریب کے مہمان خصوصی نوجوان سیاسی رہنما شاویز خان نے پھول کلب کے کام کو تسلی بخش قرار دیا اور ہر ممکن مدد کا یقین دلایا۔ عید کے دن پھول کے تیرہ رکنی ٹیم نے واہ گارڈن کا دورہ کیا۔ مغلیہ دور کے اس گارڈن میں عید اپنی تمام رنگینوں کے ساتھ اتری تھی پھولوں نے اپنی خوشبو سے اور معطر کر دیا تھا۔ واہ گارڈن کے بعد طلبا کے اس وفد نے تاریخی مقبرہ لالہ رخ دیکھا اور داستان لالہ رخ سنی۔

اٹک میں شیخ آفتاب انعامات دے رہے ہیں شائقین پروگرام دیکھتے ہوئے

ہری پور (نازیہ گل سے) پھول کلب ہری پور کے زیر اہتمام 28 رمضان المبارک کو ٹاؤن کمیٹی ہال ہری پور میں ایک روح پرور محفل نعت کا انعقاد کیا گیا تھا۔ محفل نعت کے مہمان خصوصی قاضی محمد اسد تھے جبکہ صدارت ملک محمد نثار نے کی جبکہ محمد ریاست صدر ہری پور پھول کلب نے پروگرام کا اہتمام کیا۔

محفل نعت میں سینڈھرسٹ پبلک سکول اینڈ کالج، علی گڑھ پبلک سکول، جناح جامع ہائی سکول، بصری پبلک سکول، گیٹ آف نالج پبلک سکول، المہدی پبلک سکول اور گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر4 کے بچوں اور بچیوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ججوں کے فرائض محمد آصف اعوان، سید نجف علی شاد اور زاہد نواز نے سرانجام دیئے۔ تقریب کے دوران صدر پریس کلب ہری پور خانزادہ امجد خان، اسسٹنٹ کمشنر ہری پور محمد فرید خان صدر ڈسٹرکٹ یونین آف جرنلسٹس ملک جمیل احمد اور ہری پور کے مشہور قانون دان سعید اختر ایڈووکیٹ بھی تشریف لائے۔ ججوں کے فیصلے کے مطابق پہلا انعام گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر4 کے دو بچوں محمد عمر اور نوید الرحمن نے حاصل کیا۔ دوسرا انعام جناح جامع ہائی سکول کی طالبہ روبینہ شاہین کو، تیسرا انعام منہاج القرآن پبلک سکول کے طالب علم نعمان شہزاد کو، چوتھا انعام بصری پبلک سکول کی طالبہ رابعہ شاہین کو اور پانچواں انعام سینڈھرسٹ پبلک سکول اینڈ کالج کی دو طالبات نورین اور کرن کو ملا جبکہ خصوصی انعام المہدی پبلک سکول کی طالبہ بازغہ سلیم خان کو دیا گیا۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں پھول کلب کی سرگرمیوں کو بے حد سراہا۔

تعاون: آمین کلاتھ ہاؤس + علی ٹینٹ سروس
+ شیری مووی میکر

ہری پور میں محفل نعت کی تصویری جھلکیاں

چھوٹے بچوں کے بڑے کام

اہتمام: فرحانہ اسلم، صائمہ حیدر
رپورٹ: فرحانہ اسلم   کمپیئرنگ: طاہرہ عفت

جی تو جناب ہم ایک بار پھر آپکی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں پھول انجوائنمنٹ ٹائم کی رپورٹ کیساتھ۔ آپ بھی سوچتے ہونگے کہ بھلا یہ کیا پروگرام ہوا، بھئی اس میں پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں۔ ہم بھی آپکو بتائے دیتے ہیں۔ اس پروگرام میں مختلف مقابلے کروائے گئے اور اسکے علاوہ مزاحیہ خاکے وغیرہ وغیرہ۔ طاہرہ عفت سٹیج پر آئی اور اپنی سریلی آواز میں پروگرام کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت کرنے کیلئے عدنان اسلم کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔ اسکے بعد فاروق حیدر نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اس پروگرام میں بہت چھوٹے چھوٹے بچوں نے شرکت کی یعنی 5 سے 8 سال کی عمر تک کے بچے اس پروگرام میں شامل تھے۔ سب سے پہلے جو پروگرام کروایا گیا جو بہت ہی دلچسپ اور منفرد قسم کا تھا۔ اس میں بچوں کو پائپ سے منہ میں پانی بھر کے دوسری طرف جگ میں بھرنا تھا۔ دو بچوں سعید روف اور سونیا طارق نے اس مقابلے میں حصہ لیا۔ ان کو ایک منٹ میں زیادہ سے زیادہ پانی بھرنے کا وقت دیا گیا۔ لگ تو ایسا رہا تھا کہ بچوں نے منہ میں ٹینکی فٹ کروائی ہوئی ہے جو اتنا منہ میں بھر رہے تھے۔ پھر بھی بڑی تگ و دو کے بعد یہ مقابلہ سعدیہ روف نے جیت لیا۔ اسکے بعد تین بچوں کو سٹیج پر بلایا گیا۔ سب سے پہلے فاروق حیدر کو ایک منٹ میں سکول میں استعمال ہونے والی چیزوں کے نام بولنے کو کہا گیا۔ پھر کرن نے کچن میں استعمال ہونے والی چیزوں کے نام بتائے اور پھر سونیا طارق نے جیولری میں آنے والی چیزوں کے نام بتائے۔ فاروق کے دماغ نے کچھ زیادہ ہی کام دکھایا اور یہ مقابلہ جیت لیا۔ اب باری تھی ملی نغموں کی۔ ابھی صرف ملی نغمے سنانے کا نام ہی لیا تھا کہ بچے دھڑا دھڑ سٹیج پر آنا شروع ہو گئے اور ہم نے بھی بچوں کا دل دکھانا مناسب نہ سمجھا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں نے ملی نغمے سنانے کی بجائے سکول کی نظمیں سنائیں۔ اس مقابلے میں اقصیٰ نساء، متین رشید، ریحان اسلم، عدنان اسلم، انعم، عثمان اسلم، سدرہ طارق، عبدالرحمن، ارسلان، مبشر، منصور اور فاروق حیدر نے حصہ لیا اور ججز کیلئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ کس کو انعام دیا جائے اور بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلا انعام فاروق حیدر، دوسرا منصور اور تیسرا ریحان اسلم کو دیا جائے۔ سب سے آخری پروگرام تھا جس کی ایک ایک تیلی اٹھا کر ڈبیا میں بھرنے کا۔ اس میں بسرہ روف اور عثمان حیدر نے حصہ لیا۔ ان کو بھی ایک منٹ کا ٹائم دیا گیا اور بسرہ روف نے یہ مقابلہ جیت لیا۔ ایک مزاحیہ خاکہ بھی کروایا گیا جس میں عثمان اسلم، عدنان اسلم اور ریحان اسلم نے حصہ لیا اور لوگوں کا دل موہ لیا۔ سب نے دل کھول کر ان کی اداکاری کی داد دی۔ اب ہم نے اپنی آج کی مہمان خصوصی سعدیہ کلثوم کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی اور انہوں نے اپنی خوبصورت آواز میں کچھ کلمات ادا کئے۔ اس کے بعد مس نوب النساء اور فرحانہ اسلم نے بھی خطاب کیا۔ اب پروگرام کا آخری وقت آ چکا تھا۔ ارے ارے یہ وہ والا آخری وقت نہیں ہے بلکہ ہمارا پروگرام اختتام کے آخری مراحل پر پہنچ چکا تھا۔ تمام جیتنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس پروگرام کا سارا اہتمام صائمہ حیدر نے کیا تھا اور اس وجہ سے ان کی حوصلہ افزائی کیلئے ان کو انعام دیا گیا۔

گوجرانوالہ۔ پھول کلب کے پروگرام میں شریک بچے

کشمیری ہماری بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں! پھول کلب بہاولنگر کا مذاکرہ

مسلمان متحد ہو گئے تو بھارت کا نشان مٹ جائے گا: کشمیر فنڈ میں عطیہ دیا گیا

اہتمام: قمر العباس سید، غلام محمد لالیکا، مظہر حسین لاشاری، محمد مزمل

☆... کشمیر کے حوالے سے اس تقریب کا انعقاد گورنمنٹ کالج بہاولنگر کے ہال میں کیا گیا۔

☆... مجلس مذاکرہ کا آغاز تلاوت کلام ربانی سے ہوا۔ سعادت سید قمر العباس نے حاصل کی۔ نعت رسول مقبول م حبیب الرحمان نے پیش کی۔ مجلس مذاکرہ کا عنوان تھا "کشمیر اور پاکستان کی سالمیت"

☆... فاروق الرحمان (ممبر پھول کلب) نے بڑے جذباتی انداز میں مسئلہ کشمیر پر اپنے خیالات کی ترجمانی کی۔

☆... محمد مزمل نے بڑے مدلل انداز میں اپنے خیالات بیان کئے۔

☆... محمود لطیف نے بڑے دلچسپ انداز میں بھارت کو یہ انتباہ کیا کہ اگر مسلمان متحد ہو گئے "تمہاری داستاں تک [illegible] بھی نہ ہوگی داستانوں میں"

☆... رانا بابر حیات (صدر پھول کلب بہاولنگر) نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ کشمیر کے حوالے سے اس تقریب میں نئی نسل بھرپور انداز میں شریک ہے اور ایسا لگتا ہے کہ عنقریب صرف کشمیری نوجوان ہی نہیں تمام امت مسلمہ کے نوجوان بھارت کے خلاف اس جہاد میں شریک ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ پھول کلب کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ ایک بہتر پلیٹ فارم پر نئی نسل کی رہنمائی کرے موضوع کی طرف آتے ہوئے انہوں نے کشمیر اور مسئلہ کشمیر پر بھرپور انداز میں خطاب کیا۔

☆... معروف ماہر تعلیم پروفیسر شفیق احمد نے خطاب کرتے ہوئے کشمیر کی آزادی کو پاکستان کی سالمیت سے مشروط کیا۔ انہوں نے کہا ہم کشمیریوں کی مدد کر کے ان پر احسان نہیں کر رہے۔ بلکہ وہ کشمیر میں ہماری بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ ان کا پاکستان پر احسان عظیم ہے۔

☆... مہمان خصوصی پروفیسر گلزار احمد نے کشمیر کے حوالے سے اقوام عالم اور اقوام متحدہ کے دوغلے کردار کی مذمت کی اور امت مسلمہ کے اتحاد اور نوجوانان اسلام کی بیداری کو کشمیر کی آزادی کے لئے لازم قرار دیا۔

☆... صدر محفل پرنسپل گورنمنٹ کالج بہاولنگر پروفیسر چوہدری یوسف علی نے اس قدر مثبت تقریب کے انعقاد پر پھول کلب کی تعریف کی اور امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی پھول کلب نئی نسل کی بہتر رہنمائی کے لئے ایسی تقاریب کا انعقاد کرتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ زبانی جمع خرچ چھوڑ کر ہمیں ہر پلیٹ فارم پر کشمیریوں کی عملی مدد کرنی چاہئے۔

☆... مہمانوں کو چائے نہیں پلائی گئی بلکہ اس سلسلہ میں مختص رقم حزب المجاہدین کے کشمیر فنڈ میں جمع کروا دی گئی۔

بہاولنگر میں عید ملن تقریب

عید ملن تقریب کے لئے شربین محل سوئیس کا انتخاب کیا گیا
ابتداء تلاوت کلام پاک سے ہوئی سعادت قمر العباس نے حاصل کی
نعت رسول مقبول ممبر پھول کلب بہاولنگر سید غضنفر عباس نے پیش کی
اس تقریب میں صدر پھول کلب ملتان خواجہ مظہر نواز صدیقی خصوصی طور پر مدعو تھے وہ پھول کلب ملتان کے آرگنائزر شمس الحق ڈوگر کے ہمراہ تشریف لائے
رانا بابر حیات (صدر پھول کلب) نے تقریب کو باوقار بنانے کے لئے بات چیت کا ایک موضوع بھی پیش کر دیا کہ کیا کشمیر کے بغیر ہماری عید "عید" ہے۔
اس موضوع پر جاوید باجوہ اور عبداللہ پاشا نے کافی بہتر انداز میں روشنی ڈالی
معروف ماہر تعلیم پروفیسر شفیق احمد بیماری کے باوجود تشریف لائے
صدر پھول کہانی گھر بہاولنگر انعام اللہ انعام نے بھی موضوع کے ساتھ انصاف کیا
پرنس افضل شاہین بس تقریر کرتے کرتے رہ گئے اور (ہم سنتے سنتے) تقریب کیلئے شربین محل سوئیس نے تعاون کیا۔

چونیاں پھول کلب کی محفل میلاد

تعاون: [illegible] مس تنویر اکرام چونیاں میں پھول کلب کی محفل میلاد 15 جنوری کو ہوئی۔ پروگرام کلاس کی مدت تھا۔ نعت خوانی کا آغاز ہوا۔ پہلے بسم اللہ نے پڑھی پھر حمیرا پروین اور پھر سیرا نے نعت پڑھی۔ ہماری ایک استاد مسز امبرین نے نعت نہایت خوبصورت اور عمدہ آواز میں پیش کی پھر اس کے بعد دعا مانگی گئی۔

مجلس مذاکرے کے شرکاء اور مقررین کا گروپ فوٹو

ڈاکٹر اظہر اے انور کے بیٹے حمزہ اظہر کا انتقال

☆... چشتیاں (پھول نیوز ڈیسک) پھول کے مستقل رائٹر اور معروف ڈاکٹر اظہر اے انور کے بیٹے حمزہ چند روز ہی اس فانی دنیا میں گزار کر انتقال کر گئے ادارہ پھول اور پھول ساتھی اس غمناک واقع پر ڈاکٹر اظہر کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کے اور اہلخانہ کیلئے صبر جمیل کے دعاگو ہیں۔

صادق آباد پھول کلب کی عید پکنک

روایت کے مطابق [illegible]

اہتمام و رپورٹ: صائمہ اکرم، سعدیہ ثناء اللہ صادق آباد پھول کلب (گرلز ونگ) کی سرپرست مسز شگفتہ رشید پرنسپل آف (الزہرا پبلک سکول) نے ہماری فرمائش پر عید کے دوسرے دن ایک پکنک کا اہتمام کرنے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیا پروگرام تو "گڈو دریا" پر جانے کا تھا مگر ہم "بھونگ مسجد" بھی دیکھنے کیلئے مچل گئے۔ سفر بہت مزے کا گزرا . بھونگ مسجد میں انٹری دیتے ہی بچوں کو گروپس میں تقسیم کر دیا گیا۔ بھونگ مسجد خوبصورتی کا ایک شاہکار ہے اس کی تعمیر کئی برسوں میں ہوئی اس کے اندر دیواروں پر سونے کی بیلیں بنی ہوئی ہیں... کچھ وقت گزار کر ہم نے دوبارہ بس کی طرف دوڑ لگائی بیلیں بنی ہوئی ہیں... کچھ وقت گزار کر ہم نے دوبارہ بس کی طرف دوڑ لگائی ہماری اگلی منزل "دریا" تھی... ابھی منزل پر پہنچنے والے ہی تھے کہ موسم نے "ترڑی" خطرے کا سائرن ہمارے کانوں میں گونجا... اف گرینڈ شو پر بارش... اب پھر بارش ...لگتا ہے کہ بارش کو پھول سے خاص محبت ہے... پرنسپل صاحب نے کوچ سے نیچے اترنے پر "بین" لگا دیا خود ہمارے ساتھ موسم کی شدت کا اندازہ لگانے کے لئے نیچے اتریں... مگر تھوڑی ہی دیر بعد ساری پلٹون چیخیں مارتی واپس آئی معلوم ہوا کہ ٹھنڈی ہوا اور بارش کی پھوار کی میزبانی پسند نہیں آئی... مجبوراً کوچ میں ہی کھانا کھایا گیا... کوچ کی کھڑکیوں سے دریا کا حسرت سے بھرپور آنکھوں سے نظارا کیا گیا... مگر ڈھیروں دعاؤں کے بعد بھی بارش نہ رکی تو مجبوراً کچھ بہادر لوگ ہمت کر کے نیچے اترے... اور دوڑ کا مقابلہ شروع ہو گیا واہ! کیا زبردست سچوئیشن تھی... بارش میں بھیگتے ہوئے واپسی کا سفر شروع ہوا... اور اس پکنک کا اصل سواد گھر جا کر آیا جب سارے سوں سوں کرتے کھانسی، زکام اور بخار کے مہمان بنے بہرحال... پھول کی بدولت ایک خوبصورت دن کا اضافہ ساری عارضی تکلیفوں پر غالب آ گیا۔

کھیلوں کی تربیت کیلئے پھول اکیڈمی

پھول کلب نے اپنے ممبران کیلئے "پھول اکیڈمی" کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ پھول اکیڈمی میں ماہر کوچز کے زیر نگرانی کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، کراٹے، جمناسٹک اور دیگر کھیلوں کی تربیت دی جائے گی۔ اس کے علاوہ کہانی نویسی، مضامین نویسی، فن خطابت، کمپیوٹر کورسز، ٹائپنگ کورسز بھی کروائے جائیں گے۔

ریڈیو پھول کوئز

لاہور (نصیر احمد) ریڈیو پاکستان لاہور کے بچوں کے پروگرام "روشن دنیا" میں رمضان المبارک کے سلسلے میں ایک مضمون نویسی کا مقابلہ ہوا جس میں بچوں نے اپنے خطوط کے ذریعے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کا عنوان "روزہ ایک روحانی عبادت ہے" تھا۔ اس مقابلہ کا فیصلہ عبدالحق نے کیا۔ پہلا انعام ماموں کانجن کے مختار احمد عابد نے، دوسرا انعام ڈاہرانوالہ ضلع بہاولنگر کی شہناز شفیع نے حاصل کیا اور تیسرا انعام گوجرہ کے احمد سعید نے حاصل کیا۔

روزہ اللہ کی خوشنودی ہے رحمتوں کے مہینے میں بابرکت تقریب

ملتان پھول کلب کی تقریب سے روزہ کیا؛ سنت رسولﷺ پر عمل عبادت ہے (تقریر)

رمضان المبارک کے بابرکت اور فضیلتوں کے مہینے میں "پھول کلب ملتان" کے زیراہتمام ایک نہایت ہی دینی اور سادہ تقریب باعنوان "بچے ماہ رمضان کیسے گزاریں" منعقد ہوئی تقریب کی صدارت تحصیلدار ملک منیر احمد نے کی جبکہ مہمانان خصوصی میں پھول کلب ملتان کے ضلعی صدر خواجہ مظہر نواز صدیقی اور ممتاز ماہر تعلیم بیگم نسرین ملک شامل تھے۔ تقریب کی نظامت کے فرائض انجم محبوب نے سرانجام دیئے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز خداوند کریم کے پاک نام سے کیا گیا تلاوت کلام کی سعادت نین تارا نے حاصل کی خداوند کریم کے پاک نام سے دلوں کو منور کرنے کے بعد "نبی آخرالزمان سرور کون و مکاں راحت قلب و جان تاجدار دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کیلئے پیاری سی بچی نوشابہ کو دعوت دی گئی

ایک اور ننھی طالبہ نین تارا کو حضور اکرم کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی دعوت دی گئی جس کے بعد سلمیٰ اور چندا ریاض نے بھی حضور اکرم کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہال میں موجود تمام طالبات ہر نعت کے بعد درود و سلام کا ورد شروع کر دیتیں جس نے تقریب میں "وجد" کی کیفیت کو آخر تک قائم و دائم رکھا۔

اب مقررین کو دعوت خطاب دی گئی اور سب سے پہلے پھول کلب ملتان کے پروگرام آرگنائزر شمس ڈوگر کو اظہار خیال کیلئے مدعو کیا گیا اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے انہوں نے کہا کہ روزہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ ایک موثر ذریعہ ہے اس کے بعد اظہار خیال کیلئے پھول کلب ملتان کے فنانس سیکرٹری نعیم اقبال کو مدعو کیا گیا اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ہم نے کہا کہ رمضان المبارک بارہ مہینوں میں سب سے زیادہ برکت اور فضیلت والا مہینہ ہے اس ماہ کے دوران ایک نیکی کرنے کا ثواب کئی سو نیکیوں کے برابر ملتا ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ماہ رمضان کے دوران زیادہ سے زیادہ نیکیاں اکٹھی کریں پھول کلب ملتان کے چیف آرگنائزر خاور رحیم نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ "ماہنامہ پھول" بچوں میں دینی سوچ کو پروان چڑھانے کی کوششوں میں دن رات مصروف ہے "پھول" کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ بچوں کو تفریح اور دنیاوی تحریروں کے ساتھ ساتھ ایسی تحریریں بھی پڑھنے کو ملیں کہ جن سے وہ دین کی قربت حاصل کریں

مشہور مصنف مستنصر حسین تارڑ ملتان کے ہونہار طالب علم علی شان کو میڈل دے رہے ہیں

نگر نگر پھول کہانی گھر

بورے والا

رپورٹ واہتمام کاشف مرزا

بورے والا میں دوسرے پھول کہانی گھر کا آغاز رمضان المبارک میں ہوا بچے اکٹھے ہوگئے تو بزرگ کہانی گھر انیس الرحمن صاحب کا انتظار تھا وہ آئے تو تلاوت سے آغاز کیا پھر سب بچوں نے باری باری رمضان شریف اور دین اسلام سے متعلق کہانیاں سنائیں پہلے نمبر پر نعمان اطہر اعوان کی کہانی "برکت بابا" اور دوسرے نمبر پر زین العابدین کی کہانی انعامی قرار پائی۔ افضل ادیب نے اپنے پرزور الفاظ میں کہانی گھر کے فوائد اور اہمیت بتائی اس طرح یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

لالہ موسیٰ

لالہ موسیٰ (رپورٹ ثاقب بٹ) پھول کہانی گھر لالہ موسیٰ کا دوسرا پروگرام جنرل سیکرٹری راشد منصور کے گھر ہوا پروگرام دراصل افطاری سے منسلک تھا لیکن شرکاء کی کثیر تعداد میں "کھوجے" شامل تھے۔

پہلے پروگرام کا آغاز نورین بٹ کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ جبکہ ساجدہ کوثر نے نعت پڑھی صدر ثاقب محمود بٹ نے پھول سے پھول کہانی سنائی جنرل سیکرٹری راشد منصور نے کہانی سچ کی راہ اور آصف محمود نے تعلیمی کہانی پیش کی۔ پروگرام کا اہتمام افطاری سے ہوا۔ تقریب میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض راشد منصور راشد نے سرانجام دیئے۔

ملتان

"مہمان خصوصی" میں عظمیٰ تھیں تلاوت قرآن پاک۔ زونیرا شبیر نے کی۔ کمپیئرنگ کے فرائض شائلہ رسول نے انجام دیئے سب سے پہلے کوئز کا مرحلہ آیا اس میں سب بچوں نے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے میوزیکل چیئر کے مقابلے میں زونیرا شبیر ونر قرار پائے اس کے بعد نغموں کا مقابلہ ہوا اس میں سارا مشتاق اور علی رضا ونر قرار پائے ملی نغموں کے مقابلے میں انجم قیصر اول آئیں قومی ترانے کے ساتھ یہ دلچسپ تقریب ختم ہوگئی۔ آخر میں بچوں کو چائے بسکٹ اور مٹھائی پیش کی

علی پور چٹھہ

اہتمام امتیاز احمد علوی زاہد زمان چٹھہ رپورٹ حبیب اللہ تارڑ

علی پور چٹھہ کے چھوٹے سے گاؤں میں پہلا کہانی گھر 4 جنوری 1998ء کو منعقد ہوا امتیاز احمد علوی نے منصب صدارت پر فائز ہوتے ہی بلیبر نگ کے فرائض احسان اللہ دانش کو سونپ دیئے۔

سب سے پہلے تلاوت محمد اشفاق علوی نے کی نعت کے لئے قیصر جاوید کو بلوایا گیا جنہوں نے اپنی مسحور کن آواز سے سب کے دلوں میں گھر کر لیا۔

پھر صدر صاحب نے رمضان کے حوالے سے برکت والی رات سنائی پھر مرزا محمد ارشد نے "بدگمانی" اور کاشف عمران نے "برا انجام" سنائی۔ اس کے بعد سیف اللہ تارڑ نے رمضان آگیا ہے سنا کر داد تحسین حاصل کی۔ اس دوران دادا ابو آگئے بیٹھتے ہی انہوں نے سبق آموز واقعات سنانے شروع کئے۔

گرلز پھول کہانی گھر سیالکوٹ

رپورٹ واہتمام مبشرہ فاروق

سیالکوٹ میں گرلز پھول کہانی گھر حمیرا فاروق (صدر گرلز پھول کہانی گھر

سیالکوٹ میں پھول کہانی گھر کے شرکاء

سیالکوٹ) کے گھر منعقد ہوا ویسے تو ہم نے کافی سہیلیوں سے دادی جان یا نانی جان کو ساتھ لانے کو کہا تھا لیکن عین ٹائم پر سب ہی خالی ہاتھ پہنچ گئے۔ یعنی بغیر نانی اور دادی جان کے

کہانی گھر کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت عمش نذیر نے حاصل کی۔

قرۃ العین اور سعدیہ نے مشترکہ طور پر نعت سنائی

سب سے پہلے لبنیٰ نذیر نے ایک واقعہ سنایا اور باقاعدہ کہانی گھر کا آغاز کیا۔

سب سے پہلا لطیفہ سنانے کا اعزاز کرن کو حاصل ہوا۔

عثمان خان بھی بس لطیفے کے پیچھے ہی بھاگے اور آخر پکڑ ہی لیا

اور عدنان خان اپنی کہانی کے عنوان کے لحاظ سے رفوچکر ہوگئے

فضیلہ نذیر کی بچی تکلن کامیاب رہی

نورین خالد نے چھوٹتے ہی کہا مجھے اب نہیں پڑھنا بھئی نظم میں تو یہی کہا تھا لیکن بڑی بات ہے پڑھنا تو پڑے گا ہی (نو راہ فرار)

سارہ خان نے "جشن آزادی مبارک" کہا

عرفان نے لطیفہ سنایا

حمیرا فاروق (صدر گرلز پھول کہانی گھر سیالکوٹ) نے متفرق واقعات سنائے

بہاولنگر میں کشمیر کہانی گھر

بہاولنگر (انعام اللہ انعام سے) گذشتہ دنوں کشمیر ڈے کے سلسلہ میں بہاولنگر میں کشمیر کہانی گھر کا انعقاد ہوا مہمان خصوصی خواجہ مظہر نواز صدیقی (ڈویژنل صدر پھول کلب ملتان) تھے آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا سعادت راحیل خالد نے حاصل کی نعت رسول مقبول غضنفر عباس سید نے پیش کی کشمیر کے حوالے سے کہانی پیش کرنے والوں میں غضنفر عباس، خاور عباسی، مظہر حسین لاشاری، قمر العباس، عامر قاضی اور امجد پرویز شامل تھے رانا بابر حیات نے کشمیر کے حوالے سے خصوصی کہانی شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا پیش کی مہمان خصوصی خواجہ مظہر نواز صدیقی نے اپنی کہانی "قافلہ" پیش کی۔ بچوں کو اسناد اور حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے گئے آخر میں مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

دوبرجی ارائیاں میں پھول کہانی گھر کے شرکاء

بہاولنگر میں یوم پاکستان پر "خوش آمدید ڈائمنڈ جوبلی شو" ہوگا

بہاولنگر (رانا بابر حیات) پھول کلب بہاولنگر کے زیراہتمام یوم پاکستان کے حوالے سے 23 مارچ 1998ء کو ضلع کونسل بہاولنگر میں خوش آمدید پاکستان ڈائمنڈ جوبلی شو منعقد ہوا جس میں پاکستان کے حوالے سے مختلف سکولوں کے بچے پروگرامز پیش کریں گے۔

واہ کیا بات ہے

مرتبہ: رانا علی رضا بلو

چاند ستارے

☆ نادانوں کی بات پر تحمل، عقل کی زکواۃ ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ طالب دنیا کو علم پڑھانا راہزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنا ہے (حضرت عمر فاروق رض)

☆ روزہ دار کا بستر، لباس حتیٰ کہ جوتے بھی اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

(علی حیدر فیاض سیالکوٹ)

☆ سفر کا آغاز تیز رفتار سے کیا ہے تو دیکھو رکنا نہیں۔ ورنہ تمہارا اپنا ہی غبار راہ تمہیں دبوچ لے گا۔

(راجہ محمد عابد خان جاگیر کٹھکہ آزاد کشمیر)

☆ اچھا ماحول خوشبو کی مانند ہے، یہ ہم پر منحصر ہے کہ اسے کس طرح قائم رکھا جائے۔

☆ عمل کے بغیر اصول "ذہنی عیاشی" اور اصول کے بغیر عمل "اندھے کی ٹٹول" ہے۔

(عظمیٰ غلام رسول راجہ جنگ)

☆ اپنی زندگی قوم کے لئے وقف کردو، ہمیشہ زندہ رہو گے۔

☆ خوش قسمت ہے وہ انسان جس کی زندگی کا انجام اس کے آغاز جیسا ہو۔

(خالد عمر ایوبی جھنگ)

☆ ناکام اور کم ہمت لوگ کہتے ہیں کہ کامیابی قسمت سے ملتی ہے۔

(نازیہ گل ہری پور)

☆ دنیا جیب میں رکھنے کی چیز ہے مگر دل میں رکھنے کی چیز ہرگز نہیں۔

☆ تعلیم انسان کے لئے وہی مقام رکھتی ہے جو سنگ مرمر کے ٹکڑے کے لئے فن سنگ تراشی

(عذرا رفیق عارف والا)

☆ زندگی کا مقصد یہ دیکھنا نہیں کہ دور دھندلکوں میں کیا نظر آتا ہے بلکہ جو سامنے موجود ہو اسے سر انجام دینا ہے۔

(حمیرا خالد رشید نخشہ صادق آباد)

گناہ کے نقصانات

☆ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو بلا اتارتے ہیں

☆ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ندامت کا وارث بنا دیتے ہیں۔

☆ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو دعا کو واپس کر دیتے ہیں یعنی جن کے باعث اللہ بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

☆ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی بدولت جلد فنا آتی ہے۔

☆ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث بندوں کے بندے دشمن بن جاتے ہیں۔

☆ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی عنایت کردہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں، اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتے ہیں اور یوں بندہ اپنے رب کی رضا سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(زینب شیخ کندیاں میانوالی)

مائی ڈیئر پاکستان

شہر قصبے اور گاؤں دیکھو
ہر سو پیار کی چھاؤں دیکھو
جنت کا ٹکڑا ہے یہ
مولا کی رحمت ہے یہ
بحر و بر ہیں اس کی شان
آئی Love مائی پاکستان

(صائمہ نقوی)

خاموش مطالعہ

موتی سمندر کی خاموش اور پرسکون تہہ میں ہوتے ہیں۔ پرشور اور طوفانی سطح پر نہیں، علمی نکتے اور فکری جواہر ریزے، شعلہ بیاں مقرروں اور آتش نوا خطیبوں کی دھواں دھار اور ہنگامہ خیز تقریروں میں کم ہی ملتے ہیں اس کے لئے عظیم تصانیف کے خاموش مطالعہ کی ضرورت ہے۔

(فریحہ بخاری لاہور)

زخم اور مرہم

اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے اگر وہ زخم دیتا ہے تو مرہم بھی ایسا دیتا ہے کہ جو سارے اگلے پچھلے زخموں کو بھر دیتا ہے۔ یہ پڑھ کر میں بے ساختہ کہہ اٹھی "سبحان اللہ"

(سمیرا انجم ساہیوال)

سزا

خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے دربار میں ایک شخص پیش ہوا، اس نے اپنا کمال دکھانے کیلئے صحن کے وسط میں ایک سوئی گاڑی اور دور جا کر دوسری سوئی پھینکی یہ سوئی گڑی ہوئی سوئی کے ناکے میں پہنچ گئی۔ لوگوں نے خوب داد دی ہارون الرشید نے حکم دیا کہ اسے ایک دینار انعام دیا جائے اور بیس درے مارے جائیں۔ لوگوں نے وجہ پوچھی کہنے لگے "اس کی ذہانت اور مشاقی قابل دید تھی، لیکن اس نے اپنا ذہن فضول کام میں صرف کیا لہٰذا وہ سزا کا مستحق ہے۔

(سمن مجید پتوکی)

نہلے پہ دہلا

ایک پتلی سی سڑک پر دو کاریں آمنے سامنے کھڑی ہو گئیں، اور دونوں میں سے کوئی ڈرائیور بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ ایک ڈرائیور نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ کار پیچھے نہیں ہٹائے گا اخبار اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا دوسرے ڈرائیور نے کھڑکی سے منہ نکال کر کہا "اگر معمے والا صفحہ خالی ہو تو مجھے دے دیجئے تاکہ میں اتنے میں معمہ حل کر لوں"

(فرحت حکیم رشید حافظ آباد)

زمانہ خراب ہے

(ماں اپنے بیٹے سے) "جاؤ ہمسایوں کے گھر سے تھوڑے سے پیاز مانگ لاؤ"

بیٹا واپس آکر اپنی امی سے کہتا ہے "وہ پیاز نہیں دیتے"

ماں "ہائے ہائے کتنا خراب زمانہ ہے۔ ہمسایوں کا خیال ہی نہیں رکھتے۔ جاؤ اپنی ٹوکری سے ہی نکال لاؤ"

(عظمیٰ رعنا ٹوبہ ٹیک سنگھ)

حقوق

ایک دفعہ میاں بیوی کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں کھیتوں میں ایک آدمی ہل چلاتا نظر آیا۔ جس نے ہل میں دو بھینسیں جوت رکھی تھیں۔ بیوی بولی "یہ لوگ بھینسوں کو ہل میں کیوں جوتتے ہیں؟"

مرد فوراً بولا "یہ بھی عورتوں کی طرح حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں"

(زوباریہ خشک مانسہرہ)

بچے ہمارے عہد کے

ایک صاحب جب شام کو گھر پہنچے۔ تو انہوں نے دہلیز پر اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو اداس بیٹھے دیکھا۔ باپ نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ماجرا پوچھا۔ بیٹے

نے ناراض ہو کر جواب دیا "اب میرا آپ کی بیوی کے ساتھ نبھاہ نہیں ہو سکتا"

(عائشہ فیاض راجہ روڈ سیالکوٹ)

آج کا نوجوان

ہمارے کالجوں، ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں پلے ہوئے نوجوانوں کا علم اور عقل پہاڑوں کی بلندی اور سمندروں کی گہرائی کو خاطر میں نہ لانے والے مجاہدوں کے دلوں کا راز کیسے جان سکتا ہے۔ رباب کے تاروں کی جنبش کے ساتھ لرز جانے والے نازک مزاج انسانوں کو تیروں اور نیزوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے والے جوانمردوں کی داستانیں کس قدر حیرت زدہ معلوم ہوں گی۔ اپنے گھونسلے کے ارد گرد چکر لگانے والی چڑیا عقاب کے انداز پرواز سے کس طرح واقف ہو سکتی ہے۔

(داستان مجاہد از نسیم حجازی سے اقتباس)

(سعدیہ فیض جہانیاں)

اقوال باکمال

☆ مشقت دیکھ کر نیکی نہ چھوڑ کہ مشقت تو بالآخر ختم ہو جائے گی اور نیکی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لکھ دی جائے گی۔

(حمید اللہ مغل جگہ نامعلوم)

☆ جو شخص صبح شام (روزانہ) پہلا کلمہ پڑھتا ہے قیامت کے دن اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو گا۔

(سدرہ بٹ جنڈالہ آزاد کشمیر)

☆ دین و دنیا میں سرخروئی کا واحد حل صرف قرآن پاک کی تعلیمات میں مضمر ہے۔

☆ خوش رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہمارا نفس خواہشات کی قید سے آزاد ہو اور ہمیں جو حاصل ہو ہم اس پر ہی خوش اور مطمئن ہوں۔

(شائستہ عطا فیصل آباد)

☆ زیادہ بحث و مباحثے سے عمل گم ہو جاتا ہے۔

☆ علم کا چھپانا ہلاکت ہے اور عمل کا چھپانا نجات ہے۔

(انتخاب عمر تربت مکران)

☆ جو شخص اجازت کے بغیر اپنے بھائی کے خط کو پڑھے گا وہ آگ کو دیکھے گا۔

(فضیلہ نذیر کوٹلی بہرام سیالکوٹ)

راز

ایک خلقت میدان میں جمع تھی۔ میدان کے ایک سرے پر جنازہ نماز کے لئے تیار تھا۔ ہندوستان کے بہت بڑے بزرگ اور ولی انتقال فرما چکے تھے۔ ہر سمت لوگوں کا ایک جم غفیر تھا ہر شخص غم واندوہ کی تصویر بنا ہوا تھا یکایک جنازے کے قریب ایک شخص نے کھڑے ہو کر بلند آواز میں انتقال فرمانے والے بزرگ کی وصیت پڑھنا شروع کر دی۔ "میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے اپنی زندگی میں خود کوئی نماز قضا نہ کی ہو" وصیت سن کر ہزاروں کے مجمع پر سکوت طاری ہو گیا۔ تین مرتبہ یہی وصیت دہرائی گئی، مگر سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کافی دیر گزر گئی۔ لیکن اتنے بڑے مجمع میں کوئی شخص اس کڑی شرط کو پورا کرتا نظر نہ آتا تھا۔ آخر کار ایک شخص کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا جنازے تک پہنچا جنازہ پڑھانے کے بعد اس شخص نے بھیگی ہوئی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور صرف ایک ذو معنی جملہ کہا "مرنے والے مر گئے لیکن دوسروں کا راز فاش کر گئے"

انتقال فرمانے والے بزرگ کا نام حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ تھا اور نماز جنازہ پڑھانے والے بادشاہ وقت شمس الدین التمش تھے۔

(نور الحق نورانی پنجگور مکران)

☆ ایک دفعہ قاضی صاحب وعظ فرما رہے تھے کہ لوگ ذرا عقل سے کام لیں تو طلاق کی نوبت ہی نہ آئے۔ ایک صاحب فوراً کھڑے ہو کر گویا ہوئے "لوگ ذرا عقل سے کام لیں تو شادی ہی نہ کریں"

(کبیرالامین رائے ونڈ)

پہاڑوں کی خاموشی

میں نے پہاڑوں سے ان کی خاموشی کا سبب پوچھا وہ بولے ہم اس لئے خاموش ہیں کہ ہم دنیا کے ظلم اور سفاکی کو دیکھ رہے ہیں۔ اور جس دن ہر شخص ظالم اور سفاک ہو جائے گا جس دن انسانیت ختم ہو جائے گی جس دن آنکھوں میں شرم و حیا نہ رہے گی۔ جس دن لوگ اسلام سے منکر اور بے پرواہ ہو جائیں گے۔ جس دن انسانی خون کی قیمت نہ رہے گی اور جس دن پھولوں میں خوشبو نہ رہے گی۔ "اس دن" ہم بولیں گے اور اتنا زور سے بولیں گے کہ خاموشی کے سب سکوت ٹوٹ جائیں گے"

(محمد عمران سرور کوئٹہ)

ضعیف ترین شخص

بے نیاز اور لاابالی فلسفی نے اپنے کسی شاگرد کے خط کے جواب میں لکھا "تم نے پوچھا ہے کہ دنیا کا ضعیف ترین انسان کون ہے؟" یوں تو اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن میں بات کو طول دینا نہیں چاہتا میرے نزدیک دنیا کا ضعیف ترین شخص وہ ہے جو اپنی خواہشات پر غالب نہیں آپاتا۔

(صدف گیلانی شیخو شریف)

مقام افسوس

ہمارے دشمنوں نے یہ ثابت کر دکھایا کہ تمام کفر ایک ہے لیکن ہم یہ ثابت نہ کر سکے کہ اگر تمام کفر ایک ہے تو تمام اسلام بھی ایک ہے۔ وہ فتوحات کے شوق میں متحد ہو گئے لیکن ہمیں اپنی شکست کا خوف بھی متحد نہ کر سکا۔ (نسیم حجازی کے ناول شاہین سے اقتباس)

(حافظ حمیرا چاندلی گوجرانوالہ)

چندہ

ملا نصیر الدین غریبوں کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے نکلے انہوں نے چندے کی تھیلی مالدار کنجوس کے سامنے بھی پیش کی تو اس نے کہا "میں کچھ نہیں دوں گا کیونکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے!" ملا نصیر الدین فوراً بولے تو جناب! اس میں سے کچھ لے لیجئے کیونکہ یہ چندہ بھی غریبوں کے لئے ہی جمع ہو رہا ہے۔

(فرزانہ یاسمین پشاور سرحد)

گلدستہ

☆ کسی دانا کو کسی نادان سے محبت کرنی چاہئے، اس سے وہ اور دانا ہو جائے گا۔

☆ عقل محبت کے لئے اور محبت عقل کے لئے زرہ بکتر ہے۔

(مدیحہ اقبال بیبی)

☆ آدمی کی زندگی کا بہترین حصہ وہ ہے جس میں وہ اچھے کام کر کے بھول چکا ہوتا ہے۔

☆ نیک لوگوں کو دشمنوں سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(آمنہ رانا الفیصل ٹاؤن لاہور)

☆ انسان جتنی محنت خامی چھپانے میں صرف کرتا ہے اتنی محنت میں خامی دور کی جا سکتی ہے۔

☆ اللہ سے وہ چیز مانگو، جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت دقت نہ بنے۔ اللہ سے مانگی ہوئی نعمت اللہ ہی کے لئے وقف رہنے دیں چاہے وہ زندگی ہی کیوں نہ ہو۔

(زوبینہ محمد اصغر جڑانوالہ)

☆ پھول کتنے حسین ہوتے ہیں مگر محبت اس سے ہزاروں درجے حسین ہوتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پھول مرجھا جاتے ہیں اور محبت ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

(پاکیزہ مہرین علوی پاک پتن)

☆ جب تم تین ہو تو دو آپس میں الگ سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ بات تیسرے کو غمزدہ کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ جو کوئی مجھے اپنی زبان اور اپنی شرم گاہ کی ضمانت دے، میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری)

(ناصر محمود، عاصم نور کوٹ)

ٹیلی فونک کالم

پھول کا مقبول عام کالم .... جس میں آپ ہر جمعرات اور جمعہ دو بجے سے چار بجے تک
فون نمبر 6367551-54 پر براہ راست ایڈیٹر بھیا سے باتیں کر سکتے ہیں'
شکایتیں لگا سکتے ہیں' تبصرے سنا اور مشورے لکھوا سکتے ہیں۔

☆ .... عید مبارک فون پہ کہوں یا آفس چکر لگا جاؤں؟؟؟
یہ اونا پونا سوال تھا اونے پونے کی انچارج عائشہ میر کا شادباغ سے۔ ہم نے انہیں یقین دلایا کیک کے ساتھ آنا ہے تو آ جایئے کہ آپ ٹیم کا حصہ ہیں۔
پھر کل میٹنگ بھی ہے چائے کے کپ پہ گفتگو بھی رہے گی۔

☆ .... شیخ شہزاد نے سیالکوٹ سے کہا کہ انہیں کرنیں بے حد پسند آئیں کہہ رہے تھے انٹرویوز میں بھی آفریدی کو بہت جلدی ہوتی ہے۔ اور اسی جلدی کی وجہ سے ٹیم کو اکثر مرواتے ہیں کیا پیویلین میں ان کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہوتی ہے؟؟؟ یہ راز تو آفریدی ہی بہتر جانتے ہیں ناں!!

☆ .... گلگشت کالونی ملتان سے عاصمہ نے فون کیا یہ پانچویں جماعت میں پڑھتی ہیں انہوں نے کہا کہ اس دفعہ اچھی اچھی کہانیاں تھیں ہم نے کہا کہ پھول کو اور اچھا بنانے کیلئے آپ کیا مشورہ دیں گی کہنے لگیں مشورہ تو کوئی آتا ہی نہیں بس آپ اپنا فیملی انٹرویو ضرور دیں۔ انہوں نے پہلی بار فون کیا۔ خوش آمدید!! ان کے سوال کو ہم نے آرام سے گول کر دیا۔

☆ .... محمد عامر ملک میٹرک کے طالب علم ہیں انہوں نے تلہ گنگ ضلع چکوال سے ہمیں بتایا کہ یہ ایک سال سے پھول پڑھ رہے ہیں انہیں سبھی چیزیں پسند ہیں مگر بطور خاص اداریہ پسند کرتے ہیں۔

☆ .... آسیہ بتول آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہیں تلہ گنگ (چکوال) سے کہہ رہی تھیں کہ پھول کی ہر چیز اچھی ہوتی ہے پھول سب رسالوں سے اچھا ہے اور اس کا ہر انداز جدا ہے۔

☆ .... نبیلہ طارق نے راجن پور سے فون کیا یہ سیکنڈ ائیر میں پڑھتی ہیں انہوں نے پہلی بار ہمیں فون کیا کہہ رہی تھیں کہ زندگی تجربات کا نام ہے یہ سکول کے بچوں کو پڑھاتی ہیں تو انہیں اپنا بچپن یاد آتا ہے بتا رہی تھیں کہ میں پھول تین چار سال سے پڑھ رہی ہوں یہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے میں نے اس سے بہت سی اچھی باتیں سیکھی ہیں اور میں سب سے زیادہ اپنے غصے پر قابو پا رہی ہوں مگر یہ قابو میں ہی نہیں آتا۔

☆ .... عرفان انور ساتویں جماعت میں پڑھتے ہیں لالہ زار کالونی ٹھوکر نیاز بیگ سے پوچھ رہے تھے کہ میں نے فارم بھجوا دیا ہے کارڈ کب بنے گا۔
ہم نے کہا بھلے آدمی! تھوڑا انتظار کر لیں اور انتظار کرنا اچھا ہوتا ہے اور وہ بھی کسی اچھی چیز یا اچھے وقت کا اور ویسے بھی جونہی کارڈ دوبارہ چھپ جائیں گے آپ سب ساتھیوں کی خدمت میں ارسال کر دیئے جائیں گے انہیں بارود' بارڈر' بلا' کرنیں اور اداریہ بہت اچھے لگے کہہ رہے تھے کہ لطائف زیادہ دیا کریں۔ لیجئے فرمائش کی فوری تکمیل کئے دیتے ہیں۔

☆ .... حنا نے لالہ زار کالونی سے فون کیا اور بتایا کہ وہ نہم کلاس کی طالبہ ہیں۔ حنا کہہ رہی تھی کہ آفریدی کا انٹرویو آئندہ مت دیں اور آپ ایسا کریں ایسا کریں .... کہ لطائف نئے دیا کریں ہم نے معصوم سی فرمائش کی آپ کچھ سنایئے یا آپ نئے بھجوا دیں کیونکہ ہمیں تو جو آتے ہیں وہی چھاپتے ہیں۔

☆ .... مسرت اکرام اور نادیہ اکرام نے سنت نگر سے فون کر کے شعر سنایا

ظلم کی بات ہی کیا ظلم کی اوقات ہی کیا
ظلم بس ظلم ہے آغاز سے انجام تلک

انہوں نے بتایا کہ انہیں پروین شاکر اور فراز احمد فراز بہت پسند ہیں ہم نے چونکتے ہوئے کہا یہ فراز احمد فراز کون ہے؟؟ بوکھلائے انداز میں جواب دیا سوری! غلطی ہو گئی ہے۔

☆ .... فرحت چوتھی کلاس کی طالبہ ہیں سنت نگر میں رہتی ہیں ان کی طرف سے شعر سنایا گیا

کچھ تو ہوا بھی سرد تھی کچھ تھا تیرا خیال بھی
دل کو خوشی کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا ملال بھی

☆ .... افتخار الحسن نے جڑانوالہ سے فون کر کے بتایا کہ رسالہ مزے کا تھا مگر یہ HAPPY BIRTHDAY کا سلسلہ نہ ہونے سے افسردہ تھے ہم انہیں کیا بتاتے کہ سارے فارم الماری میں تھے۔ الماری میں تالا لگا ہوا تھا تالے کی چابی ہمارے پاس تھی اور ہم ...... ہم لاہور میں نہیں تھے بلکہ اللہ جی کی نظر رحمت اور کچھ پیاروں کی محبت بھری دعاؤں کی بدولت عمرے پر گئے ہوئے تھے۔ یہی صفحے مس ہو گئے۔ آئندہ انشاء اللہ ضرور دیا کریں گے افتخار کہہ رہے تھے کہ ٹائٹل بہت عمدہ تھا۔

☆ .... فرزانہ سیکنڈ ایئر میں پڑھتی ہیں انہوں نے ملتان سے فون کیا کہ میں پانچ ماہ سے پھول پڑھ رہی ہوں ہم نے پوچھا کیوں پڑھ رہی ہیں؟؟ کہنے لگیں کہ اداریہ اور کرنیں بہت اچھی ہوتی ہیں انہوں نے مشورہ دیا کہ اونے پونے اور لطائف کا معیار بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

☆ .... ساجدہ نے ملتان سے فون کیا یہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی سے M.A کر رہی ہیں کہہ رہی تھیں کہ آیت من القرآن سب سے عمدہ ہوتی ہے اور اس طرح کے سلسلوں سے معلومات اور دین سے محبت بڑھتی ہے۔

☆ .... سونیا نے چاہ میراں لاہور سے فون کر کے بتایا کہ یہ آٹھویں میں پڑھتی ہیں اور پہلی بار فون کر رہی ہیں MOST WELCOM کہہ رہی تھی صفحات زیادہ کر دیں۔ اس دفعہ تحریریں بہت عمدہ تھیں بتا رہی تھیں کہ ہم پھول 93ء سے پڑھ رہے ہیں اور یہ میری کزن سے بات کر لیں۔ یسریٰ سونیا کی کزن ہیں پانچویں میں پڑھتی ہیں انہیں پھول بہت اچھا لگتا ہے۔

☆ .... صالحہ نے ٹاؤن شپ سے فون کیا انہیں غصہ چڑھا ہوا تھا ہم نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگیں میرا خط جو نہیں چھپا مگر آپ سے بات کر کے غصہ اتر گیا اور ہم نے فوراً اللہ جی کا شکریہ ادا کیا۔

☆ .... قرۃ العین سلیم گلبرگ سے فون کر کے بتایا کہ میں ہوم اکنامکس کالج میں ہوں انہوں نے کہا کہ تصاویر کا معیار بہتر ہوا ہے۔ جی ہاں! ہمارے السٹریٹر عمیر صفدر محنت بھی تو بہت کر رہے ہیں ناں! انہوں نے کراچی کیلئے شعر لکھوایا۔

بہا دو خون سڑکوں پر مگر اتنا تو سوچو تم
وطن جب خون مانگے گا تمہارے پاس کیا ہو گا

الحمد للہ' اب تو کراچی کے حالات بہت بہتر ہو گئے ہیں قرۃ العین جی!

☆ .... نسیم عاشق گوجرانوالہ سے بتا رہی تھی کہ میٹرک کی طالبہ ہیں انہیں وجہ کا علم اچھی لگی کہہ رہی تھیں کہ میری چھوٹی بہن کو ساحل سے دور بہت بور لگی تھی۔ یہ چھوٹی بہن سے بات کر لیں مگر چھوٹی بہن صاحبہ بات کرنے سے انکاری ہو گئیں سلطانہ عاشق علی جو کہ دہم کی طالبہ ہیں کا نام لکھوایا گیا۔

☆ .... ڈی جی خان سے مریم اور فاطمہ نے فون یہ دونوں نہم میں پڑھتی ہیں اور کلاس فیلوز ہیں انہیں پھول بہت اچھا لگتا ہے سب سے اچھا سلسلہ انہیں ٹیلی فونک کالم لگتا ہے۔ "میری بہن سے بات کریں۔ جی! بہن کا نام ناہید ہے اور یہ دہم کلاس میں پڑھتی ہیں انہیں پھول بہت اچھا لگتا ہے کیونکہ اس میں اچھی اچھی باتیں ہوتی ہیں کہہ رہی تھیں بیڈ ٹائم پھول میں ضرور دیا کریں اور اداریہ بھی۔ انہوں نے ہمیں پہلی بار فون کیا۔

☆ .... آمنہ نے ہمیں کامران بلاک سے فون کیا اور بتایا کہ یہ میٹرک میں پڑھتی ہیں کہہ رہی تھیں اشفاق احمد کا انٹرویو کبھی چھاپ دیں پلیز۔ جی آپ فرمائش سر آنکھوں پر جونہی ایسا ممکن ہوا فوراً عملدرآمد کر دیا جائے گا۔ فاطمہ نے FA کر لیا ہے حافظ محمد انس صدیق نے ابھی قرآن پاک حفظ کیا ہے سارہ چوتھی جماعت میں پڑھتی ہیں مونا نے سال اول مکمل کر لیا ہے اور عارفہ نہم میں پڑھتی ہیں عارفہ کا نام لکھ لیں جناب! لکھ لیا!!

☆ .... فیصل عظیم خان نے گلشن راوی سے فون کیا کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا بندہ بول رہا ہوں۔ اچھا!!! ہمارے منہ

سے بے اختیار نکلا کہہ رہے تھے کہ ٹائٹل کی لڑکی کے بالوں کو دیکھ کر ڈر گیا اس لئے ٹائیٹل پسند نہیں آیا ہم نے بات بڑھانے کیلئے کہا کہ آپ کو اتنا کمزور دل نہیں ہونا چاہئے۔ بارود' بارڈر' بملا انہیں سب سے اچھی لگی جس پر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو شاباش دی انہیں بھوت حکومت' سفرنامہ اور اداریہ اچھا لگا اور باقی سب کچھ ناپسندیدہ تھا۔ بھائی میاں! نا پسندیدگی کی وجہ ؟؟؟ کہہ رہے تھے شاہد آفریدی کا سہ بارہ انٹرویو مت دیجئے گا۔ اب ہم کیا کہتے بھلا ؟؟

☆ .... وقاص نے ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سے ہمیں عید مبارک کہا اور بتایا کہ پھول آج ہی ملا ہے۔ صبح سے پڑھنا شروع کیا اور سارا کچھ پڑھ ڈالا انہیں ساری کہانیاں بالخصوص ناریل کا ٹکڑا اور ایک الجھن جو سلجھ گئی بہت پسند آئیں۔

☆ .... آئمہ اللہ ہو نقوی شیخو پورہ سے کہہ رہی تھی کہ ہم نے گرلز ونگ کا پروگرام کرنا ہے۔ نورا کو بھی پھول پسند ہے یہ آئمہ کی چھوٹی بہن ہیں آئمہ کو لطائف اچھے لگے۔

☆ .... منیر دسویں جماعت کے طالب علم ہیں انہوں نے خانیوال سے فون کر کے بتایا کہ میں 91ء سے پھول پڑھ رہا ہوں یہ بڑا منفرد میگزین ہے کہہ رہے تھے کہ سفرنامہ قسم سے پڑھتے ہوئے بہت مزا آتا ہے میں رونے والا ہو جاتا ہوں آپ کی FEELINGS سے ہمارا بھی دل کرتا ہے کہ اڑ کر دیار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خانہ کعبہ تک جا پہنچیں۔

انعامی فون :۔

☆ .... اخوت اویس نے ملتان سے فون کر کے حمیرا ناز کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا انہیں اس دفعہ کا شمارہ بہت اچھا لگا جس میں اداریہ ناریل کا ٹکڑا بہت عمدہ تھے کہہ رہی تھیں کہ ٹائٹل والی بچی یورپی سی ہے۔ یورپی سی ہی نہیں بالکل یورپی ہے۔ اپنی مسز کو بھی عید مبارک کہیئے گا وہ تو ہم نے عید کے دن ہی کہہ رہی تھی۔ اخوت I LOVE MY DADY کہہ رہی تھیں۔ لوگوں کے مسائل ہوتے نہیں صرف بنا بنا کر بھیجتے ہیں۔ اخوت رانی! آپ کو کیسے یہ خبر ہوئی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں واقعی بہت مسائل ہیں یہ الگ بات کہ صرف چیخ و پکار کرنے اور کڑھنے کی بجائے کچھ عملی کام اور اچھی حکمت عملی مرتب کرنی چاہئے تاکہ مسائل کم سے کم پیدا ہوں اور اگر پیدا ہو جائیں تو ان پر با آسانی قابو پایا جا سکے کہہ رہی تھی کہ انعم الطاف سے کہیں روؤ نہیں میں ان کا نام لکھوا رہی ہے۔ لیں انعم چندا آپ کا نام اس شمارے میں بھی آ گیا خوش ؟؟ انہیں (اخوت کو) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی بہت پسند آئی اور کلیاں میں سے شاہ جہانی چکن' کہہ رہ تھیں کہ میری دوست شیلا ستار کا نام لکھ دیں اور BIRTHDAY HAPPY لکھ دیں جی لکھ دیا اور کچھ !! کہنے لگیں کہ پھول کی وہ باتیں جو شروع میں لکھی ہیں کہ آپ نے نماز ادا کر لی ہے اس کے باعث اچھی بچی بنتی جا رہی ہوں انہوں نے لطیفہ بھی سنایا۔ جواباً ہم نے بھی لطیفہ سنا ڈالا کہ آپ کا فون انعامی ہوا۔

☆ .... عائشہ خالق سکینڈ ایئر میں پڑھتی ہیں انہوں نے راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سے فون کیا کہہ رہی تھیں ہم لائق فائق بچے ہیں اور جو کام دوسرے نہ کریں وہ اچھا ہے کہہ خود ہی کر لیا جائے آپ ایسا کرتی ہیں ؟؟ جی ہاں! میں تو ایسا کرتی رہتی ہوں۔ اچھا تو اپنی تعریف خود ہی کر رہی ہیں آپ! نہیں نہیں بھیاء! دوسرے بھی کبھی بھولے سے تعریف کر دیتے ہیں۔ بتا رہی تھیں کہ پھول بچپن سے پڑھتی آ رہی ہوں بچپن سے ؟؟ ہم نے حیرت سے پوچھا جس سے عائشہ گڑ بڑا گئیں کہنے لگیں میرا مطلب ہے کہ کئی سال سے اچھا! کہنے لگیں میں چھٹی' ساتویں جماعت میں تھی تو تب بھی بات کی تھی اور آج اتنے سالوں بعد بات کی ہے پہلے اداریہ سمجھ نہیں آتا تھا اب آنے لگا ہے پھول مجموعی طور پر بہت عمدہ رسالہ ہے اک سفر اچھا لگا بہت اچھا ہے امی کو بھی بہت اچھا لگتا ہے۔ کلیاں بھی عائشہ کو پسند ہیں ہم نے پوچھا کھانا پکاتی ہیں کہنے لگیں جی ہاں! ہم نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے آپ کو کیا کیا پکانا آتا ہے حیرت سے پوچھنے لگیں کیا کیا پتہ ہے ہم نے بتایا کہ انڈہ ابالنا' انڈہ فرائی کرنا اور آٹا گوندھتے ہوئے اس کی لئی بنا دینا۔ کہنے لگیں نہیں میں نے کلیاں پڑھ کر کئی چیزیں پکائی ہیں اور میں نے پچھلے دنوں گھر بھی سنبھالا تھا ابو امی اعتکاف پہ بیٹھے تھے اچھا!! ہم نے خوش نما حیرت سے کہا اور پوچھا دونوں صلاح مشورے سے بیٹھے تھے کیا ؟؟ پھر تو یقیناً عام زندگی میں بھی خوب بنتی ہو گی !!

عائشہ کی بہن آمنہ خالق

ملک سے بھی بات ہوئی یہ ساتویں کی طالبہ ہیں اور پھول پڑھنے کی شوقین ہیں ہم نے کہا راوی بلاک کی سڑکیں تو آپ نے چل چل کر توڑ دی ہیں چلنے سے سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں ؟!

حیرت سے پوچھا گیا تو اور کیا سب سے زیادہ نقصان تو پیدل چلنے سے سڑکوں کو پہنچتا ہے ہم نے کہا ملک صاحب آپ کا فون تو انعامی ہو سکتا تھا مگر .... تو بھیاء کر دیں نا انعامی نہیں اب ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ .... بھیاء پلیز انعامی کر دیں۔ چلیں کر دیا اب دس تاریخ کو پھول میں آفس تشریف لے آئیے گا۔ پھول آفس کہاں ہے بھیاء ؟؟

پھول آفس مال روڈ پر' اسمبلی ہال کی سامنے والی سڑک اور چڑیا گھر کے ساتھ واقع ہے ہمیں تو پتہ نہیں مال روڈ کہاں ہے ؟؟ کبھی لاہور دیکھا ہو تو پتہ ہوتا! چڑیا گھر تو دیکھا ہے آپ نے ؟؟ جی بتانے لگیں کہ چڑیا گھر میں لوگ چمکیلے بھڑکیلے لباس پہن کر سیر کرنے آتے ہیں ہم نے کہا اور نئے شادی شدہ جوڑے تو سر سے پاؤں تک "سرخ" نظر آ رہے ہوتے ہیں جی جی بالکل بھیاء۔ جو جیسے خوش ہو اسے ویسا کرنا چاہئے ہمیں کیا؟ بس خوش رہیں جہاں رہیں۔ شاید یہ فون بھی ہم انعامی کر بیٹھے تھے۔

☆ .... خواجہ انوار احمد فورتھ ایئر میں پڑھتے ہیں انہوں نے بھیرہ سے فون کر کے بتایا کہ پھول بہت عمدہ میگزین ہے کیونکہ یہ کردار کی تعمیر میں مدد دیتا ہے۔ کہنے لگے۔ کہ میں نے آج تک بے شمار کنوؤں کا پانی پیا ہے مگر کہیں بھی پیاس نہیں بجھی اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ جو مایوسیاں ہمیں ملی ہیں وہ دوسروں کو نہ ملیں انوار احمد نے اتنی اچھی باتیں کی تو کیسے ہو سکتا ہے کہ انہیں انعام نہ ملے۔ ان کا فون بھی انعامی ہوا۔

☆ .... فہد عزیز خان نے گلشن راوی سے فون کیا یہ تیسری جماعت میں پڑھتے ہیں کہہ رہے تھے عید والے دن بھی میں نے فون کیا تھا وہ آپ کی بھابھی نے اٹھایا تھا ہم نے فوراً کہا بھابی ہوں گی آپ کی میری تو اہلیہ ہے بولے سوری بیٹھا بہن شرما رہی ہے فرسٹ ایئر میں پڑھتی ہیں ان کا نام طیبہ ناز ہے ہم نے کہا حد ہو گئی شرما رہی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ مجھے ڈانٹ رہی ہے کہ نام کیوں بتایا ہے۔

☆ .... مسرت سرور نے شیرانوالہ گیٹ سے فون کیا میٹرک میں پڑھتی ہیں کہنے لگیں دو سال پہلے فون کیا تھا چھپ بھی گیا

سب سے زیادہ پسند آیا میرے ابو بھی گئے ہوئے ہیں کہہ رہی تھیں آیت من القرآن کے مجھے خواب آتے ہیں کہہ رہی تھی مزاحیہ کہانیاں دیا کریں۔

☆ .... فائزہ جاوید نے کاچھو پورہ سے فون کیا یہ ساتویں کی طالبہ ہیں انہوں نے پھول پہلی بار پڑھا انہیں تمام کہانیاں اور رسالہ اچھا لگا۔ کیا نام لیتے ہیں .... ہم حیران ہو گئے مگر بعد میں پتہ چلا کہ یہ تکیہ کلام ہے

☆ .... پلوشہ آفریں شاہدرہ لاہور میں رہتی ہیں اور میٹرک کی طالبہ ہیں انہوں نے پھول پہلی بار پڑھا اور بہت اچھا لگا کہہ رہی تھیں کہ راشد لطیف کا انٹرویو دے دیں اور تصاویر بھی زیادہ دیا کریں

☆ .... عائشہ نثار فرسٹ ایئر میں پڑھتی ہیں انہوں نے اچھرہ لاہور سے فون کر کے کہا کہ اس بار تبصرہ یہ ہے کہ سبھی کہانیاں اچھی تھیں۔ باپا۔ بارود۔ بارڈر۔ بملا اور ناریل کا ٹکڑا بے حد عمدہ تھیں

☆ .... عینی نے کمالیہ سے فون کیا یہ نہم کی طالبہ ہیں کہہ رہی تھیں اس دفعہ کا شمارہ بہت اچھا تھا کیونکہ اس میں شاہد آفریدی کا انٹرویو جو تھا انہیں ٹیلیفونک کالم بہت اچھا لگا بتا رہی تھیں کہ ان کی سب بہنیں پھول شوق سے پڑھتی ہیں۔

انور بادشاہ

راستہ ڈھونڈیے

ابو کو درخت کے سائے میں پہنچنا ہے راستے کی الجھنوں سے گھبرایا ہوا پریشان کھڑا ہے' آپ اسکی مدد کیجئے اور راستہ تلاش کر کے نیکی کمایئے۔
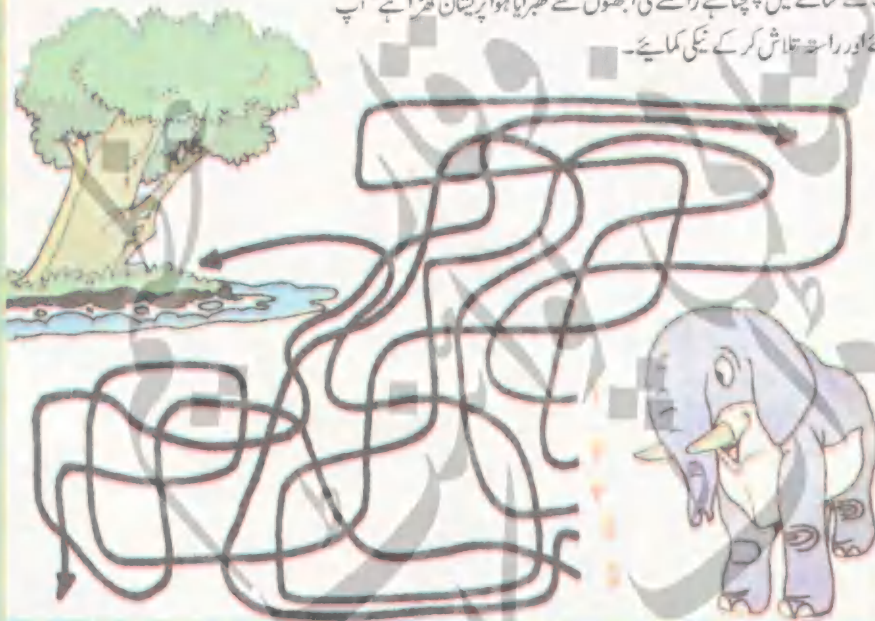
نقطے ملایئے

انہیں کس چیز نے اتنا ڈرا دیا ہے' یہ نقطے ملانے سے ہی معلوم ہو گا' آپ بھی نقطے ملائیں لیکن آپ نے ڈرنا نہیں....

خزانے کی تلاش
دوسری قسط
فہد جزیرے پر پہنچ گیا مگر یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ جزیرے میں ہر طرف وحشی اور جنگلی جانور تھے جو اسے تاڑ رہے تھے۔
1۔ کیا آپ ان چھپے ہوئے جانوروں کے نام بتا سکتے ہیں؟
2۔ کتنے جانور ان میں وحشی ہیں؟
3۔ اس جزیرے پر ایک جانور ایسا ہے جو عام زمین پر نہیں ہوتا۔
4۔ جزیرے پر سست رفتار جانور کونسا ہے؟
5۔ وہ کونسا راستہ ہے جہاں سے فہد بچ کر نکل سکتا ہے۔
BOMBERMAN

جب فہد اس خطرناک جنگل سے نکل کر محفوظ مقام پر پہنچا تو اسے ایک زخمی بندر ملا۔ فہد نے اپنا تھیلا کھولا اور اس میں سے بندر کے زخم پر پٹی باندھنے کے لئے سامان نکالا۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کو تھیلے سے مرہم پٹی کے لئے کیا کچھ سامان ملا۔

فہد بندر کی پٹی سے فارغ ہو کر اسے ساتھ لے کر جزیرے میں آگے بڑھا تو راستے میں ایک نہر آگئی نہر کے کنارے لگے ہوئے درختوں سے رسیاں اور زنجیریں لٹک رہی تھیں آپ بتایئے کہ نہر پار کرنے کے لئے کونسی چیز محفوظ ہے۔

فضلو کی لڑائی

اختر عباس

مزہ نہیں آئے گا۔ واپس چلو

سچی بات تو یہ ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف دیکھنے اور اس کے مالک سے آنکھ ملانے کی سکت بھی نہ رہی۔ میں سر جھکا کر اٹھا اور خانہ خدا سے باہر نکل آیا۔ میری کوئی منزل نہ تھی۔ تین دنوں کے ضیاع کا احساس ہی تڑپانے کے لئے کافی تھا۔ میں نے زندگی بھر اپنی مرضی کے ایک مہربان اور پیارے سے رب کی انگلی پکڑے رکھی ہے۔ کیونکہ میرا ہمیشہ سے یقین رہا ہے کہ رب تو ویسا مہربان ہے جیسا تم سوچتے ہو۔ وہ کبھی بھی بہت شرمسار کرا کے راضی نہیں ہوتا۔ فوراً واپسی کا راستہ دکھاتا ہے اور کھلے بازوؤں سے واپس اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ چلتے چلتے ایک بازار میں جا پہنچا تھا۔ جب وہ مہربان خدا پھر میرے پیچھے پیچھے آگیا۔

میں نے برگر لیا۔ اس نے مسکرا کر دیکھا اور کہا

"مزہ نہیں آئے گا۔ چلو واپس چلو"

میں نے گلہ کرنے کے انداز میں منہ کھولا اور بے مزہ برگر کا لقمہ لے کر چپ ہو گیا۔ ورنہ منہ سے نکل گیا ہوتا، بھوک ہی مر گئی ہے۔ پر میرا کیا قصور! برداشت ہی اتنی ہے۔ گلہ کروں تو شرمندگی ہوتی ہے۔ نہ کروں تو سانس بند ہوتا ہے۔ اپنا مہمان بناتے ہو۔ گھر بلاتے ہو تو ادھر ادھر بھٹکنے نہ دیا کرو۔ جواب ملا

"انسان ہو۔۔۔۔ آزاد ہو۔۔۔۔ خود مختار۔۔۔۔ یہ تو ہو گا۔۔۔۔ ہاں صبر کرو اور جڑے رہو تو کب اکیلے رہنے دیتا ہوں۔

دل کب خوش ہوتا ہے

خانہ خدا کی سب سے بڑی لذت جو مجھے لگی وہ صبح دوپہر شام اللہ میاں سے ہونے والے ڈائیلاگ اور ملاقاتیں ہیں۔ سچ پوچھیں تو جب جب دل میں جھانکا لگا وہ اپنا گھر چھوڑ کر یہیں آن بسا ہے۔ اس کا گھر تو اس کا ہے ہی۔ اس پر کوئی دوسرا دعوے دار بھلا کب ہوا ہے۔ ہاں دلوں کا تو ہر کوئی دعوے دار ہے اور وہ یہی دیکھنے ہر ہر دل میں آتا اور پھر وہ کچھ دیر کے لئے ہاں بس جاتا ہے کہ اس کی وہاں کتنی جگہ ہے۔ شروع کے دنوں میں اس کے آنے جانے کا زیادہ پتہ نہیں چلتا۔ پھر جیسے جیسے اس کی آمد کا وقت ہوتا ہے احساس آنسو بن کر پلکوں پہ بہنے لگتا ہے۔

ایک روز اس سے پوچھ ہی بیٹھا۔

اللہ جی! آپ ہمیں رلا رلا کر بہت خوش ہوتے ہو کیا؟

وہ مسکرایا

ہاں کیوں نہیں اچھا لگتا ہے۔ مگر کب کسی پہ اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہوں۔ تمہارا دل کتنی ناگوار باتوں اور یادوں سے دھل جاتا ہے اور اور خوشی سے بھر جاتا ہے۔ پھر ہی تو اس میں میرے آنے اور بسنے کے سامان ہوتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رہ سے ایک بار لوگوں نے پوچھا تھا دل کب خوش ہوتا ہے۔

فرمایا جب اللہ دل میں بس جائے۔

بازار سے جب میں واپس آیا تو دل بے حد خوش تھا اور دعا اس کے ہونٹوں میں تھی۔ اے مولا! جب تو ہمیں سیدھے راہ پر لگا چکا ہے تو پھر ہمارے دلوں کو کبھی کجی میں مبتلا نہ کرنا۔ (سورہ آل عمران 7)

دعا مکمل ہوئی نہیں تھی کہ......

حضرت ابراہیم ادھم کا بہت نام سنا پھر ان کے بارے میں انگریزی کی نظم پڑھی کہ اے خدا میرا نام ان لوگوں میں لکھ دو جو بے شک تیرے بندوں سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

انہی کاایک قول پڑھا تھا کہ اللہ کی رحمت تین طریقوں سے حاصل کرو 1۔ ترک گناہ 2۔ کثرت شکر 3۔ عبادت ویادالٰہی

انہی کی باتیں سوچتا آرہا تھا کہ ابن عربی مدد کو آئے۔ "اللہ ہمیں مشکلات کے دریا میں ڈبونے کے لئے نہیں ہمارے دامن کو دھونے کے لئے ڈالتا ہے۔

مغرب کی نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوئی تو میں بالکل دھلا دھلایا کھڑا سوچ رہا تھا الٰہی' بہت دن ہو گئے ابو امی سے ملے ہوئے اب انہیں مکہ آ جانا چاہئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان سے ملاقات کہاں ہو گی۔ خدا جانے وہ کس ہوٹل میں ٹھہریں۔ اتنا بڑا شہر' اتنی مخلوق' کیسے ملاقات ہو گی۔ تو ہی کوئی سبیل کر دے۔ تو اس مشکل سے بھی نکال۔ دعا مکمل ہوئی نہیں تھی کہ میں نے بغیر کسی ضرورت اور خواہش کے ساتھ کھڑے نمازیوں کو دیکھا پھر پلٹ کر پچھلی صف پر بھی نگاہ ڈالی۔ بالکل میرے پیچھے ابو جان نماز کی نیت باندھنے کو تیار کھڑے تھے۔

معجزے شکلیں بدل بدل کر ہوتے ہیں۔ مختلف ظرف کے لوگوں کے لئے مختلف ہوتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں ایک چیز کسی کیلئے بس عام سی اور دوسرے کیلئے خاص الخاص ٹھہرتی ہے۔ وہ لمحہ میرے لئے خاص تھا۔ ابھی ایک دو روز میں "بائی دے وے" دعا کی تھی۔ اللہ جی! بہت دن ہو گئے ابو امی سے ملاقات ہو جائے تو اچھا ہے۔ میری تو واپسی ہونے والی ہے۔ اور ان کا ابھی اس پاک سرزمین پہ کئی ہفتے ٹھہرنے کا پروگرام ہے۔ نماز بڑی مشکل سے پوری کی۔ سلام پھیرا اور ابو کو یوں جالیا جیسے لینے کا حق تھا۔ خوب زور سے گلے لگایا۔ محکمہ موسمیات والوں کا کوئی ہرکارہ وہاں ہوتا تو بڑی آسانی سے پیش گوئی کر سکتا تھا کہ باتوں کی ٹھنڈی خوشگوار ہوا چلنے داسی کے چھائے ہوئے بدل چھٹ جانے اور مطلع بالکل صاف اور چمکدار ہونے کا امکان ہے۔

ابتدائی ملاقات کے بعد سنتیں اور نوافل ادا کئے وہاں فرض اور نفل نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگنے کا تو نہ رواج ہے۔ نہ رسم یہ سارا کام سجدوں اور قیام میں ہوتا ہے۔ خوب تسلی اور یکسوئی سے دعائیں اور دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں۔ اس لئے فرض نماز کی ادائیگی کے بعد اپنی سہولت اور ضرورت کے مطابق لوگ مزید پڑھتے ہیں یا گھر کی راہ لیتے ہیں۔

خبر نہیں ملاقات ہو نہ ہو۔

ابو جی نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور تازہ تازہ عمرہ کے اثرات سر پہ نمایاں تھے۔ میری ٹنڈ چند روز پرانی ہو چکی تھی۔ مگر اولیو آئل کی بدولت چمک دمک ماند نہیں پڑی تھی۔ وہ میری چمکتی ٹنڈ کو دیکھ کر مسکرائے۔ انہیں اپنا کہا ہوا جملہ بخوبی یاد تھا کہ اسے جس قدر اپنے بالوں سے پیار ہے لگتا ہے وہاں ٹنڈ کروانے کی بجائے قصر (بالوں کو چھوٹا کروانے) پہ ہی اکتفا کرے گا۔ والدین کو جواب نہ دینے کی عادت نے خاموش رکھا تھا۔ صرف میں نے بات بدل دی تھی تاکہ اس گمان پہ زیادہ افسوس نہ ہو ہم دونوں چلتے ہوئے باب فہد تک پہنچے والدہ وہاں ایک سائڈ پہ کھڑی ابو کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ میں بے تابی سے لپکا اور سلام کیا۔ انہوں نے ہلکی سی نظر ڈالی اور منہ پھیر لیا۔ میں نے آگے بڑھ کر پھر سلام کیا اور ہاتھوں کو تھام لیا۔ انہوں نے گھبرا کر دیکھا۔ غور کیا اور پھر ہنس دیں۔ بولیں بسم اللہ یہ تو میرا بیٹا ہے۔ میں سمجھی اللہ جانے یہ چمکتی ٹنڈ والا کیوں سلام کر رہا ہے۔ وہاں سے چلے تو میں نے پوچھا

امی سچی سچی بتایئے کیا سوچ رہی۔ جواب ملا۔ بس یہی خیال تھا کہ میرا بیٹا بھی یہیں کہیں نماز پڑھ رہا ہو گا۔ خبر نہیں ملاقات ہو نہ ہو۔

ہوں! تو یہ مزے ہوتے رہے ہیں۔

حرم سے باہر نکلے تو ابو نے پوچھا ہاں بھئی نوجوان! کیا ارادے ہیں امی نے گھورا۔ ارادے کیا ہونے! چلیں اس کے ہوٹل چلتے ہیں۔ سامان اٹھاتے ہیں اور اپنے ساتھ لے چلتے ہیں۔ ابھی تو دیکھنے سے دل نہیں بھرا باتیں تو سب باقی ہیں۔

یہ لفظ اور جملے بھی کیا چیز ہیں۔ محبت سے بھرے ہوں تو آسمانوں کی سیر کروا دیتے ہیں۔ مائیں عام طور پر اس نعمت کو بانٹتی ہیں اور سکھی کرتی ہیں۔

قصر النصر پہنچے سامان پیک کیا فرج کے آس پاس خالی بوتلوں اور جوس کے ڈبوں کی بہتات اور بہار دیکھی تو ابو امی دونوں مسکرائے۔ ہوں! تو یہ مزے ہوتے رہے ہیں۔

امی نے ساری عمر مجھے اتنا پیار نہیں کیا۔ جتنا ان چار دنوں میں کیا جو ہم دونوں نے اکٹھے گزارے۔ میں بھی جب جب خانہ کعبہ کو دیکھنے سے فرصت پاتا انہی کی تلاش میں نظریں دوڑاتا اور انہیں اسی شدت سے دیکھتا اور محسوس کرتا جیسے کوئی پیاسا اچانک ملنے والے کنویں اور اس کے ٹھنڈے پانی کو دیکھتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے بہت سال اپنی ماں کی پسند و ناپسند سے مختلف گزارے ہیں۔ ان کی توجہ اور محبت پانے کے لئے بہت جتن کئے ہیں۔ پھر جب ناخوشی اور بے اطمینانی رگوں میں ہر طرف دوڑنے لگی تو اللہ جی سے کہا مولا! اب بہت ہو گیا۔ ان کی دعاؤں کی رخ میری طرف کر دے ان کی آنکھوں میں میرے لئے پسندیدگی بھر دے۔ بہت سال ان کے بغیر جی لیا۔ اب سانس بند ہونے لگے ہیں۔ زندگی تنگ ہوتی جاتی ہے۔ پھر یہ ہوا کہ ایسی ہوا چلی کہ سارے گہرے بادل چھٹ گئے۔ زندگی روشنی سے ہی نہیں تازگی سے بھی بھر گئی۔ اپنا آپ گاڑی کی اس مدہم سی ہیڈلائٹ جیسا لگا جس میں بلب بے شک 25 واٹ کا ہوتا ہے مگر بیٹری سے چارج پورا ملے تو دور تک منظر واضح ہو جاتے ہیں امی کی باتوں اور دعاؤں نے موسم ہی بدل کے رکھ دیا تھا۔

بے شک یہ ایک کمزوری سہی

مکہ رنگوں' روشنیوں' اونچی عمارتوں نئے پرانے بازاروں لمبی نئی کاروں اور دور دیسوں سے آئے عقیدت سے بھرے مسافروں اور زائروں کا شہر ہے۔ اسی شہر کے ایک کونے میں ہم تینوں بیٹھے اپنے اپنے تجربے اور مشاہدے ایک دوسرے کو بتا اور سنا رہے تھے۔ ابو نے ساری باتیں سن کر کہا مجھے تو یہاں آکر نہ پہلے کبھی کوئی یاد آیا۔ نہ اب آیا یہاں آکر کوئی اور کیسے یاد آ سکتا ہے۔ دل میں جگہ پا سکتا ہے۔

امی نے کہا مجھے تو اپنے بچے اور ان کے بچے نہیں بھولتے۔ ہر ہر دعا انہی کیلئے کی ہے۔ اب میری باری تھی بتانے کی۔ میں کیا بتاتا کہ مجھے یہاں آکر کوئی بھولا ہی نہیں جو یاد کرتا۔ وہ بھی جو بہت پسند تھے اور وہ بھی جنہیں میں پسند نہ تھا۔ دونوں میری دعاؤں کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ اور مسلسل بنے جا رہے ہیں۔ عام زندگی میں میں نے تو اپنے دل میں ذرا سے جھوٹ کی گرد جمنے سے بے چین ہو جاتا ہوں اب اپنے اندر کسی پہاڑ سے جھوٹ کو لے کر کیسے جی پاتا اور چھپاتا جن لوگوں کی تھوڑی تھوڑی محبتوں سے میری زندگی تعمیر ہوئی ہے۔ وہ مجھے بے پناہ یاد آتے ہیں بے شک یہ ایک کمزوری سہی مگر میں تو اسی کمزوری کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ تھوڑے سے لوگوں کو بتائے بغیر بہت سی محبت کرتا رہنا چاہتا ہوں۔

جیسے سارے بوسے خود لئے ہوں۔

ابو امی گذشتہ سال ہی حج کرنے آئے تھے۔ ابو سے ان دنوں کی باتیں کرتے کرتے میزاب رحمت کا ذکر آگیا۔ اس لمحے کا جب ایک دن بالکل پرنالے کے نیچے میں اکیلا تھا اور باقی مخلوق خدا حجر اسود پر دیوانہ وار ٹوٹی ہوئی تھی۔

بولے لوگوں کو ایسا کرنا ہی چاہئے۔ یہی دیوانگی اور فرزانگی ہے۔ اس والہانہ عشق سے بندھے تو وہ یہاں چلے آتے ہیں حجر اسود ہے تو پتھر مگر دنیا کا سب سے پیارا اور عزیز پتھر کہ جس سے لوگوں کی محبت دیکھ کر حضرت عمر بھی پکار اٹھے تھے۔ اے حجر اسود! تو ہے تو ایک پتھر ہی! ہمارے نبی محترم ﷺ نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو تو کب اہم تھا۔

امی نے ہولے سے کہا کاش مجھے بھی بوسے کا موقع مل جاتا۔ حج کے دنوں میں تو ویسے ہی رش بڑا تھا۔ اب بھی وہاں پڑتے دھکے دیکھ کر ہمت جواب دے جاتی ہے۔ اگلے روز ہم ماں بیٹا طواف کرتے ہوئے جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو میں نے دونوں بازو پھیلائے اور اپنی بے جی کی اس خواہش کی تکمیل کیلئے راستہ صاف کر دیا جو وہ دل میں لئے تھیں۔ انہوں نے زندگی میں پہلی بار حجر اسود کا بوسہ لیا اور بہت طویل لیا۔ مردوں کو روکنے کیلئے میرے ہاتھ پھیلے ہوئے تھے۔ ہجوم کچھ دیر کیلئے اللہ جانے کیسے تھم گیا تھا۔ کئی بوڑھی عورتوں نے موقع دیکھا اور میدان صاف

پایا تو باقاعدہ دوڑتے ہوئے حجراسود پر حملہ کر دیا۔

امی کے چہرے پہ خوشی سکون اور تکمیل خواہش آنسو بن کر چمک رہی تھی۔ جب ہم نے طواف کا دوسرا چکر شروع کیا۔ میں دعائیں اردو ملی عربی میں پڑھتا جاتا وہ سنتی اور دھراتی جاتیں۔ مبارک لمحے تھے۔ مبارک دعائیں تھیں۔ طواف ختم ہوا تو ان کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ ان کے اطمینان بھرے چہرے کو دیکھا تو ایسا لگا جیسے سارے بوسے میں نے خود لئے ہوں۔ ویسے ہی سرور آرہا تھا۔ انہیں سات چکروں میں سات بار بوسے کا موقع ملا تھا۔ اور موقع بھی ایسا کہ حجر اسود اپنی اصلی حالت میں تھا۔ اور عام طور پر اس پہ جو دو انچ موٹی پینٹ کی تہہ ہوتی ہے۔ وہ کھڑی ہوئی تھی۔ حجراسود محبت بھرے بوسوں کی کثرت سے گھس چکا ہے۔ قطرے قطرے سے پتھر میں سوراخ ہونا سنا تھا۔ اب گہرا ہوا دیکھ بھی لیا۔

دیکھنے سے یاد آیا غلام الثقلین نقوی ایک بزرگ کا قصہ سنایا کرتے تھے۔ جسے اس کے گاؤں والوں نے پیسے جمع کر کے حج کیلئے بھیجا تھا۔ وہ بیچارہ ضرورت مند بھی تھا۔ اس نے ان پیسوں سے اپنی ضرورتیں پوری کیں اور حج پہ نہ گیا جب حاجی مقررہ مدت کے بعد واپس آنے شروع ہوئے تو وہ بھی گاؤں پہنچ گیا۔ اب لوگ پوچھتے تو ہر سوال کا جواب ہوتا سبحان اللہ خانہ کعبہ کیسا تھا؟ سبحان اللہ میدان عرفات میں کیا ہوا؟ بس کچھ نہ پوچھیں سبحان اللہ اللہ کا نور تھا کعبے کی عمارت کیسی تھی؟ چاہ زم زم دیکھا؟ کسی نے پوچھا اور حجراسود کیا بات تھی وہ بزرگ بولے۔ جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا وہی سفید داڑھی موٹی موٹی آنکھیں چہرے پہ ایسا نور کہ نظر ٹھہرتی نہ تھی۔ البتہ لوگ کہہ رہے تھے۔ حضرت پہلے کی نسبت کچھ بوڑھے ہو گئے ہیں۔

واقعی حضرت خاصے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ یہاں ایک آدھ محبت کا بوجھ اٹھائے نہیں اٹھتا وہ تو کئی سو سال سے لاکھوں محبتوں کا محور اور مرکز ہے۔ امی اس سعادت کو ابو سے شیئر کرنے کو بے چین تھیں۔ ابو نے ساری روداد سنی۔ واقعہ بھی سنا مسکرائے اور بولے ہمت کی بات ہے میں تو اب تک ہمت نہیں کر پایا قریب جاتا ہوں رش اور دھکے دیکھ کر پلٹ آتا ہوں اور دور سے سلام کر لیتا ہوں۔

اس روز دل بہت خالی تھا۔

اس رات امی بہت روئیں انہیں پاکستان میں اپنے بچے بے طرح یاد آرہے تھے پہلے ابو سے گلہ کیا کہ آپ کس چیز سے بنے ہوئے ہیں کہ آپ کو کوئی یاد نہیں آتا۔ نہ کسی کا ذکر کرتے ہیں نہ کسی کا حال پوچھتے ہیں یہ میرا بیٹا میرے پاس نہ ہوتا تو میں تو اداسی سے ہی مر جاتی۔ ابو اطمینان سے لیٹے ہوئے تھے۔ بولے بھئی سب ٹھیک ہوں گے۔ انہی کے پاس سے تو آئے ہیں۔ اب دو ماہ اللہ کے مہمان ہیں۔ صرف اسی کو یاد کرتے ہیں بچوں کو واپس جا کر مل ہی لیں گے۔ دل بڑا کرو مجھے تو کوئی یاد نہیں آتا۔

یاد کیوں نہیں آتے؟

امی نے باجی اور ان کے بچوں کے نام لے لے کر بیٹے اور اس کی بیوی نبیلہ کا نام لے کر کہا مجھے تو وہ سب بار بار یاد آتے ہیں۔ مجھ سے اب اور نہیں رہا جاتا۔ اختر کل پرسوں جا رہا ہے اس کے ساتھ ہی میری ٹکٹ کروا دیں میں کچھ دن اور رہی تو زندہ نہیں بچوں گی۔

پھر آپ کو ہی مسئلہ ہو گا آپ تو ہر وقت تسبیح اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ بیٹا چلا گیا تو میں باتیں کس سے کروں گی۔

یہ بالکل ایک نئی کیفیت تھی جس کی نہ مجھے توقع تھی نہ ابو کو ابو کروٹ بدل کر سو گئے اور میں امی کو لے کر حرم شریف آگیا۔ ساری رات ہم باتیں کرتے رہے۔ عقیدتوں کے گھر میں بیٹھ کر اس روز دل بہت خالی خالی تھا۔ اللہ نے یہ ماں کے روپ میں کیا چیز بنائی ہے۔ کہ دو جہانوں کی نعمتوں اور اپنے بچوں کے پیار اور یاد میں انتخاب کیلئے اسے ذرا سوچنا نہیں پڑتا وہ جب تک وہاں رہیں صرف اس لئے کہ اپنے بیٹے اور بیٹی کیلئے کچھ ضروری دعائیں کرتی تھیں۔ اپنے نواسے اور نواسیوں کیلئے اللہ سے کچھ وعدے لینے تھے جس لمحے یقین ہو گیا کہ بات پہنچ گئی ہے۔ اس سے اگلے لمحے دل واپس اپنے گھر پہنچنے کو بے تاب ہو گیا۔ پیاس کتنی بھی بڑھ جائے ریت پھانکنے سے نہیں مٹتی۔ اس لئے میں نے بھی فوری واپسی کا کوئی مشورہ دینے سے گریز کیا۔

بہت نکلے میرے ارمان

اس لمحے میری آنکھوں میں سارے ارمان جمع ہو گئے تھے یہ الوداعی ملاقات کا لمحہ تھا اور یہ لمحہ پہلی بار آیا تھا جدائی اور ملاقات دونوں کا ذائقہ پوری طرح گھلا ملا ہوا تھا۔ الگ الگ کرنا اور پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔

میرے ہاتھ خانہ کعبہ سے یوں لپٹے ہوئے تھے جیسے اب انہیں کوئی الگ نہ کر سکے گا۔ میرے گال دیوانہ وار دیوار کعبہ سے مس ہو رہے تھے۔ خود آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔ دیوار کو بھگو رہے تھے۔ میرے آس پاس نجانے کوئی تھا یا نہیں۔ میرے کان تو اپنی ہی آہ و زاری سے بھرے ہوئے تھے۔ اور کوئی آواز کیا سنتے آنسو تھے کہ لڑیوں کی صورت بہے چلے آتے تھے۔ لفظ تھے کہ ان کو پرونے سے قاصر تھے۔ مجھے یوں لگا یہ سارا منظر اللہ جی نے خود لکھا ہے۔ اور اب خود ہی اسے ڈائریکٹ کر رہے ہیں۔

پس منظر میں ان کی آواز آرہی ہے۔

بول شاباش بول جیسا تیرا جی چاہے بول
پورے تاثر سے پوری شدت سے بول
اب نہیں بولا تو پھر کب بولے گا
سوائے میرے یہاں کوئی سننے والا نہیں ہے۔ اور میں سن رہا ہوں۔

میں نے اسی کی رحمت اسی کی محبت مانگ لی۔ پھول کی خوشبو ہمہ گیری اور اس سے پیار کرنے والے

دوستوں کی قربت مانگ لی۔

وہ ایک انوکھا سکرپٹ تھا جو میں بول رہا تھا

ایک ہی وقت میں بیک وقت کئی فلمیں چل رہی تھیں دعا کرتے کرتے ٹریک بدل جاتا ابھی ابو امی کیلئے مانگ رہا تھا۔ یکدم بھائی کا پیارا سا چہرہ سامنے آگیا اس کے بچے کی دعا مکمل ہوئی تھی کہ دوستوں کے چہرے سامنے آنے لگے۔ باری باری ایک کے بعد ایک وہ جن سے مجھے پیار ہے۔ وہ جن سے کبھی کہا نہیں وہ جن سے کبھی سنا نہیں۔ انگریزی کے حروف ناموں کے ساتھ ساتھ جگمگانے لگے۔ یہاں اے کی جوڑی ہے۔ وہاں ایم معصومیت اور محبت کا پیکر بنے بیٹھے ہیں۔ یہ ایس کی آنکھیں ہیں وہ زیڈ کی خوبیاں ہیں۔

ہر ایک کیلئے خوبیاں اور سکھ مانگے۔ ان کی کامیابی مانگی۔ ان کی محبت کی پائیداری اور استواری مانگی۔ اپنی زندگی میں بھی اور اس زندگی کی شام کے بعد بھی۔ کبھی شمار کروں تو میری زندگی میں سب سے عجیب معاملہ محبت کا رہا ہو گا۔ کبھی کسی نے کی تو بتایا نہیں اور کسی نے محسوس کی تو پوچھا نہیں۔ ایسے میں پیاس کا سورج سوا نیزے پہ آکر کیوں نہ تڑپائے۔ لیکن اللہ جی! اس پہ بھی کوئی گلہ نہیں کوئی شکوہ نہیں جیسا رکھا اور جیسے رکھا کبھی اس دائرے سے نکلنا بھی نہیں چاہا۔ کسی سے کہنا بھی نہیں چاہا جسے مالک راضی ویسے بندہ راضی۔

طواف وداع اور آخری نماز

طواف وداع عصر کے بعد مکمل ہو گیا عصر کے بعد ساری عمر کبھی نفل نہیں پڑھے ہمیشہ سنا ہے کہ زوال کے وقت نماز مکروہ ہوئی ہے۔ شاید پرانے زمانوں میں سورج ڈوبنے پر پرستش کے فعل سے مماثلث کے باعث ہو۔ وہاں سبھی پڑھ رہے تھے۔ پوری یکسوئی اور اعتماد سے نماز مغرب کی اذان تک پڑھتے ہیں۔ اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے تک پڑھتے ہیں اور کوئی نہیں تو مسجد میں آنے اور تحیتہ المسجد کے دو نفل تو کہیں گئے نہیں وہ سبھی پڑھتے ہیں میں بھی پوری سپردگی کے ساتھ طواف کے نوافل پڑھنے لگا ان میں اداسی اور جدائی کی مہک تھی۔ خانہ خدا کے چپے چپے کی آنکھوں سے آنکھیں ملتیں تو شناسائی کی ٹھنڈک سی دوڑ جاتی۔

کہیں کہیں سے سوال ہوتا؟

اچھا تو جا رہے ہو؟

ہاں! اس سے زیادہ قربت میری برداشت اور ظرف سے بڑھ جائے گی۔ میں اتنے دنوں سے جلیبی بنا ہوا ہوں۔ اب نارمل زندگی کی طرف پلٹنا چاہوں گا۔

جلیبی! سوال ہوتا!

ہاں مٹھاس اور شیرے سے بھری ہوئی۔ گڑھی شاہو کی گلاب جامن جیسا چپ چپ کرتا تو نہیں ہوں مگر شکل ویسی ہی میٹھی ہو رہی ہے۔ گلاب جامنوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے کچھ اضافی مٹھاس تو مفت میں نہ چاہتے ہوئے بھی آ ہی جاتی ہے۔

اور یہ دونوں آپ کو پسند ہیں۔

اسی دوران اچانک محسوس ہوا کہ کوئی دل اور آنکھوں میں آکر بیٹھ گیا ہے۔ خوشی میں دونوں بھر آئے۔ سچ پوچھیں تو اللہ جی کو بھی یہ دونوں جگہیں بے حد پسند ہیں۔ وہ اپنے گھر سے بار بار نکل کر آنے والوں کے دلوں میں جاتے اور آنکھوں میں بستے ہیں جھانکتے ہیں اور اپنے لئے خالی کی ہوئی جگہ دیکھتے ہیں جہاں انتظار اجگہ زیادہ ہوں وہاں جاتے ہیں۔

میرا یقین ہے کہ وہ ذات مجھ پہ بے حد مہربان ہے۔ میں وقتاً فوقتاً اس کی مہربانی کا جائز ناجائز فائدہ اٹھاتا رہتا ہوں۔ جیسے بچے اپنی ماؤں کے لاڈ سے اٹھاتے ہیں غلطی کرتے ہوئے اکثر پتہ ہوتا ہے کہ غلطی کر رہا ہوں مگر دل میں یہ خیال ہوتا ہے اللہ پاک سوری! ہے تو غلطی ہی کوئی وجہ اور جواز نہیں ضد بھی نہیں اور انکار یا اصرار بھی نہیں بس غلطی ہے۔ معافی دے دیں ندامت بھی ہے اور تھوڑا افسوس بھی اور یہ دونوں جذبے آپ کو پسند ہیں۔

ھن بس وی کر

میں اپنے ہوٹل کے باہر انتظار کر رہا تھا۔ طے شدہ وقت کو گزرے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا جب شمشاد نظر آیا وہ کچھ زیادہ ہی شرمندہ ہو رہا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ جدہ واپسی پر باس نے پوچھ لیا کہ کیوں دیر ہوئی تو مشکل میں پڑ جائے گا۔

بولا! بڑے دنوں بعد مکہ آیا تھا سوچا بھاگ کر طواف کر لوں یہ تو اچھی بات ہے۔ میں نے لقمہ دیا۔

مگر آپ کو تو انتظار کرنا پڑا۔ میں تو طواف کے دوران بھی آپ کا سوچتا رہا کہ کہیں ہوٹل کے باہر نہ کھڑے ہوں یہ سن کر مجھے تھوڑا سا افسوس ہوا کہ میں اس کے طواف کی یکسوئی میں حائل ہوا ہاں اس کے جلدی آنے کی دعا تو میں نے کی تھی۔

تبھی تو وہ فٹافٹ طواف کی دعائیں مکمل کر کے بھاگتا آیا۔

یہ دعائیں بھی کیا چیز ہیں شاید اوپر جا کر رکی رہتی ہیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور جس میں زیادہ زور ہو منظوری کیلئے اوپر چلی جاتی ہیں۔ اور قبولیت پاتی ہیں نماز مغرب کی آذان ہوئی۔ میں نے سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھا۔ ابوامی سے اجازت چاہی اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

شمشاد میاں! آب زم زم کا ایک گیلن خریدنا ہے ساتھ لے جانے کیلئے یہیں سے لے لیں۔

میں نے سڑک پہ ایک حبشی کو پانی کے گیلن بیچتے دیکھ کر پوچھا

شہر سے باہر ایک پارک میں حکومت نے آب زم زم گیلنوں میں فری بھر کے گھروں میں لے جانے کا انتظام کیا ہے وہاں سے لے لیں گے۔ مجھے مغفور صاحب کیلئے بھی کئی گیلن بھرنے ہیں۔ وہاں ایک وقت میں سینکڑوں لوگ ٹوٹیوں سے اپنے اپنے کین بھراتے ہیں۔ یہ کام گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہو جاتا ہے حرم پاک سے دور ہونے کا احساس اب اداس کرنے لگا تھا۔ میں نے نیم دلی سے کہا کیوں ناں مغرب کی نماز یہیں پڑھ لیں۔ "جی بالکل شمشاد نے خوش دلی سے کہا میں نے دل میں سوچا میں الوداعی طواف تو کر چکا ہوں سامنے گیا تو پھر باتیں چھڑ جائیں گی۔ ہونا تو یہاں دروازے کے ساتھ ہی نماز پڑھ لیتا ہوں صفیں باندھی گئیں تو میں دروازے کے بالکل ساتھ ہی موجود تھا۔

نماز ہو رہی تھی اور میں سوچ رہا تھا۔

اللہ جی! اگلے سال اسی دروازے سے آپ سے ملنے آنا ہے۔ دیکھئے ابھی سے ایڈوانس بکنگ کروا رہا ہوں۔ پلیز رش میں بھلا نہ دیجئے۔ جب تک زندہ رہوں۔ ہر سال آتا رہوں آپ سے باتیں کرتا رہوں۔

آپ نے خود ہی وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ آپ کے گھر آنے پر پچھلے سب گناہ معاف اور بالکل نئی زندگی۔ یہ میرا وعدہ رہا ہر اس نئی زندگی کو داغ دھبوں سے پوری طرح بچا رکھوں گا۔

عدالتیں فیصلے سے پہلے پرانے فیصلوں کی نظیر اور مثالیں مانگتی ہیں۔ پھر فیصلوں میں ان کا ذکر کرتی ہیں لیجئے میں ہاتھ باندھے آپ کے حضور کھڑا ہوں۔

می لارڈ!

آپ نے ہمیشہ درگزر سے کام لیا۔

پریشانی اور پشیمانی کو ڈھانپے رکھا۔ اتنی محبت، اتنی شفقت، اتنی رعائت اب تو یہ عادت ہو گئی ہے۔ خون اور ہڈیوں میں رچ بس گئی ہے۔ آپ اپنے دست شفقت کو کبھی نہ اٹھایئے۔ اپنے رویئے کو کبھی نہ بدلیئے۔ بس جیسا ہوں ایسا ہی رکھیئے سلوک اس سے بہتر ضرور کریں اس میں کمی نہ کیجئے یہاں تک ہی پہنچا تھا تو یاد آیا۔ الوداعی طواف پہ جب در کعبہ سے لپٹا دعا کر رہا تھا تو پیچھے سے آواز آئی تھی

"ھن بس وی کر"

"منگی ای جاندا اے۔ کسے ہور دی واری وی آن دے"

اب بس بھی کرو مسلسل مانگے جا رہے ہو کسی اور کی باری بھی آنے دو) میں جو رو رہا تھا جملہ سن کر روتے روتے ہنس دیا فوراً جگہ چھوڑی۔ وہ بیچارہ نجانے کب سے اپنی باری کا منتظر تھا۔ اور اس جگہ جما ہوا تھا میں نے اللہ جی کو خدا حافظ کہا اور مطمئن دل سے اپنے ہوٹل کی راہ لی تھی۔

اب پیچھے مڑ کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

اگر اجازت ہو تو

مکہ سے روانگی اس عالم میں ہوئی کہ شمشاد اپنے مخصوص انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا اور میں مڑ مڑ کر حرم کعبہ کو دور جاتا دیکھ رہا تھا۔ میں بے شک دیگ لینے کے ارادے سے نہیں آیا تھا مگر مٹھی بھر چاول ضرور سنبھال لئے تھے۔ یہ خیال تھا کہ اگلے سال تک ان کے سہارے خوب گزرے گی مگر یہ کیا ہوا کہ چند میل دور آتے آتے ہی وہ ختم ہونے لگے۔

میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

دل کی عجیب سی حالت تھی۔

جتنی دیر ملوں میں اس سے اتنی دیر تو یوں لگتا ہے
سمے سے لے کر انت سمے تک سارا جیون میرے پاس

میرا دل اب چاہنے لگا تھا کہ شمشاد کوئی بات چھیڑے۔ پھر خیال آیا کہ لوگ تو حج و عمرے سے واپسی پر اتنی باتیں کرتے اور سناتے ہیں۔

میرے ساتھ تو کچھ ایسا ہوا ہی نہیں ہے۔ کیا بتاؤں گا، کیا سناؤں گا۔ بہتر ہے کوئی اپنی ہی بات کرے، گاڑی نے رفتار پکڑ لی تھی۔ جب شمشاد کی باتوں نے اڑان پکڑی۔ وہ سعودی عرب سے سیدھا انڈیا پہنچا اور وہاں سے لالو پرشاد کے صوبہ بہار جہاں اس کا بچپن گزرا تھا۔ وہ خوشی خوشی ساری باتیں اور تفصیل سنا رہا اور میں بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔ پھر کچھ باتیں سنسر کی زد میں آنے لگیں۔

میں نے ہولے سے کہا اللہ میاں جی! اگر اجازت ہو تو اس کی باتیں سن لوں۔ اس کا دل غبارے کی طرح بھرا ہوا ہے۔ نجانے اس سے پہلے کسی نے سنی بھی ہیں یا نہیں۔ اب ویسے بھی ہم کعبے سے خاصی دور آ چکے ہیں۔

میری تو اپنی سب وفائیں عجیب سی ہیں
محبتوں میں یہ انتہائیں عجیب سی ہیں

قبولیت کے تمام رستے کھلے ہیں لیکن
میرے لبوں پہ سبھی دعائیں عجیب سی ہیں

دسواں پارہ

اس پارے کا نام واعلموا ہے۔ اس میں سورۃ الانفال کی نمبر 41 تا نمبر 75 آخری آیات اور سورۃ التوبہ کی نمبر 1 تا نمبر 93 آیتیں ہیں۔ قرآن مجید کے اس پارے میں خاص طور پر جہاد کے احکام بیان کیئے گئے ہیں۔ جہاد ہمارے دین اسلام کی ایک فرض عبادت ہے، یعنی جو مسلمان کسی کمزوری یا بیماری کی وجہ سے مجبور نہ ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ جہاد کے لغوی معنی کوشش کرنا ہیں لیکن ہماری دینی زبان میں دین کو ترقی دینے، نیکی پھیلانے اور ظلم اور فساد کو مٹانے کیلئے کوشش کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔ یہ ہتھیاروں سے بھی کیا جاتا ہے۔ زبان سے بھی اور قلم سے بھی۔ کافر قوموں نے اسلام کی اس فرض عبادت کا مطلب سمجھے بغیر اس کے خلاف بہت باتیں کی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم دے کر اللہ نے پوری انسانی برادری پر احسان کیا ہے۔ نیکیوں کی حفاظت کرنے اور برائیوں کو مٹانے سے ہی یہ دنیا انسانوں کے رہنے کے قابل ہے۔

سورۃ الانفال کی آیات میں خاص خاص باتیں یہ بیان ہوئی ہیں۔

نمبر 41 تا نمبر 44: مال غنیمت یعنی جہاد میں کافروں سے حاصل ہونے والے مال میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے۔ جو یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور رشتہ داروں پر خرچ کیا جائے گا۔ تاکید کی گئی ہے یہ حصہ خوشی سے دے دیا کرو کیونکہ جو فتح حاصل ہوئی ہے اللہ کی مہربانی سے ہی حاصل ہوئی ہے۔

نمبر 45 تا نمبر 48: بتایا گیا ہے دشمن کے مقابلے میں بہادری سے ڈٹے رہو۔ آپس کے جھگڑوں سے بچو۔ ایسا کرو گے تو تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اللہ کو بہت یاد کرو۔ ان کافروں کا حال بتایا گیا ہے جو شیخیاں بگھارتے اور اتراتے ہوئے لڑنے کیلئے آئے تھے۔ انہیں شیطان نے بہکا دیا تھا لیکن جب مقابلہ ہوا تو وہ ان کا ساتھ چھوڑ گیا۔

نمبر 49 تا نمبر 64: بتایا گیا کافر کبھی جیت نہیں سکتے۔ تاکید کی گئی جہاں تک ہو سکے لڑائی کا ساز و سامان تیار رکھو تاکہ دشمنوں پر رعب پڑے۔ اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرو۔ اگر دشمن صلح کرنا چاہے تو صلح کر لو۔ اگر وہ چالبازی کرے گا تو اللہ تمہاری حفاظت کیلئے کافی ہے۔

نمبر 65 تا 69: رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا مسلمانوں کو جہاد کیلئے تیار کرو اور یہ بتایا گیا کہ بیس مسلمان دو سو کافروں کیلئے کافی ہیں اور ایک سو مسلمان ایک ہزار کافروں کو شکست دیں گے۔ پھر فرمایا: تم میں کمزوری ہے لیکن پھر بھی ایک سو مسلمان دو سو کافروں اور ایک ہزار دو ہزار کافروں کو ہرا دیں گے۔ (بچے یہ بات سمجھ لیں کہ مسلمانوں کو یہ کامیابی ایک تو حق پر ہونے کی وجہ سے حاصل ہوگی دوسرے نیک ہونے کی وجہ سے)۔

> جہاد کا حکم دے کر اللہ نے انسانیت پر احسان کیا
>
> دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہو آپس کے جھگڑوں سے بچو
>
> جہاد کرنے والوں اور گھر بیٹھنے والوں کا درجہ برابر نہیں
>
> منافقوں کا ٹھکانا جہنم ہے
>
> مومن نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں

نمبر 70 تا 75: بتایا گیا جن مسلمانوں نے ہجرت کی، جانوں اور مالوں کی قربانیاں دیں اور ایک دوسرے کے مددگار رہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ جنہوں نے ہجرت نہیں کی ان کی مدد تو ضروری ہے لیکن ان کا درجہ مہاجرین جیسا نہیں۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فساد پھیل جائے گا۔

سورۃ التوبہ: نمبر 1 تا نمبر 6: بتایا گیا جب کافروں نے معاہدہ توڑ دیا تم بھی معاہدے کی پابندی نہ کرو اور انہیں جہاں پاؤ سزا دو، البتہ جو توبہ کر لیں ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو۔

نمبر 7 تا نمبر 16: معاہدہ توڑنے والوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا ان سے نہ ڈرو بلکہ اللہ سے ڈرو۔ بتایا گیا جہاد کرنے والوں اور گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کا درجہ برابر نہیں ہے۔

نمبر 17 تا نمبر 24: بتایا گیا معمولی نیکیاں کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ مال دولت، عزیزوں، رشتہ داروں اور گھر بار کو جہاد کے مقابلے میں عزیز رکھتے ہیں فاسق ہیں۔ جہاد کرنے والے جنت میں جائیں گے۔

نمبر 25 تا نمبر 29: بتایا گیا جنگ میں تمہیں تمہارے غرور کی وجہ سے نقصان پہنچا لیکن اللہ نے تمہاری مدد کی اور تمہاری مدد کیلئے فرشتے بھیجے۔ جہاد جاری رکھنے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا مشرکوں کو مسجد حرام کے قریب نہ آنے دو۔

نمبر 30 تا نمبر 37: بتایا گیا یہودی حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو۔ انہوں نے اپنے درویشوں اور راہبوں کو خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ یہ نیکی سے روکتے اور برائی کا حکم دیتے ہیں۔ ان سے جہاد کرو۔

نمبر 38 تا نمبر 42: ان آیات میں بھی جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے اگر تم یہ فرض ادا نہ کرو گے تو اللہ تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا جو اس کے راستے میں جہاد کریں گے۔ یاد دلایا گیا اللہ نے فرشتوں سے تمہاری مدد کی تھی۔

نمبر 43 تا نمبر 59: صدقات کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ غریبوں، مسکینوں اور جہاد کرنے والوں کیلئے ہیں۔

نمبر 60 تا نمبر 72: منافقوں کے بارے میں بتایا کہ یہ نیکی سے روکتے اور برائی کا حکم دیتے ہیں۔ یہ دنیا میں مزے کر لیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ مومنوں کی صفات بیان ہوئیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

نمبر 73 تا نمبر 80: حکم دیا گیا کافروں اور منافقوں سے پوری قوت کے ساتھ جہاد کرو۔ انہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا ہے۔ اللہ کیلئے خرچ نہیں کرتے اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔

نمبر 81 تا نمبر 89: جہاد نہ کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ نہ ان کی قبروں پر فاتحہ پڑھو۔ وہ فاسق ہیں۔ ان کے مالوں اور اولادوں کی وجہ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

نمبر 90 تا نمبر 93: دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک وہ جو خوشحال ہونے کے باوجود جہاد میں شامل نہ ہوا اور دوسرا وہ جو بیماری، کمزوری اور غربت کی وجہ سے جہاد میں شامل نہ ہوا۔ پہلے گروہ کو سزا ملے گی اور دوسرے کا عذر قبول ہو گا۔ اللہ اس پر رحم کرے گا۔

قرآن کوئز

اس ماہ کے سوال:

1: جہاد اور عام جنگ میں کیا فرق ہے؟
2: جنگ احد میں نقصان کی وجہ کیا بتائی گئی؟

درست جواب دینے والے ساتھی کو ایک یادگار تحفہ دیا جائے گا۔